اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں

تنظیم وتالیف
گروہ مؤلفین

فَخَرَجَ عَلى قَوْمِهِ فى زينَتِهِ قالَ الَّذينَ
يُريدُونَ الْحَياةَ الدُّنْيا يا لَيْتَ لَنا مِثْلَ
ما أُوتِيَ قارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظيمٍ.

﴿ قصص ۷۹ ﴾

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.................... اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں

مرتبین و منظمین .... علی شرف الدین، ابرار حسین، محمد علی، ناصر شاہ، خادم حسین، ابو مریم، تاثیر شاہ، مولانا شکور، گل تاج، قمر کاوش

ناشر........................ دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghtulislam.com

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

انتساب:۔

ان تمام انسانوں

جو اپنی توانائیوں کو ''ہدر'' کرتے ہیں نہ

''بخل'' کرتے ہیں،

پاگلوں جیسی ''ہنسی مذاق'' اور نہ،

قارون جیسا ''تکبر'' کرتے ہیں،

کے نام

بواعث تالیف کتاب اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں :۔

ذرات وانفاس کی تعداد سے زیادہ لائق تعریف وتمجید وہ ذات ہے جس نے کبھی اپنے بندوں کوکسی بھی سوال سے روکا نہیں کیونکہ ہر چیز پر محیط ہے ہر چیز کے بارے میں علیم ہے، وہ جانتا ہے اس کا بندہ جاہل محض ہے کیونکہ اس نے ہی اس کو جاہل پیدا کیا ہے۔ بدو نبی کریمؐ سے پوچھتے تھے ہمارا رب دور ہے یا قریب، تاکہ ہم اسے اس انداز سے پکاریں، اس کا لطف وعنایت دیکھیں ،اس سوال کے جواب میں اللہ نے نبی کریمؐ سے نہیں فرمایا ''قل'' بلکہ خود کہا ''انی قریب'' میں اپنے بندے کی نداء کوسنتا ہوں۔

﴿وَ إِذا سَأَلَکَ عِبادی عَنّی فَإِنّی قَریبٌ أُجیبُ دَعْوَةَ الدّاعِ إِذا دَعانِ ﴾ (بقرہ۔١٨٦)

یہاں سے انسان اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فرقے انسان کو اللہ کے قریب نہیں بلکہ توسل پر توسل کے نام پر اللہ سے دور کرتے ہیں۔

محرکات تالیف کتاب ''اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں'' برادر اشتر حسین نوندش کا اعیاد مسلمین پر میری یاداشت وتحفظات پر جرأت مندانہ ،ناقدانہ وقادحانہ گذارشات ہیں۔ان کے انداز سوال پر ان کو داد تحسین دیتا ہوں اگر اس طرح اس انداز سے فیس بک چلائیں گے تو جلد از جلد تمام مما لک اسلامی ''مفاہمستان'' بن سکتے ہیں، تمام اختلافی مسائل عقائد شرعی، روائی اور تاریخی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں ، برادر محترم آپ نے میری تعریف میں اسراف گوئی کی ہے، میں وہ انسان ہوں جو حوزات و مدارس میں درس ناخواندہ متعارف ہوں لہٰذا میری کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ جبکہ میرے لئے رسول اللہ کی من وعن اطاعت ضروری ہے، آغائے برقعی، مصطفیٰ حسینی ، باقر الصدر، امام خمینی، استاد گرامی صادقی '' ومـــن

فوقهم كائنا ما كان" کی تقلید کو تنہا دانشمندان کے لئے نہیں بلکہ عوام الناس کے لئے بھی ناسور سمجھتا ہوں، کیونکہ دین اسلام دین طبقاتی نہیں جو دانشمندوں کیلئے حرام اور عوام کیلئے جائز ہو اس کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے۔آپ کے پاس ایک عالم ہے جو جانتا ہے، ایک جاہل ہے جو نہیں جانتا ہے وہ عالم سے پوچھتا ہے سمجھ میں نہیں آیا دوبارہ پوچھنے کی ممانعت کہاں سے آئی ہے؟ اس کے علاوہ تو یہ آیت ۳۱ میں عوام یہود کی مذمت ہے وہ احبار کی تقلید کرتے تھے، عوام انپڑھ ہوتی ہے لیکن احمق و بے عقل نہیں ہوتی ہے، بہت سے انپڑھ اپنا اچھا کاروبار اور کارخانے چلاتے ہیں بہت سوں نے دنیا پر حکومت کی ہے ۔یہاں آپ کے انتقادات وقادحات پیش کرنے سے پہلے خود آپ کا تعارف ضروری ہے۔

تعارف اشتر حسین نوندش:۔

آپ کا تعلق برادر ابرار حسین اور برادر محمد علی سے نیٹ پر رہتا ہے۔آپ کرگل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں۔سرو ویلی کرگل سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، جعفریہ اکیڈمی آف ماڈرن سائنس سے عصری اور دینی تعلیم حاصل کی پھر یونیورسٹی آف کشمیر سے ماحولیات میں انجنیئرنگ کی، آج کل منامہ میں ہوتے ہیں۔فارسی اور عربی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔فیس بک پر موجود (mosvi fan page Ali sharfuddin) کے ذریعے ان سے رابطہ ہوا۔جس پر دیگر علماء کی کتابوں اور نظریات کے حوالے سے بھی پوسٹیں ہوتی ہیں ۔ برادر اشتر حسین روایات کی اسناد کی تلاش میں کافی مہارت رکھتے ہیں، زیادہ تر لبنان، عراق اور ایران وغیرہ کے توحیدی شیعہ کہلانے والے علماء و دانشوران کے افکار و نظریات بھی ڈھونڈ کر فیس بک پر لگاتے رہتے ہیں۔شریعت سنگلجی، آیت اللہ برقعی، قلمداران، مصطفی حسینی طباطبائی، آیت اللہ صالحی ، یاسر عودہ، آیت اللہ آصف محسنی وغیرہ سے زیادہ متاثر ہیں اور ان کے افکار و نظریات پر مبنی پوسٹیں لگاتے رہتے ہیں۔سب سے

زیادہ محترم برقعی سے متاثر ہیں۔ ایک گروہ جو توحیدی شیعہ کے نام سے علماء و دانشوران کی تصنیفات کو اردو میں ترجمہ کر رہا ہے ان سے بھی رابطہ میں ہیں۔

جناب اشتر حسین صاحب کا کہنا ہے ''اعیاد'' عادت ہی نہیں عبادت بھی ہیں، دنیا و آخرت دونوں رکھتی ہیں، یہ اجتماعات اسلامی ہیں، ان میں مصالح دین و دنیا دونوں کی ترغیب دی جاتی ہے۔ لیکن آپ کا دعویٰ بلا دلیل ہے، دلیل نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اس میں خس و خاشاک بھی شامل کی ہیں، آپ کا اعیاد کے بارے میں تصور اور جو عید آپ مناتے ہیں اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ جس دین کو اللہ نے بشر کیلئے بھیجا وہ واضح محکم آیات میں نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اعیاد کیلئے بھی واضح حکم کا ہونا ضروری ہے، آپ کی عیدیں آیات متشابہات اور روایات ضعیفہ سے مستند ہیں جسے علماء حدیث رد کرتے ہیں۔

نقدات وقدحات اشتر حسین:۔

محمد علی بھائی،

۱۔روایات کو بغیر کسی اصول کے ٹھکرانا کم از کم میرے خیال میں ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ کسی بھی روایت کو اپنی مرضی سے ٹھکرایا جا سکتا ہے۔ جس طرح اہل قرآن یا پرویزی اسلامی احکام جو روایات میں موجود ہیں ان کو ٹھکراتے ہیں۔

۲۔اگر روایات کو خلاف قرآن یا ضعیف و غالی راوی کی بنیاد پر ٹھکرائیں تو یہ علمی طور پر درست ہے، لیکن اوپر بتایا گیا ہے جس طرح نماز جمعہ کا خطبہ بھی قرآن سے ثابت نہیں، صرف حکم ثابت ہے، اسی طرح حج کے مکمل مناسک بھی قرآن سے ثابت نہیں ہوتے تو صرف وہ مناسک جو قرآن میں ہیں وہی ماننا ہوں گے، اسی طرح ایک ہی روایت سے قطعاً سارے مناسک ثابت نہیں بلکہ جزئیات سے ثابت ہیں۔

۳۔اسی طرح نماز جنازہ کو بھی بعض لوگ بدعت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے

نزدیک یہ قرآن سے ثابت نہیں، محض روایات کی بنیاد پر ہے۔

۴۔ اسی طرح ایک پرویزی نے کہا یہ ''اٹھک بیٹھک'' والی نماز قرآن سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی ایک حدیث سے مکمل نماز ثابت ہے بلکہ الگ الگ روایات کو جوڑ کر نماز کی تفصیلی شکل بنتی ہے۔

۵۔ بہر حال میرے نزدیک پرویزی اور اہل قرآن کے کافی اعتراضات ارکان اسلام اور رائج عبادات پر گزرے ہیں، خصوصاً مناسک حج ،نماز جنازہ اور کیفیات نماز پر۔ میرے خیال میں روایات کو جس طرح پرویزی مسترد کرتے ہیں اس طرح مسترد نہیں کیا جاسکتا اس کے لیے جس طرح آیت اللہ برقعی یا شرف الدین صاحب نے روایات کی کمزوریاں بیان کی تھیں، امام مہدی اور متعہ کے متعلق اس طرح سے رد ہو تو یہ روایات قابل اعتبار نہیں رہتی ہیں، مگر محض احتمال کی بنیاد پر ان کو رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔

''میرے خیال میں یہی خوبی ہے آیت اللہ برقعی اور شرف الدین صاحب کی کہ انہوں نے لوگوں کو اپنی تقلید پر نہیں لگایا بلکہ یہ کہا قول احسن اور ان کی بات کو دلائل و براہین کے قریب پائیں تو ان کو مانیں نہیں تو اختلاف رکھ سکتے ہیں، اسی لیے میں اس معاملہ میں آغا صاحب سے بہر حال اتفاق نہیں رکھتا، جس طرح آیت اللہ برقعی سے بھی میں رجال کے حوالے سے بعض جگہ اختلاف رکھتا ہوں، کیونکہ ہم تقلید نہیں کرتے ان کا قول جہاں معقول لگے وہاں قبول کیا جائے گا، کیونکہ ان دو بزرگوں نے لوگوں کو دیگر مجتہدین کی طرح اپنی تقلید پر نہیں لگایا بلکہ خود سے تحقیق اور قول احسن کی پیروی کی طرف راہنمائی کی ہے۔ بہر حال میں روایات کو اسی اسلوب میں رد کرنے کا قائل ہوں جس طرح آغا نے متعہ والی روایات کو یا امام مہدی والی روایات کو رد کیا تھا، اسی طرح عید والی روایات یا جنازہ والی روایات یا نماز والی روایات پر کوئی تحقیق ہو تو پھر غور کروں گا''۔

۶۔ قربانی پر ملحد اور ہندو اعتراض کرتے ہیں کہ کروڑوں جانور ذبح کرنا

اسراف ہے ظلم ہے۔ان کی بات ہمارے دیسی لبرل اگر مانیں تو ایسے ہی ملحد نماز پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ روزانہ مسلمان 5 وقت کروڑوں کی تعداد میں پانی کیوں ضائع کرتے ہیں۔کیا قربانی کی طرح نماز بھی چھوڑ دو گے کہ پانی بچانا ہے۔

آیت اللہ برقعی مرحوم کے دوست موحد مجتہد و مفسر جو اب بھی ایران میں مشکلات و آزار برداشت کرر ہے ہیں۔آغا آیت اللہ سید مصطفیٰ حسینی طباطبائی حفظہ اللہ ہیں۔آپ فرماتے ہیں۔

۷۔" دین اسلام میں عیدیں دو ہیں ایک عید فطر اور دوسری عید قربان. اسلام کو باقی مذاہب پر فوقیت حاصل ہے کہ باقی مذاہب میں فلاں بزرگ فلاں ہستی کی پیدائش پر عید منائی جاتی ہے جب کہ ہماری دونوں عیدیں کسی بزرگ کی پیدائش پر نہیں ہیں بلکہ مراسم عبادت، حج اور روزہ جیسے ارکان کے ساتھ ملحق ہیں اور اس کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے. اور ان دو عیدوں میں جشن رنگ رلیوں اور تکبر کے بجائے اللہ کی کبریائی اور نماز وخطبہ سے یہ عیدین مزین ہیں "مصطفیٰ حسینی طباطبائی کے خطبہ عید فطر سے اقتباس"

۸۔آیت اللہ برقعی مرحوم اپنی توضیح المسائل میں "عیدین (عیدالفطر اور عید الاضحیٰ) کے متعلق مسائل میں لکھتے ہیں: سورہ بقرہ آیت 185 ﴿وَ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلى ما هَداكُم﴾ کے ضمن میں عیدالفطر میں زیادہ سے زیادہ تکبیرات قبل از نماز پڑھی جائیں اور بعد از نماز عید بمطابق آیت قرآن "وَ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلى ما هَداكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُون" درج ذیل تکبیرات پڑھنی چاہییں احادیث کے مطابق:

"الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر ولله الحمد الله اكبر علي ما هدانا والحمد لله على ما ابلانا"

نیز عیدالاضحیٰ میں نماز عید کے بعد تین دن تک درجہ بالا تکبیرات کے ساتھ یہ کلمات "الله اكبر على ما رزقنا من بهيمة الانعام" اضافی پڑھنے چاہئیں۔

۹۔نوٹ: آئمہ اہل بیت سے مروی روایات میں ان کلمات کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی تاکید ہے مزید کتاب وسائل الشیعہ و کتب اہل سنت میں قدرے اختلاف کے ساتھ ان الفاظ کا پڑھنا وارد ہے۔

۱۰۔نیز عید فطر میں زکوٰۃ فطر قبل از نماز فطر ہونے پر آیت اللہ برقعی کا استدلال یہ آیت ہے ☆قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى☆وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى☆ اور عید الاضحیٰ میں بعد از نماز قربانی پر آیت " فصل لربک وانحر" ہے۔

۱۱۔عیدین کے متعلق یہ واضح ہے کہ یہ دو عیدیں رسول اللہ کی سنت و سیرت سے ثابت ہیں اور اس پر امت اسلامی کی تمام احادیث کی کتابوں میں مستند و معتبر اور صحیح احادیث موجود ہیں۔

۱۲۔بنو عباس کے دور میں عیدین کے آغاز کے متعلق ایک بھی مستند روایت موجود نہیں کہ ان دو عیدوں کا آغاز ان کے دور میں ہوا ہو بلکہ رسول اللہ کے دور میں ان عیدوں کا منانا امت اسلامی کا شعار رہا ہے اور درجنوں روایات اس پر موجود ہیں۔

۱۳۔صحیح احادیث کے مطابق یہ دو عیدیں خلفائے اربعہ بھی مناتے تھے جن کا دور بنو عباس سے کافی پہلے ہے۔

۱۴۔اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مکمل ایک خطبہ عید جو رسول اللہ نے پڑھا ہو پیش کیا جائے تو یہ اعتراض جمعہ پر بھی کیا جا سکتا ہے کہ جمعہ کا مکمل خطبہ جو رسول اللہ نے پڑھا ہے وہ بھی روایت سے ثابت ہے۔

۱۵۔یاد رہے ایسے اعتراضات پھر ہر رکن عبادت اسلامی پر وارد ہوں گے۔کسی عبادت کو نہ ماننے کے لیے ٹھوس دلائل کی ضرورت ہے۔جس طرح جمعہ کے خطبات جزئیات سے ثابت ہیں اسی طرح عیدین کے خطبات جزئیات سے ثابت ہیں۔خطبہ کے علاوہ عیدین کی نمازوں پر درجنوں صحیح احادیث موجود

ہیں۔

۱۶۔ان سب کو بغیر ٹھوس شواہد، دلائل و براہین کے محض گمان کی بنیاد پر ٹھکرانا دانشمندی نہیں ہے۔ہم آیت اللہ برقعی مرحوم سے اس حوالے سے متفق ہیں کہ اصل اسلامی عیدیں یہی 2 ہیں جن کے منانے کا تذکرہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔

۱۷۔اس کے برعکس بنوعباس کے دور میں اس کا آغاز ہونے پر کوئی مستند روایت نہیں ملتی اور شیعہ کتب میں علی ع کا خطبہ فطر اور خطبہ عید اضحیٰ جو آپ نے پڑھا موجود ہے۔

۱۸۔علی بھائی میں نے آغا کی آڈیو بھی سنی ہے شاید آغا نے وہ روایات نہیں پڑھی ہونگی۔جس طرح انہوں نے کہا چند صحابہ کی روایت سے عید ثابت نہیں ہوتی۔یہ منطق اگر حج کے مناسک جو قرآن میں نہیں ہیں ان پر لاگو کریں تو حج کے مناسک تبھی اتنی کم تعداد میں بیان ہوں گے جتنے عید کے متعلق پھر حج میں ’’ **لبیک اللھم لبیک** ‘‘ بھی چند روایات کی بنیاد پر ہے اس سے زیادہ روایات عید پر ہیں۔

۱۹۔آغا نے فرمایا کہ آیت متشابہ سے فطرہ پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن ’’آڈیو‘‘ میں خود عید کی رد میں آیت فرحت سے استدلال کیا ہے جو کہ متشابہ ہے۔

۲۰۔مزید یہ کہ جنازہ رسول اللہ نے کتنی بار پڑھا لیکن کوئی حکم قرآنی نہیں ہے؟؟ رسول اللہ نے صرف بیان کرنا تھا تو بغیر حکم قرآن جنازہ پڑھنا بھی اس منطق سے درست قرار نہیں پائے گا۔جنازہ پر بھی چند ہی روایات ہیں کیا اتنے زیادہ مہاجرین وانصار سے جنازہ اور مناسک حج اور تلبیہ پر کم روایات کی موجودگی میں اس کو ٹھکرایا جائے گا۔

۲۱۔نیز نماز کے متعلق کتنی روایات ہیں کبھی آپ غور کریں تو گنے چنے صحابہ سے نماز اور حج یا زکوٰۃ پر روایات ہیں، بخدا اس طرح تمام اسلامی احکام چند ہی روایات تک محدود ہیں۔

۲۲۔اگر ابو ہریرہ یا ام المومنین عائشہ یا عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر جیسے اصحاب یا کثرت روایات والے اصحاب کو نکال دیں تو پھر کوئی اسلامی حکم عبادات قابل عمل نہیں رہے گا۔میں نے اسی لیے کہا ہے آغا سے یا برقعی سے بہت سے امور میں اتفاق کے باوجود اس اصول کو جو آغا نے عید پر لاگو کیا ہے اگر مانا جائے تو ہر عبادت پر یہ حکم لگے گا۔مگر دین اسلام میں روایات ،سند مخدوش ،متن مخدوش پھینکنے والے یہی حضرات ہیں گویا اسلام قرآن و محمدؐ سے نہیں ان مکثرین سے باقی ہے۔

۲۳۔میں صرف ایک مثال دیتا ہوں اذان کے کلمات جو شیعہ سنی پڑھتے ہیں انصار و مہاجرین میں بہت زیادہ لوگوں نے آپ کی مدنی زندگی میں سنے ہونگے حالانکہ قرآن میں اذان موجود نہیں ہے۔جس آیت سے استدلال کریں گے وہ متشابہ ہوگی۔اذان کے الفاظ بھی چند صحابہ سے بلکہ زیادہ تر ایک صحابی سے ثابت ہیں اس طرح اذان پڑھنا بھی بدعت ہوگا۔

۲۴۔ان شاء اللہ۔باقی عید کا خطبہ ہو یا جمعہ کا خطبہ یا نماز جنازہ یہ روایات سے ہی ثابت ہیں،اور محض احتمال سے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا،کیونکہ اس طرح تمام اسلامی عبادات کا رد ہو جاتا ہے۔

۲۵۔اذان کا حکم قرآن میں ملے گا ''نودی للصلوۃ'' کلمات نہیں ملیں گے اور نہ نماز کی کیفیات کا قرآن میں ذکر ملے گا کہ کیا کیا دعائیں پڑھنی ہیں صرف رکوع و سجدہ قیام کے علاوہ مکمل نماز بھی، نیز مکمل حج بھی ثابت نہیں ہوگا۔عید اسلامی رکن نہیں، بلکہ اسلامی ارکان کے اختتام پر شکر و تکبیر کا ایک موقع ہے۔

۲۶۔بہر حال کتاب اللہ میں نماز جنازہ کا حکم بھی نہیں ہے،اس لیے اس کی اہمیت بھی ختم ہو جائیگی، بلکہ کافی احکام ایسے ہیں جن کو قرآن سے استنباط کے بعد ہی احادیث کی روشنی میں عمل کیا جاتا ہے۔میں عموماً بحث نہیں کرتا کیونکہ بحث کے بعد انسانوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں،میں نے آغا صاحب کے عید کے حوالے

سے مؤقف پر کافی غور کیا اور مجھے تمام احکام مناسک پر یہی سوالات ذہن میں آنے لگے کہ کچھ بھی ثابت نہیں صرف کچھ خاص مناسک کے علاوہ دیگر تو حدیث سے لیا ہے، جنازہ کے بعد مجھے اذان پر بھی ایسے اعتراضات ذہن میں آنے لگے، المختصر میں زیادہ اس موضوع پر گفتگو نہیں کر سکتا صرف یہی ہے کہ میں آغا صاحب کے اس موقف پر مطمئن نہیں ہو پایا اور اس پر بہر حال ان سے اختلاف رہے گا۔!! آغا کی اپنی تحقیق ہے اور یقیناً وہ اپنے طور پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں، میں اس پر مطمئن نہیں ہوں تو اس کو قبول نہ کرنا میرا عدم اطمینان ہے، بہر حال عید کوئی فرض چیز تو نہیں ہے کہ اس پر زیادہ بحث کروں لیکن اگر اطمینان و تسلی نہ ہو تو اختلاف رکھنا بھی احسن ہے۔

ملاحظات بر نقدات اشتر حسین:۔

محترم ناقد اگر آپ میرے عیدین پر ملاحظات کو آیات قرآن اور سیرت مداوم رسول اللہؐ سے رد کرتے تو میں اپنے لیے باعث سعادت و نعمت مترقبہ سمجھتا۔ ملک عزیز پاکستان میں میری کتابوں کو پڑھنے پر پابندی ہے لیکن شکر ہے دیار کفر سے وابستہ مسلمان میری کتابیں پڑھ اور سمجھ کر نقد کرنے والے بھی ہیں، جو مثل کبوتر جید اور ردی میں تمیز کرنے والے ہیں، لیکن آپ نے مجھے بزرگوں کے رسالۃ عملیہ کے فتاویٰ کے ڈنڈا سے مارا ہے جبکہ میں پہلے سے ایسے فتاویٰ سے مار کھا کر چور چور ہو چکا ہوں، برادر قادح جری و باسل، حوزہ علمیہ سے فیل علی شرف الدین سے لے کر آپ کے موقر حسینی و برقعی'' **ومن فوقهم كائنا ما كان ما سوآء الانبياء ليسوا بمعصومين ما عصمهم الله من الخطاء و النسيان فعلومهم قليل و جهلهم كثير** " ﴿**وَ ما أُوتيتُم مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَليلاً**﴾'' ان کی مثال اس انسان کی ہے جس نے ایک طرف رخ کیا ہو وہ صرف اسی طرف کو جانتا ہے جبکہ باقی تین اطراف کے بارے میں نہیں جان سکتا، آپ کے یہ دو بزرگوار جیسا کہ ان کی ''ویب'' سے حاصل مواد سے واضح ہوا ہے، جیسے دور رسالت

میں بعض کے اندر سے تصورات مشرکانہ نہیں دھلے تھے، ان دو بزرگوں کے اذہان نیرہ سے بھی آثار وخرافات فرقہ نہیں دھلے تھے، لہٰذا انہوں نے ان دو عیدوں کے بارے میں سورہ اعلیٰ اور کوثر سے استناد کیا ہے۔ میں ان دونوں کی اخطاء کی مثال اپنے استاد عظیم المرتب آقائے صادق تہرانی سے دیتا ہوں مرحوم کا تکیہ کلام تھا ”خالف کتاب الله فهو زخرف فاضربوا الجدار“ لیکن انہوں نے خمس خود ساختہ، متعہ زناء جاہلیت، حدیث کساء، غلات مردہ اور شرک غالیہ پر فتاویٰ حدیث سے دیئے تھے۔

برادر محترم دین سے شغف وجذبہ تحقیق رکھنے والے کو یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ متشابہ اور غیر متشابہ میں کیا فرق ہے ”قد افلح من تزکی“ میں زکوٰۃ کا معنیٰ نمو ہے، بطور مجاز زکوٰۃ مالی میں استعمال ہوا ہے، یہاں تناسب ظاہر ہے جبکہ فطرہ کا معنیٰ اشگاف ہے، اس سے زکوٰۃ بدنی میں ربط نہیں بنتا یہ بات متشابہ ہے، جبکہ اللہ فرحین سے محبت نہیں کرتا، لفظ فرحین غیر عادی خوشی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

برادر ناقد شا کی ”فصل“ اور ”تزکی“ سے نماز عید اور فطرہ کا استدلال آیات متشابہ سے استدلال جیسا ہے کیونکہ صلاۃ کے عربی میں دو معنی ہیں ایک صلاۃ بمعنیٰ دعا اور دوسرا بمعنیٰ ارکان مخصوصہ ہیں صرف ایک معنی اخذ کرنے کو آیت متشابہ سے اخذ کرنا ہے یعنی معلوم نہیں یہاں صلاۃ سے کیا مراد ہے، دعا ہے یا ارکان مخصوصہ، صلوٰۃ پنجگانہ یا صلاۃ وسطی ہے یا صلاۃ عید ہے، اس کیلئے قرینہ ونشانی چاہیے جبکہ عید کا معنیٰ آپ اجتماعی ووقتی خوشی لیتے ہیں، آیات قرآن نے فرح غیر فطری کو کلی طور پر منع قرار دیا ہے اور ہنگامی عوارض خوشی سے منع کیا ہے، منع از فرح تصنعاتی حکم محکم ہے، اس کا اور کوئی احتمال نہیں ہے۔

برادر گرامی قدر میری حیرت کی انتہاء نہیں رہی جب آپ جیسے دائم المطالعہ کتب مطبوعات زمینی کے ساتھ مطبوعات فضائی پر بھی نظر رکھنے والے دانشمند نماز جنازہ کے بارے میں اتنے پریشان کیوں ہیں، ایک طرف تو مروج نماز جنازہ کے

بارے میں قرآن وسنت میں کوئی حکم نظر نہیں آتا، اور دوسری طرف ،فساق ، فجار، موسیقار، ادکار، بین الاقوامی این جی اوز کی نمائندہ امثال بیگم عنایت اللہ اور عاصمہ جہانگیر کی نماز جنازہ بھی بڑے احتمام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، جس کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے، یہ معاشرتی حوالہ سے کمبل بنا ہوا ہے جسے چھوڑ بھی نہیں سکتے کیونکہ علماء غصہ کرتے ہیں کہ وہ اس باب میں تحقیق نہیں کرتے ہیں۔آپ کی عیدین بھی مروج نماز جنازہ جیسی ہیں۔

۱۔ برادر دانشور متلاشی حقائق، انسان کتنا ہی علوم میں نبوغت اور بیان و تحریر میں مہارت رکھتا ہو دریا کو کوزے میں بند نہیں کرسکتا، اگر عید کے بارے میں میری نقد تحریر یا بیان آپ نے پڑھا یا سنا ہے تو وہ مختصر ہوگا جو مکمل موضوع پر احاطہ نہیں ہوگا۔

۲۔ پرویز یا وہابیوں کو دکھا کر خوف زدہ کرنا کسی گوسفند کو بھیڑیا دکھانے جیسا ہے۔ان دونوں کو دکھا کر اباطیل و بدعات کو مروج کرنا وطیرۂ باطنی ہے اس سے گریز کریں۔

۳۔آپ نے کہاں سے لیا ہے کہ قرآن میں جمعہ کا خطبہ نہیں ہے، خطبہ سورہ جمعہ کی آیت ۱۱میں بیان ہے کہ نبی کریم کے خطبے کے دوران نمازی باہر نکلے تھے۔

۴۔دوسرا آپ نے یہ بھی غلط لکھا کہ تمام مناسک حج قرآن میں نہیں ہیں، جبکہ سوائے رمی و جمرات کے علاوہ باقی تمام ارکان قرآن میں آئے ہیں جیسے۔

﴿إِنَّ الصَّفا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعائِرِ اللَّه﴾ بقرہ۔۱۵۸

﴿وَ لْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتيق﴾ حج۔۲۹

﴿فَإِذا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفات﴾ بقرہ۔۱۹۸

﴿ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرام﴾ بقرہ۔۱۹۸

﴿وَ اذْكُرُوا اللَّهَ فی أَيَّامٍ مَعْدُوداتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فی يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ

عَلَیۡهِ﴾ بقرہ۔۲۰۳
زمان حج اور مکان حج کے بارے میں بھی آیا ہے
﴿یَسۡـئَـلُـونَکَ عَـنِ الۡأَهِـلَّةِ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیتُ لِلنَّاسِ وَ الۡحَجِّ﴾ بقرہ ۱۸۹

۵۔نماز جنازہ فارسی ترجمہ ہے عربی میں صلوٰۃ الجنائز ہے،صلات کے دو معنی آئے ہیں ایک دعا اور دوسرا ارکان مخصوصہ ہے ارکان والا حکم بعد میں آیا جبکہ دعا پہلے آیا ہے،آپ دعا سے پہلے ارکان مخصوصہ میں نہیں جا سکتے یہ تحقیق طلب ہے۔ دوسری بات جو چیز پوری امت انجام دیتی ہے وہ سنت عملی رسول اللہ ہے،سنت عملی جس کے راوی ایک دو نہیں بلکہ پوری امت ہے۔

نماز جنازہ:۔

نبی کریمؐ کی نماز جنازہ ہوئی اسی طرح خلفاء کی بھی نماز جنازہ ہوئی لیکن اختلاف اس میں ہے کیسے ہوئی،کون سی نماز جنازہ ہوئی سنیوں والی یا شیعوں والی، مسلمانوں کی گمراہی کا ایک سبب قرآنی کلمات کی جگہ فارسی کلمات کا استعمال ہے، دین عربی میں نازل ہوا عربی میں صلاۃ کے دو مصداق ہیں، پہلا مصداق ارکان مخصوصہ ہیں جن میں قیام رکوع سجود ہیں ،دوسرا مصداق صرف دعا ہے۔ صلاۃ بمعنیٰ دعا کا ذکر سورہ توبہ آیت ۸۴ میں آیا ہے﴿وَ لا تُـصَـلِّ عَـلـی أَحَدٍ مِنۡهُمۡ مَاتَ أَبَداً وَ لا تَقُمۡ عَلی قَبۡرِهِ إِنَّهُمۡ کَفَرُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ مَاتُوا وَ هُمۡ فَـاسِـقُونَ﴾۔اس آیت میں صلات ارکان مخصوصہ بلکہ اپنے پہلے موضوع پر باقی ہے،یعنی اسلام آنے سے پہلے سورۃ حمد،رکوع وسجود اور تشہد متعارف نہیں تھے اور بعد میں یہ اعمال سنت عملی رسول اللہ سے ثابت ہوئے جس کے لئے تواتر کی ضرورت ہے،یعنی جس کی اس وقت پوری امت راوی وشاہد تھی۔لیکن جس طرح بعض نے اہل البیت کے نام سے،بعض نے اصحاب کے نام سے اور بعض نے حکماء کے اقوال وکلمات پر کلمہ حدیث چڑھایا اور انہیں من وعن قبول کرنے پر اصرار

کرتے ہیں حالانکہ یہ اخبار ہیں اخبار اپنی جگہ احتمال صدق و کذب رکھتی ہیں، ایک طرف کو قبول کر لینا ترجیح بلا ترجیح ہے، بغیر ترجیح کے قبول کرنا نص آیت تحت موجب پشیمانی ہے۔ ﴿یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جاءَكُمْ فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلى ما فَعَلْتُمْ نادِمِينَ ﴾ (حجرات ۶)

۶۔ پرویز کو منکر حدیث کہنا ان کیلئے تحفظ ہے کیونکہ وہ تنہا منکر حدیث نہیں بلکہ منکر محمدؐ ہے بلکہ نام بدل کر قادیانی و آغا خانی ہے، لہٰذا وہ اپنے رسالہ طلوع اسلام میں لکھتے آئے ہیں ''اقیمو الصلاۃ سے مراد اقامہ نظام ہے'' لہٰذا یہ کہنا کہ قرآن، قرآن پرویزی کہتے ہیں یہ تو پرویزیوں کیلئے چھتری ہے۔ قرآن قرآن کہنے کو ایک جرم نا قابل بخشش نا قابل توجیہ کس کا پیدا کردہ ہے شاید ''**القاضي هو السنة** '' کہنے والوں کی یا قرآن ناطق کو صامت سے افضل کہنے والوں کی تلقین سے ہوئی ہے، ورنہ علی امیر المومنین اپنے وصیت نامے میں فرماتے ہیں ''**الله الله في القرآن** '' چنانچہ یہ صرف قرآن سے دور کرنے کی سازش ہے۔

۷۔ آپ نے لکھا ہے روایت کو جس طرح پرویزی مسترد کرتے ہیں نہیں کرنا چاہیے۔ آپ نے کہاں سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میں پرویزیوں کی طرح روایت کو مسترد کرتا ہوں، آپ کو اس طرح یہ بھی کہنا چاہیے کہ قرآن کو جس طرح شیعہ اور اہلسنت مسترد کرتے ہیں اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ جہاں تک روایت لینے یا رد کرنے کے اصول ہیں انہیں ہم نے کتاب ''فدک و ما ادرک ماالفدک'' کے آخر میں بیان کیے ہیں وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔

لیکن ایک ناصح کا یہ تشویش ظاہر کرنا کہ فلاں کا انداز تحریر پرویز سے ملتا نظر آتا ہے کیونکہ وہ بھی روایات کو کلی طور پر مسترد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے گوسفند اور بکری کو بھیڑیے سے اور بچوں کو بلی سے ڈرانا یا مولویوں کو وہابی گرائی یا سعودی کی طرف گرائش دکھانے کے ہتھکنڈے سے سب آشنا ہیں، ملک میں صرف باطنیہ اور اس کی بیٹیاں آزاد ہیں جو کچھ وہ ابلیسی راستے سے داخل کرتے

ہیں ان کی کارکردگی کامیاب نظر آتی ہے بطور مثال باطنیہ کے اسلام کے خلاف تازہ دم لشکر کا نام قادیانیہ ہے جس کے کمانڈر مرزا غلام احمد نے کھل کر نبوت خاتم النبیین کا انکار کیا ہے لیکن مسلمانوں کی مزاحمت کی وجہ سے روبرو جنگ نہیں لڑ سکا تو اپنا نام احمدی بدلا، بعد میں غلام احمد پرویز کو آگے کیا اس کے بدنام ہونے کے بعد درس قرآن کے نام سے انہوں نے ملک بھر میں مہم چلائی ہے۔ پرویزیوں کا درس قرآن شیعوں کی تنظیموں جیسا ہے کہ اپنے مفاد کیلئے لوگوں سے آشنائی اور تعلقات قائم کرنا ہے، خاص کر این جی اوز سے جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس کا واضح ثبوت ان کی ثقافت ہے، جو برطانیہ سامراج کی ہے، پرویزی درس قرآن کے نام سے سیکولر نقادوں کا سراغ لگاتے ہیں کہ دین پر اعتراض کرنے والے کہاں کہاں ہیں۔ یہ لوگ ملک میں جہاں کہیں غیر عادی بات کرنے اور رائج رسومات کے خلاف لکھنے والے افراد کی خبر سنتے ہیں تو فوراً اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ان میں سے ایک حقیر بھی ہے بہت سے پرویزی میرے پیچھے بھی پڑے۔ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں ان میں غلام شبیر کنڈیاں، الطاف کلو میانوالی، بابر اقبال، عرفان حبیب، طیّب معاویہ وغیرہ شامل ہیں، یہ حضرات ایک عرصہ تک میرے پیچھے پڑے رہے ان کی شناخت ہے وہ خود کی محقق نمائی کرتے ہیں جہاں انہیں خبر ملے کسی علاقے میں ان کی فکر سے ملتی جلتی فکر کا حامی کوئی شخص موجود ہے تو یہ لوگ وہاں پہنچتے ہیں مثلاً الطاف کلو جھنگ میں ایک ھومیو پیتھک ڈاکٹر کاظم اور ملتان میں جعفر رضا گردیزی تک پہنچے، اسی طرح بابر اقبال اور عرفان حبیب مرتضٰی زیدی، محسن اجتہادی یوسف اور ڈاکٹر خضر یٰسین کے پاس پہنچے، پتہ نہیں اور کتنوں کے پاس پہنچے ہیں۔غرض جو بھی اپنی جماعت میں ناپسند دیدہ و غیر مطلوب قرار پائے اسے پرویزی گردانتے ہیں۔

پرویزیوں کو منکر حدیث کے نام سے متعارف کرتے ہیں لیکن منکر قرآن مہجورین قرآن والوں کی کبھی مذمت نہیں کرتے بلکہ قرآن کو اٹھانے والوں کا پیچھا

ضرور کرتے ہیں ایسا کیوں ہے؟، جواب واضح ہے معاشرے میں ضد قرآن والوں کا راج ہے پرویزیوں کو بھی ایسے آزار اور طعن سے کوئی ضرر نہیں ہوا ہے کیونکہ وہ سیکولروں کے جھنڈے تلے چلتے ہیں۔ملک میں مذہبی شدت پسندی دکھانے والوں کو بھی اہل ایمان نے مسترد کیا چنانچہ لوگوں نے انہیں منہ کے بل دیکھا انہوں نے سوچا کہ یہ ہماری ووٹیں فروخت کر کے اپنے لئے مال بناتے ہیں تو ہم کیونکر مستقیم فروخت نہ کریں۔ مذہب والوں نے نظام مصطفیٰ، نظام مرتضیٰ، فقہ حنفی و جعفری، وحدت مسلمین مفرق مسلمین کو ایم کیو ایم و دیگران ملحدین اسلام سے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دیکھا ہے۔

ہر اس شخص کو جس نے قرآن کی حاکمیت اور اوّلیت کی بات کی اس کو دبانے کے لئے اس کو پرویزی کہہ کر دباتے ہیں، جس طرح اس سے پہلے قرآن کو اٹھانے والے کو عمری کہہ کر دباتے تھے، گویا ان کی نظر میں قرآن کو کسی بھی صورت میں اٹھانے نہیں دینا چاہیئے۔ان کی نظر میں اگر قرآن کو اٹھانے کا سلسلہ جاری رہا تو آگے چل کر ان کے فرقوں کے لئے مشکلات کا پیش خیمہ بنے گا۔ پرویز اور ان کے حامیان قرآن کو اٹھانے کی بات کر کے محمدؐ کو کنارے پر لگانے پر تلے ہیں وہ تنہا سنت سے چڑ نہیں رکھتے یہ تو انکا سرسری تکیہ کلام ہے بلکہ اصل میں وہ محمدؐ کو کنارے پر لگا کر نبوت کے مدعی کیلئے راہ ہموار کرتے ہیں۔حدیث پر نقد و جرح کرنے والے کو پرویزی کہہ کر ان ذخائر حدیثوں کو بچانا چاہتے ہیں جو خس و خاشاک سے پُر ہیں، لیکن ختم نبوت کے منکرین سے تعاون و ہمکاری جاری ہے، اس تجربہ کی روشنی میں رسول اللہ کے خلاف مسلسل اہانتیں اور جسارتیں کرنے کے بعد جذبات مسلمین کو ٹھنڈا کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔کبھی قرآن کو اور کبھی محمدؐ کو کنارے پر لگانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، اساس اسلام کو توڑ مروڑ کر ایک کو اوپر ایک کو نیچے کرنے کا سلسلہ دوسری صدی کے دوسرے نصف سے شروع ہوا ، یہاں یہ کہنا درست نہیں کہ یہ سلسلہ بنی امیہ و بنی عباس کے حکمرانوں نے شروع کیا

، بنی امیہ و بنی عباس کے خلفاء کی تمام تر توجہ اقتدار اپنے خاندان میں رکھنے پر مرکوز تھی وہ اپنا سلسلہ حضرت محمدؐ سے ملاتے تھے۔

برادر اسلامی کسی بھی محاورہ معاشرتی و مذہبی کو استعمال کرتے وقت اس کے نام کے ساتھ اس کے رمز معانی کو بھی سامنے رکھیں بغیر غور و فکر چلتے محاورے کو قبول نہ کریں، صفین میں عمرو بن عاص نے قرآن کو اٹھایا لشکر علی نے اسلحہ زمین پر رکھ کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور کہا آپ ہمیں قرآن سے جنگ کرنے کا کہتے ہیں یہ نہیں ہوگا۔ علی ابن ابوطالب نے فرمایا میں حکم قرآن کو رد نہیں کر رہا بلکہ اٹھانے والے معاویہ ابن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو رد کر رہا ہوں میں جانتا ہوں یہ دونوں مومن بقرآن نہیں ہیں، حق و باطل کی پہچان افراد سے کرنی ہے۔ یہ غلط ترین فاحش ترین دھوکہ دہی کا طریقہ ہے، اہل تشیع نے اپنی تمام بدعات کو وہابی پر لعنت کر کے رواج دیا ہے۔ پرویزی صرف حدیث کو کنارے پر لگانے والوں کا نام نہیں بلکہ خود قرآن کے معانی میں واضح تصرف کرنے والے ہیں، اس کی سوانح حیات میں کہیں نہیں آیا اس نے چند سال علوم عربی سیکھنے میں گزارے ہوں، وہ اخبار نکالتے تھے انہیں تاریخ پاکستان اور قائداعظم کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا تھا۔ افسوس ہے آخر یہ پرویزی والی کسوٹی آپ نے کہاں سے لی ہے۔

پرویزیت کی اجمالیت یا تفصیل دونوں درست نہیں، بلکہ اس کے خمیر و خاکہ کو پیش کرنا ضروری ہے۔ پرویز خانہ علم و دانش، متلون و متشکل والے مذہب صوفیاء سے نکلنے والے مذہب کے داعی ہیں، یہ ہندوستان میں ہندوؤں سے کچھ لو کچھ دو کی بنیاد پر سودا بازی کرنے والا مذہب ہے۔ پرویز اپنے علم و دانش اور قابلیت و صلاحیت کی وجہ سے ہندوستان میں مغرب سے ساز باز کرنے والے دانشوروں اور قائدین میں سے تھے۔ پرویز سیکولرزم پیش کرنے والا دانشور اور پاکستان میں الحادی سیکولر علماء تیار کرنے والوں میں سے ہے۔ ہر پارٹی میں ان کا شاخہ پایا جاتا ہے، وہ چنداں دوسروں سے مختلف نہیں ہیں، کوئی حدیث حدیث کہہ کے سیکولروں

کیلئے ووٹ بناتا ہے، اور کوئی نظام مصطفیٰ کے جھنڈے اٹھا کر الحادیوں کے اجلاس میں شرکت کرتے ہیں، کوئی علم عباس اٹھا کر اہل بیت کا نعرہ لگا کر سیکولروں میں جاتے ہیں اور کوئی قرآن قرآن کہہ کر قرآن و محمدؐ دونوں کو کنارے پر لگاتے ہیں۔

پرویزی قرآن کو اٹھانے میں صادق نہیں ہیں وہ قرآن میں اپنے مذموم عزائم کو ٹھونسنے کے لئے اٹھاتے ہیں اگر اس میں صادق ہوتے تو اب تک پاکستان میں قرآن کو عربی لغت، قواعد، اصول اور سیاق وسباق کی روشنی میں تدریس کرنے کے لئے ایک بڑی دانش گاہ بناتے، بہت سے علماء نے اعجاز قرآن کو عربی قواعد کی روشنی میں اٹھایا ہے، لیکن پرویزی سنت رسول کو یکسرہ مسترد کرنے کے لئے قرآن قرآن کہتے ہیں، جس طرح اہل حدیث تفسیر حدیث اور اہل تشیع تفسیر اہل البیت کے نام سے قرآن کو کنارے پر لگا رہے ہیں۔ ہم قرآن کو پہلے مرحلے میں لغت اور قواعد کی روشنی میں پڑھانے کے داعی ہیں، اس طرح سنت عملی رسول اللہ کو اصول روایت شناسی کے تحت مظہر اجتماعی کے طور پر ماننے کے داعی ہیں جس میں چھوٹے بڑے تجار، بیوپاری، فاسق فاجر، سب شامل ہوتے ہیں۔ اس مظہر کی مثال جلی خطبہ حجتہ الوداع ہے، اسی اصول کے تحت اعیاد کو بھی لینا چاہئے، اگر مدینہ ومکہ کی آبادی بیس تیس ہزار پر مشتمل تھی تو ان اعیاد کے راوی کم از کم تین چار سو تو ہونے چاہئیں، اگر آپ ان مظاہر کی حقیقت کو مشکوک ومخدوش ہونے کا احتمال نہیں رکھتے تو مزید گفتگو کے لئے آگے بڑھیں، آسمان زمین پر نہیں گرے گا نہ زمین تحت الثریٰ جائے گی۔

۸۔ آپ کا یہ اعتراض ابلیس لعین، یا ہندو یا مسیحی یہ کہے کہ مسلمان کروڑوں جانور ذبح کر کے ضائع کرتے ہیں لیکن یہ بات اس لیے غلط قرار پائے گی کہ ہندو، ملحد یا لبرل کہتے ہیں ناقد گرامی آپ کو اشتباہ ہے اگر کوئی ہمارے دین پر اعتراض کرے تو اس کی طرف توجہ نہیں دینی ہے جواب نہیں دینا ہے، اعتراض وطعن کا دندان شکن جواب وہ نہیں دے سکتا جو اندر سے مطعون اور خالی ہوتا ہے جبکہ دین اسلامی وہ دین ہے جو دوسرے ادیان کو تعدی کرتا ہے جس طرح ایک شجاعت مند

جرأت مند پہلوان میدان میں آکر دوسرے پہلوانوں کو چیلنج کرتا ہے، ادیان مذاہب بھی اسی طرح چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے دین میں کوئی عیب ہے تو بتاؤ اس وقت وہی دین قابل تاسی ہوتا ہے جو دلائل و براہین رکھتا ہے۔آپ کو یہ بھی اشتباہ ہے کہ منیٰ میں قربانی یک حکم تعبدی ہے ہم نے اسے بجالانا ہے لیکن یہ اس وقت درست ہوگا جب اس کی غرض وغایت پوری ہورہی ہو،قربانی کی غرض وغایت اللہ نے بیان فرمائی ہے،اگر قربانی کی غرض وغایت پوری نہیں ہورہی ہے تو یہ ایک فعل عبث ہوگا تو فعل عبث اللہ کو پسند نہیں ہے اللہ نے فرمایا ہے ہم عابث نہیں ہیں،لیکن اگر غرض وغایت پوری نہیں ہورہی ہے تو اس کے ذمہ دار آپ ہیں۔اللہ نے دین کو کامل واتم بھیجا ہے۔پرویزیوں پر لعنت،وہابیوں پر لعنت دلیل سے بحران والوں کا وسیلہ ہے،ہم لعنت استعمال نہیں کرتے کیونکہ ہمیں دلیل کا بحران نہیں ہے۔مکہ میں تین قسم کے جانور ذبح ہوتے ہیں تینوں،فقراء ومساکین مکہ نشین کیلئے ہیں اس میں منافع ہے﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾(حج۔۲۸)اس کے علاوہ اللہ نے اصل عبادت و بندگی کو نفع وضرر پر استوار کیا ہے دعوتِ الوہیت وربوبیت بھی نفع وضرر پر چلتی ہے،بعض اسلامی حکومتوں یا حکومت حجاز کی کوتاہی کی وجہ سے اگر قربانی کا گوشت ضائع ہو جائے تو یہ قصور علماء اسلام اور حکومت ہائے اسلامی کا ہے، دین کا نہیں ہے۔بقول بعض مولوی حضرات کے فلسفہ قربانی یہ ہے کہ زمین خون مانگتی ہے لیکن زمین کتنی قسم کا خون مانگتی ہے؟ کیا یہ زمین جنگ عالمی اول،دوم سے شروع ہوتے ہوئے،عراق،افغانستان،شام،کشمیر،یمن کے شہریوں کے خون سے سیراب نہیں ہوئی ہے۔یہ زمین کتنا خون مانگتی ہے کبھی صلحاء کا کبھی اشرار کا اسکی کتنی حد ہے۔

۹۔آپ کا یہ کہنا کہ روایات کو بغیر کسی کسوٹی کے رد کرنا آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔شاید آپ اخباری ہیں،جنہوں نے قرآن پر افتراء باندھا کہ قرآن بغیر احادیث وتفسیر سمجھ نہیں آتا،آپ کے مذہب کا پورا ڈھانچہ احادیث پر چلتا ہے۔

جناب اشتر حسین صاحب! آپ نے فرمایا اس طرح روایات کو رد کرنا صحیح نہیں ہے برادر آپ نے الٹا بتایا یہاں اس روایت کو لینا صحیح نہیں جب تک شریعت بیان کرنے والے مجتہدین احکام شریعہ والی روایات کو اصول روایت شناسی کی صحت پر ثابت نہ کریں، کیونکہ اخبار جو ہم تک پہنچی ہیں وہ اپنی جگہ احتمال صدق و کذب رکھتی ہیں جب تک احتمال صدق کا رجحان پیدا نہ ہو جائے قبول کرنے سے ممانعت ہے، کیونکہ روایات جعلی اور خود ساختہ کی بھر مار ہوئی ہے جواب مسلمات میں شمار ہوتی ہیں۔

صحاح ستہ میں البانی نے چودہ ہزار احادیث کو ضعیفہ ثابت کیا ہے، علامہ مجلسی نے اصول کافی کی سولہ ہزار احادیث میں سے نو ہزار کو ضعیف ثابت کیا ہے ،حاجیان نے استبصار، تہذیب اور من لا یحضرہ فقیہ کی بہت سی روایات کو مسترد کیا ہے۔قربانی خارج از مکہ ہونے کے بارے میں صرف حنفی قائل ہیں، برصغیر پاک و ہند میں سیکولر زیادہ ہیں کیونکہ حنفیت میں سہولتیں زیادہ ہیں اور شیعہ بھی حنفیت کی تقلید کرتے ہیں۔آیت اللہ برقعی مصطفیٰ حسینی نے آیات متشابہ سے فطرہ ثابت کیا ہے عید کے بارے میں ان دو بزرگوں کا کہنا ہے مسلمانوں کی دو ہی عیدیں ہیں ذرا ان سے پوچھیں کیا عید نوروز عید غدیر بھی غیر مسلمین کی ہیں؟

۱۰۔آپ نے لکھا ہے اگر ان مکثرین روایات کی روایات نہ ہوتیں تو شریعت ہی نہ ہوتی۔ بڑے افسوس کی بات ہے آپ کا دین ان مکثرین سے زندہ ہے۔ دنیا کو، لنگڑا، بہرا، اپاہج باہر تعارف نہ کر سکنے والا دین پیش کریں گے تو شرمندگی سے چور چور ہو جائیں گے۔علماء احادیث لکھتے ہیں روایات زیادہ نقل کرنے والوں سے احتیاط کرنی چاہیے، اس کے علاوہ یہ سب اپنی جگہ مخدوش ہیں۔علماء نے صحیح و غلط روایات کی کسوٹی وضع کی ہے اس کے تحت ہم ابوھریرہ یا ام المومنین کی روایت کہہ کر طعن نہیں کرتے ، ہم دیکھتے ہیں کیا یہ روایت کسوٹی سے گذارنے کے بعد قابل قبول ہوگی۔لیکن کیا روایات کی چھان بین کا اختیار البانی کے بعد ختم ہوگیا

ہے؟اب ان کے بعد والے ان کی تقلید کریں گے؟

ہم نے عید کے بارے میں جو کچھ عرائض پیش کئے ہیں وہ اپنی جگہ مدلل مفصل نہیں تھے عیدین کے مظاہر دینی پر تحفظات چھوڑے تھے کہ موجودہ مظاہر فرقہ اسلام کے مسلمہ اصولوں سے متصادم اور منہیات سے قریب ہیں تاکہ اشتر جیسے مدافع فرقہ آنکھ بند کر کے یہ نہ کہیں کہ اعیاد خالص دینی وعبادی مظاہر ہیں۔ لہویات، لغویات ،اسرافات، تبذرات سے بھرے مظاہر کو عبادت نہ کہیں ۔آغا مصطفیٰ حسینی آغا برقعی نے ان دو عیدین کو خالص دینی اس لئے کہا تھا کیونکہ ایران میں یہ عیدین نہیں مناتے تھے چند مقام پر وہ بھی صرف نماز ادا ہوتی تھی، یہ عیدین آیت قرآن یا عمل رسول اللہ سے استناد نہیں بلکہ فتویٰ ابوحنیفہ سے استناد ہیں۔ برصغیر میں عید کے نام سے جو لہویات لغویات انجام دی جاتی ہیں وہ ایران میں نہیں ہوتی ہیں، ایران میں یہ تمام بیہودگیاں عید سعید نوروز پر ہوتیں ہیں۔

مرحوم برقعی نے عید کے نام سے خرافات وفرسودگیات ولغویات نوروز کے چودہ دن میں دیکھی تو ہوں گی ۔ وہاں دیکھیں انہوں نے اس کی تائید میں لکھا یا خلاف؟ لیکن عیدین کا ایران میں ابھی تک کوئی مظاہرہ جس طرح برصغیر میں ہوتا ہے نہیں ہوتا۔اس سلسلے میں ہمیں اتنی دشواریاں پیش نہیں آئیں گی، برقعی اس نکتے پر نہیں پہنچے تھے کہ عیدین بھی ان کی مصنوعات میں سے ہیں۔ جو عید برصغیر والے شعار اسلامی کے طور پر مناتے ہیں ایران میں صرف نماز کی حد تک ہے۔

۱۱۔(ا) برادر قادح نے دین اسلام میں عید ہونے کے ثبوت میں آیت اللہ مصطفیٰ حسینی کے رسالہ عملیہ میں عیدین کی نماز اور اس کے ادعیہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ آپ نے کہا ہم تقلید کے خلاف ہیں'' **هل هذا الا تقليد**''کسی چیز کا رسالہ عملیہ میں ہونا کافی گردانا گیا ہے، تازیانہ تقلید مارا ہے، جبکہ آگاہ ہیں مجتہدین کے فتاویٰ کسی کے لئے حجت نہیں حتیٰ خود ان کے لئے بھی حجت نہیں ﴿**رُسُلاً مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ**﴾ (نساء۔

۶۵) لہٰذا ان کے فتاوی حقیقت کے مطابق نہیں ہوتے ہیں اس کی واضح مثال ان کے رسالہ عملیہ میں بحث خمس میں دیکھ سکتے ہیں اس کی کوئی سند قرآن اور سنت عملی رسولؐ دونوں میں نہیں ہے۔

(۲)۔ان کے رسالہ عملیہ میں عورتوں کے جہیز کے احکام ہوتے ہیں جہیز قرآن وسنت عملی نبی کریمؐ میں اجنبی ہے ان مجتہدین کے رسالہ عملیہ میں اعمال نوروز ہوتے ہیں جب کہ نوروز عید مجوس ہے۔شیعہ مذہب کی اس عید نوروز کے فضائل واعمال مفاتیح الجنان میں بیان ہوئے ہیں مفاتیح الجنان کی اساس محدث قمی ہے محدث قمی کی اساس محدث نوری ہے محدث نوری کی روایات مرسلات ہیں۔دین اسلام پر تحقیق کرنے والا انسان جو انٹرنیٹ استعمال کرتا اور اس پر مسائل اٹھاتا ہے اسے اسلام کے مصادر حقیقی اور مصادر مجتہدین میں تمیز ہونی چاہئے۔

۱۲۔آپ کا یہ کہنا کہ رسولؐ اللہ کے دور میں عیدیں ہوتی تھیں۔

جواب:۔

۱۔اگر رسولؐ اللہ کے دور میں ہوتی تھیں تو کوئی مسلمان اس کو رد نہیں کرسکتا ہے۔

۲۔عید مظاہر انفرادی وخانہ داری نہیں مظاہر اجتماعی وعمومی ہے لہٰذا تمام انصار ومہاجرین کی شرکت حتمی ہے اس کو ایک دو نقل سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔

۳۔عید ایک حکم استقلالی ہے، کسی اور حکم کا ضمیمہ وفرعیہ نہیں ہے کہ رسول اللہ نے توضیح وتشریح کی ہو رسول اللہ قرآن سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی حکم صادر نہیں کر سکتے ہیں جیسا کہ آیات میں آیا ہے رسول اللہ مبین حکم قرآن ہیں عدیل قرآن نہیں ہیں۔

۴۔فطرہ کی رقم کا سورہ اعلیٰ کی آیت ’’من تزکی ‘‘ سے جو استناد کیا ہے وہ آیت متشابہ ہے آیات متشابہات سے استدلال کو استدلال از قرآن نہیں کہہ سکتے۔

۵۔عید کے مظاہر میں خوشی تصنعاتی ہے عقل اور قرآن تصنعاتی خوشی کو مسترد کرتے ہیں۔

۶۔عید کا تصور صرف نماز نہیں ایک دوسرے سے مبارکبادی، تحائف اور تبرکات بھی اس میں شامل ہیں اس کا ذکر رسولؐ اللہ اور دور راشدین حتیٰ خلفاء امویین میں بھی نہیں ملتا ہے اگر ہے تو پیش کریں۔

تاریخ اعیاد مسلمین:۔

۱۔دین کے مظاہر اجتماعی کا تقاضا ہے قارئین وناظرین مشاہدہ کریں کہ عید دور نبی کریمؐ میں کس قطعہ زمین پر پڑھی گئی تھی؟ مسجد میں پڑھی، بیرون مدینہ پڑھی؟ امامت کس کس نے کی تھی؟ وہ جگہ مدینہ کے آثار قدیمہ میں شامل ہونی چاہیئے تھی، جہاں جعلی معجزات کے نام سے مساجد بنائی اور بیت الاحزان بنائے گئے ہیں لیکن کیوں مصلیٰ عید کے نام سے کوئی میدان نہیں ہے۔

۲۔اعیاد مظاہر اجتماعی ہیں انفرادی وخاندانی نہیں ہیں۔ان عیدین کے چند مظاہر پائے جاتے ہیں جیسے نماز کی ادائیگی، نئے کپڑے پہننا، دینی ودنیاوی مستکبرین کے گھروں میں عرض انکساری کرنا۔
غیر عادی عمل کے عامل کے بارے میں شکوک وشبہات اور سوالات جنم لیتے ہیں؟ جیسے اگر آپ کا بیٹا گھر میں نماز قصر پڑھے تو آپ اس سے سوال کرتے ہیں۔ قصر کیوں پڑھی؟ اگر سفر میں نماز پوری پڑھیں تو سوال اٹھتا ہے پوری کیوں پڑھی ہے۔

۳۔اس نماز میں خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔

۴۔نماز کے بعد ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔

۵۔عید الفطر کے موقع پر فطرہ کے نام سے کچھ رقم دینا ہوتی ہے، اب تو یہ رقم اسلام کے خلاف دین کے خلاف تحریکوں کے ٹھیکیداروں اور تنظیموں کو دی جاتی ہے۔یہ بات واضح ہونی چاہیئے کہ اس کے مصرف کہاں ہیں؟

۶۔عید اضحیٰ پر قربانی، مکہ مکرمہ سے باہر کرنے کا حکم قرآن وسنت عملی رسول اللہ میں نہیں آیا ہے؟ کیا کوئی موثق ومعتبر روایت میں آیا ہے؟ رسول اللہ اور اصحاب کس قسم کے حیوانات ذبح کرتے تھے اور گوشت کیسے تقسیم کرتے تھے؟ اس سلسلے میں روایات کا متواتر ہونا ضروری ہے۔ قربانی کے حوالے سے رسول اللہ دو اچھے سینگوں والے بکرے لائے تھے کہنا کافی نہیں ہوگا، رسول اللہ دس سال مدینے میں رہے آپ نے کبھی کوئی گوسفند ذبح نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اونٹ صرف دو بکرے اچھے سینگ والے ملے گویا رسول اللہ مویشی میلہ میں جاتے تھے۔

۷۔ دونوں عیدوں پر مسلمان نئے قیمتی لباس پہن کر یادِ قارون تازہ کرتے ہیں ﴿الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ﴾ قصص ۔۷۹، نیا لباس اگر غریب عوام پہنیں گے تو خوشی ہوگی لیکن بہت سارے لباس رکھنے والوں کے لئے کونسی خوشی ہے؟ امور دینی میں دلچسپی رکھنا اچھی بات ہے لیکن سطح نظر وسیع وعریض اور آفاقی ہونا بھی ضروری ہے، تمام اطراف پر نظر رکھیں۔ دین اسلام کے امتیازات میں سے ایک شرف انسانی ہے یعنی مظاہر اجتماعی ودینی میں امیر وغریب یکساں نظر آئیں۔

۸۔ نبی کریمؐ، اصحاب اور خلفاء نماز کے بعد ایک دوسرے کے گھروں میں مبارک بادی کے لئے جاتے تھے اگر نہیں جاتے تھے تو یہ بدعت ہمارے ہاں کب سے کس نے پیدا کی اس کی کیا منطق بنتی ہے۔ دو تین دن پورے ملک کو معطل ومہمل کس منطق کے تحت رکھا جاتا ہے۔ یہ بیت المال پر ڈاکہ ہوتا ہے جو عقل وشرع کے خلاف ہے۔اس بارے میں کتنی روایات ملتی ہیں۔

۹۔فرض کیا اس وقت اہل مدینہ کی تعداد صرف دس ہزار تھی دس ہزار کی آبادی میں کتنے گوسفند اور اونٹ نحر کرتے تھے؟ گوشت کی تقسیم کیسے کرتے تھے؟ اس بارے میں کتنی روایات ملتی ہیں؟

۱۰۔ نیا لباس پہننے کے بارے میں کتنی روایات آئی ہیں، عیدین کے لئے

دکاندار کہاں کہاں سے کپڑے لاتے تھے اس کے بارے میں کوئی ذکر ملتا ہے۔ یہ بدعتیں بدعت حسنہ نہیں بلکہ بدعت سیات وشر آور ہیں، اس کا واضح ثبوت ہے کہ عید امت کے گھروں میں افراق وانتشار لائی ہیں۔ یہ ایک سماجی تہوار ہے، پتنگ بازی یا بے نظیر بھٹو کی سالگرہ و برسی کی مانند ہے، ان سالگروں اور برسیوں کو دین نہیں کہہ سکتے۔ اس وقت فطرہ کتنا دیتے ہیں اور کس مصرف میں صرف ہوتا تھا؟ کس کو دیتے تھے؟ کون جمع کرتا تھا؟ اس بارے میں کتنی روایات ہیں؟

نماز عبادت توقیفی ہے جب تک اللہ کی طرف سے ثابت نہ ہو بدعت ہوگی چاہے آپ جو بھی نام لے لیں واجب کہیں یا مستحب، تمام مظاہر اسلامی رسول اللہ سے مستند ہونے چاہئیں جن پر پوری امت پابندی سے عمل کرتی رہی ہو وہ حجت ہیں اس طرح جو چیز تواتر سے ثابت ہو اور ہم تک اس طرح پہنچی ہو اس پر پوری امت شاہد و ناظر ہو، اسے کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔ نماز کے اوقات خمسہ میں امت کا اختلاف نہیں گرچہ نماز جمع کر کے پڑھنا یا دیر سے پڑھنے میں اختلاف ہے۔ حج مکہ میں ہوتا ہے اس میں بیت اللہ کا طواف سعی بین الصفاء والمروہ وقوف عرفہ، مشعر منیٰ، رمی جمرات ۹۔۱۰، ۱۱۔۱۲ کے مشاعر حج ہونے پر اختلاف نہیں ہے۔

۱۱۔ ہماری تاریخ ہمارے دین کی سند ہے، نبی کریم مبعوث برسالت کب ہوئے؟ عام الفیل کے چالیس سال بعد، ہجرت کب ہوئی؟ بعثت کے تیرہ سال بعد ہوئی، نماز کب واجب ہوئی؟ روزہ کب واجب ہوا؟ حج دسویں ھجری کو واجب ہوا، بتائیں عید کب واجب ہوئی؟ عید کے بارے میں ام المومنین عائشہ سے وارد روایت میں نبی کریمؐ حیرت وغصہ میں جا کر فرش پر سو گئے تھے نماز عید کا کوئی ذکر تک نہیں آیا ہے۔ عید کو مرحلہ وار ٹھونسا گیا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانے والوں کو غصہ ہے ہماری پیش کردہ ضعیف روایات اور قرآن وسنت محمدؐ سے متصادم فتاویٰ پر قناعت کیوں نہیں کرتے، اس سلسلے میں ہمیں دو چیزیں دیکھنی ہوں گی ایک خود اسلام کی تاریخ کو دیکھنا ہوگا دوسرا اسلام میں عید کس مقطع تاریخی میں وجود میں

آئی، وہ کونسے اسباب وعوامل تھے جن کی وجہ سے پوری امت محمدؐ اٹھ کھڑی ہوئی اور تمام حدود و قیود کو توڑ کر خوشی منانے لگی۔ یہ دین اللہ ہے، دین سلاطین نہیں ہے۔ آج کے دن گناہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے، کہ آج کام مت کرو چھٹی ہے بلکہ چھٹی مزاج اسلام کے خلاف ہے۔

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار ہیں:۔

۱۔غربت، بے بسی، بے کسی، ضعف وناتوانی کا دور آغاز دعوت سے ۱۳ سال تک ہے۔

۲۔شان وشوکت اسلام کا دور، نبی کریمؐ کی مدینہ آمد سے سال ششم خلافت عثمان ابن عفان تک۔

۳۔دور انحلال، ضعف وکمزوری، خلافت عثمان ابن عفان کے سال ششم سے لیکر اختتام خلافت راشدین تک۔

۴۔حکمرانی اسلام کی ماہیئت میں تبدیلی بہ شکل ملوکیت، آغاز بنی امیہ سے اختتام بنی امیہ اور بدبہ عباسی منصور دوانقی کی وفات تک۔

۵۔مظاہر عیش ونوش، ارتکاب منہیات خلافت مہدی عباسی سے معتصم عباسی تک۔

۶۔واثق بن معتصم سے اختتام سلطنت عباسی تک ضعف درضعف، خلافت برائے نام اوراغیار کی حکمرانی۔

۷۔سقوط نام اسلامی آغاز حکمرانی تتاری سے لیکر صفوی، عثمانی معلیٰ سے گذرتا ہوا قیام حکومت برطانیہ تک ہے۔

تاریخ اسلام کے دوسرے اور تیسرے دور کو دور انحرافی از جادۂ اسلام کہتے ہیں، حتیٰ ان ادوار میں بھی عیدین کی نماز مبارک بادی، تحائف اسراف، تناولات و عیاشی خودنمائی اور قارونی و دیگر لغویات ولہویات کا کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ عید کا تصور جو اس وقت حکمرانوں اور مراجع نے گھڑ کر رکھا ہے اگر بنی امیہ کے دور

میں ہوتا تو بنی امیہ جو اپنا اقتدار چمکانے کے لئے ہر چیز سے تمسک کرتے تھے بڑی خوشی سے مناتے۔ بنی امیہ قرآن میں نہی ہونے کے باوجود مسیحی، فاسد، بے دین شعراء کو قصر میں لائے۔

دو عیدیں منانے کا ذکر کتاب تاریخ اسلام تالیف حسن ابراہیم حسن ج ۲ ص ۳۵۴ پر اعیاد و مواسم کے تحت لکھتے ہیں حکومت عباسی میں نفوذ فارس بڑھتا گیا ، رہن سہن، لباس تملق و چاپلوسی بڑھتے بڑھتے ہارون الرشید کے دور میں اپنے اوج پر پہنچی من جملہ عباسی حکومت پر ٹھونسا جانے والا ثقافتی تہوارِ فارس عید نوروز تھی جسے وہ اپنی ملت کے لئے عزت و شرف اور افتخار کا دن سمجھتے تھے اس کو آغاز سال قرار دیتے تھے۔ یہ خالص فارسیوں کا تہوار تھا لہٰذا عباسی حکومت نے عید فطر و اضحیٰ کو لشکروں میں مروج کیا کیونکہ لشکری جنگ میں نہیں جاتے تھے، انہوں نے فوجیوں کیلئے عطیات نوازے گویا عیدین کا ذکر ان سے پہلے کہیں نہیں ملتا ہے عید میلاد النبیؐ کا بھی حال یہ ہی ہے، کتاب المواسم والمراسم تالیف سید جعفر مرتضیٰ عاملی ''المحقق الغالی المفرط الا دیب المدافع عن مذهبه من غث و ثمین و سقیم'' اپنے مراسم کا استناد عید میلاد النبیؐ سے کرتے ہوئے ص ۱۹ پر لکھتے ہیں سب سے پہلے عید میلاد النبیؐ ابو سعید مظفر الدین الاردبیلی متوفی ۶۳۰ھ نے اردبیل میں منائی، اس کا حوالہ انہوں نے وفیات داعیان ج ا ص ۴۳۶، شذرات ذہب ج ۵ ص ۱۳۹ سے دیا ہے۔

نقد و قدح مکناس جامعہ:۔

نقد و قدح دونوں کسی چیز سے نقص و عیب کو کشف کرنے کو کہتے ہیں۔ نقد صحیح اور غلط کے امتیاز کیلئے استعمال ہوتا ہے، سابق زمانے میں درہم و دینار سونا چاندی سے بنتے تھے ان میں خالص و مخلوط دونوں پائے جاتے تھے چنانچہ وہ کسی شناخت کرنے والے سے شناخت کرواتے تھے۔ شناخت کرنے والے کو ناقد کہتے تھے جبکہ قدح اس پتھر کو کہتے ہیں جو لوہے پر مارتے تھے تا کہ چنگاری سے آگ

نکلے، یہ کلمہ بھی عام طور پر نقص نکالنے کیلئے استعمال کرتے تھے۔سابق زمانے میں انسانوں میں انساب کا بہت خیال رکھا جاتا تھا لہٰذا اس وقت انساب جاننے والے کو بڑا عالم سمجھا جاتا تھا۔ جب سے مغرب کی ہدایت پر بچے کچرے میں کھیتوں میں پھینکنا شروع ہوئے اس علم کی فضیلت رک گئی۔ غرض نقد اصلاح کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ قدح اعتراض وفتنہ سازی اور مخالفت کیلئے استعمال کرتے آئے ہیں۔ یہ دونوں تقریباً اصلاح واعتراض فعل وعمل ومعنیٰ کیلئے استعمال ہوتے آئے ہیں، نشانہ لفظ کو نہیں عمل کو بناتے تھے۔ جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آدم صفی اللہ کو بنانے کا اعلان کیا تو ملائکہ نے زبان نقد کھولی ﴿تَجْعَلُ فیها مَنْ یُفْسِدُ﴾ (بقرہ۔۳۰) جبکہ ابلیس نے زبان قدح کھولی ﴿خَلَقْتَنی مِنْ نارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طینٍ﴾ (اعراف۔۱۲) قدح کی ایک اور مثال جنگ جمل کے موقع پر ملتی ہے جہاں ایک آدمی نے علی ابن ابوطالب سے سوال کیا ''آپ داماد رسولؐ اللہ ہیں خلیفہ منتخب مسلمین ہیں لیکن آپ کے مقابل میں ام المومنین عائشہ ہیں، زبیر حواری رسول اللہ اور طلحہ الخیر ہیں تو حضرت نے فرمایا اگر تم حق کے ذریعے اہل حق کی شناخت کرتے تو ایسا سوال نہیں کرتے''۔ غرض سابقہ زمانے میں اشکال واعتراض معانی پر ہوتا تھا الفاظ میں نہیں، چنانچہ قرآن گرچہ ارفع زبان عرب وہ بھی قریش کی زبان میں نازل ہوا، قرآن فصاحت کی بلندترین چوٹی پر فائز تھا لیکن کلمہ فصاحت اس وقت عربوں میں مستعمل نہیں تھا، وہ گفتگو فصیح زبان میں کرتے تھے لیکن کلمہ فصاحت ان کے ہاں مستعمل نہیں تھا یہ کلمہ تیسری صدی سے شروع ہوا۔قرآن نے عربوں کو معانی کے حوالے سے تحدی کیا لہٰذا فرمایا ''افلا تعقلون'' عربوں کے خواب وخیال ووہم میں بھی نہیں آیا کہ عربی زبان سے قرآن کا مقابلہ کرنا چاہیئے یا نہیں، قرآن کا مقابلہ کرنے کا تصور تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے اوائل سے شروع ہوا، جب عربی زبان اختلاط زبان سے خلط ہوچکی تھی۔ دوسری طرف معتزلہ نے انقلاب سیاہ کے ذریعے اسلام کی ہر چیز پر قدح کرنا شروع کی چنانچہ

وہاں سے مسئلہ فصاحت و بلاغت شروع ہوا، یہاں سے بحث نقد و قدح معجزہ قرآن بھی شروع ہوئی۔

نقد و قدح طرف مقابل کے قول و فعل و سلوک پر اظہار برہمی و ناراضگی اور درخواست و درستگی کو کہتے ہیں، قطع از نظر نقد و قدح اپنی جگہ درست ہو یا غلط ناقد و ناصح مخلص ہو عالم ہو یا جاہل، بعض نقد عقلی و شرعی میں کوتاہی و سستی و کاہلی برتتے ہوئے بیہودہ قدح ضرور کرتے ہیں۔ جو بھی ہو دونوں میں سے ایک حقیقت روشن ہو جاتی ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ حقیقت رکھتی ہے جن قوموں میں جن موضوعات پر نقد چلتی ہے وہاں ہیر پھیر اور دھوکہ دہی کم چلتی ہے، ان موضوعات میں وہ ترقی کرتے ہیں لیکن جن میں قدح ممنوع قرار پاتی ہے ان میں تنزل ہوتا جاتا ہے، اس کی ایک مثال شعر و شاعری ہے۔ شعر و شاعری نے امراء القیس سے شروع ہوتے ہوئے اتنا مقام حاصل کیا کہ یہ دیوار کعبہ پر آویزاں ہونے لگے۔ شاعروں نے جب حقائق کو مسخ کرنے والوں کی مدح، جرم کرنے والوں کی ہجو، شعر کو متاع بنا کر فروخت کرنا، ناقصوں کی تاج پوشی پر ان کی تعریف و مدح، لائق افراد کی ناقدری و بے عزتی اہل حق کی نکوہش اہل باطل سے بے اعتنا ہی کو شعار بنایا تو ہر دور میں بے اعتباروں و ریزہ خواروں میں نام لکھا گیا لہٰذا ناقد و قادح کو نقد و قدح سے پہلے خود پڑھنا چاہیئے تھا جس طرح دیگر مسودات پڑھتے ہیں۔

دانشمند ناقد و قادح باسل مجھے قرآن کریم کا حکم ہے ''واما سائل فلا تنھر'' لہٰذا آپ اور دیگران کو کسی بھی سوال پر چاہے ناقدانہ، قادخانہ، عالمانہ ہو جواب دینا ہے لیکن عمر رسیدہ انسان کی حیثیت سے اپنے ذاتی تجربے سے ناصحانہ جواب دینا ہے۔ پہلے مرحلے میں آپ نے صحیح اور غلط کی تمیز کے لئے درست طریقہ نہیں اپنایا، معاملہ حل کرنے کی بجائے وہابیوں، سعودیوں یا پرویزیوں والی بات پر ختم کیا لیکن آپ کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے حق و باطل کی کسوٹی سنی، وہابی اور شیعہ نہیں ہیں، ان کی مذمت کہاں جا کر رکتی ہے معلوم نہیں، سعودی و ایرانی

والوں کا دین مال و دولت ختم ناپذیر ملنے کے بعد قرآن و سنت محمدؐ سے گریز کر کے اہلبیت واصحاب سے فرار کر کے اعتزالی، اشعری، اصولی، اخباری، سلفی، مقدمین نمی دانم آگے جاکر یہ سلسلہ کہاں جا کر رو کے گا۔ یہاں کے اہل دین میں ابہام تھا لیکن وہ بھی اٹھ گیا ہے اب تو سیکولروں الحادیوں سے مل کر پریس کانفرنس کرتے ہیں۔

میں بھی شریعت کے خلاف بننے اور چلنے والی ایک کمپنی میں پھنس گیا تھا اجتہاد پر کتابیں خریدیں پڑھیں، مضامین لکھے ان کی تعریف وتقلید کی طرف دعوت دی، آخر میں پتہ چلا یہ راستہ اہلبیت کے نام سے ارسطو گرائی، سقراطی، بقراطی، کسرائی، قیصرائی، اشرافیائی آخر میں نصیریت ''علی الٰہی'' میں پھنسے تھے، ان کے نام سے مجالس قائم کیں، شب بیداریاں کیں آخر میں کشف حجاب ہوا یہ راستہ حلولیوں کی طرف جاتا ہے۔

تحقیق و وسعت قلبی کے نام سے غرب گرائی اور تبدیل شریعت والوں سے دوستی آخر میں کہتے سنا بشر بالغ ہونے کے بعد نبوت سے بے نیاز ہو جاتا ہے، لیکن اللہ کا فضل و کرم ہے قرآن محمدؐ سے دشمنی والوں کا چہرہ کھلا۔ ان کے بارے میں ہماری کتاب قرآن اور مستشرقین میں اپنا نکتہ نظر پیش کیا ہے میں اس میں کسی قسم کا شک وتردد نہیں رکھتا ''**حسبنا کتاب الله**'' والوں کو عمری کا طعنہ دینے والوں کی منطق میں نے سنی ہے۔ ایک نے کہا ہم قرآن اور محمدؐ دونوں کو اہلبیت سے لیتے ہیں یا قرآن حدیث کا محتاج ہے حدیث قرآن کی محتاج نہیں، عندہ تنازع قرآن محکوم اور سنت حاکم ہے۔

سوال جاہل کا حق ہے جواب عالم پر فرض ہے اگر جواب نہیں آتا تو کہہ دیں میں اس بارے میں نہیں جانتا ہوں، یہ علم دوستی کی نشانی ہے۔ سوال اگر تفنن نہ ہو اشتعال انگیز نہ ہو فتنہ آور نہ ہو تو کسی بھی سائل کو ٹوکنا ڈانٹنا سورہ ضحیٰ کے تحت منع ہے۔ کیونکہ اللہ نے ابلیس کو نہیں روکا نبی کریمؐ نے عمائدین مشرکین کو نہیں روکا۔

قرآن میں سائل کو ڈانٹنے سے منع آیا ہے سوال سے اہل دین ہراساں نہیں ہوتے اگر آتا ہے جواب دیتے ہیں اگر نہیں آتا تو کہتے ہیں مجھے نہیں آتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا لا ادری نصف علم ہے میں کھل کے کہتا ہوں مجھے فقہ نہیں آتی۔ سوال سے صرف فرقے ہی ہراساں رہتے ہیں، کیونکہ ان کی اساس ومبانی غلط مفروضات پر قائم ہے اگر کہیں کوئی مسئلہ انہیں نہیں آتا تو سائل کو وہیں روکتے ہیں تا کہ کہیں اس جیسے دیگر افراد دیگر چیزوں سے متعلق سوال کی جرأت وہمت نہ کریں لہٰذا میں اپنے عقائد ونظریات وملفوظات پر نقد وقدح کرنے والے قارئین کا استقبال کرتا ہوں، اس لئے نہیں کہ میں ان کے ہر سوال کا جواب دینے کی صلاحیت واہلیت وآمادگی رکھتا ہوں، نعوذ باللہ کسی دن میری ایسی سوچ بن گئی تو میں ہلاک ہو جاؤں، یہ آمادگی اللہ نے کسی بھی بشر کو نہیں دی ہے حتیٰ خاتم الانبیاء مبعوث للعالمین نبیؐ کو بھی نہیں دی ہے۔ ایک دن عمائدین قریش نے یہودیوں کے کہنے پر چند سوالات نبی کریمؐ سے کیئے تو آپ نے صرف انتظار وحی کی خاطر فرمایا کل جواب دوں گا، اللہ نے آپؐ پر پندرہ دن وحی نازل نہیں کی۔ اگر میں دعویٰ کروں کہ ان مسائل میں عبور رکھتا ہوں ہوسکتا ہے اللہ اسی وقت مجھ پر نسیان طاری کردے، تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ اس ملک میں جہاں بعض افراد اشیاء خوردنی کی فراہمی کے خواہاں ہیں، بعض تعلیم کی فراہمی کے خواہاں ہیں، میں صرف فروغ دلائل کی فراوانی کا خواہاں ہوں تا کہ ہر قسم کے چوروں کا خاتمہ ہو۔

اگر قرآن واحد کسوٹی نہیں بلکہ بمعہ حدیث یا بمعہ اہل بیت کسوٹی ہے پھر تو آپ نے لوگوں کو دھوکہ دینے کی بات کی ہے۔ آپ نے شرک کو چھوڑا ہی نہیں ہے۔ حدیث یا اہلبیت شریک قرآن ہیں تو اس کے لیے آیت پیش کریں؟ اگر وہ بھی حدیث سے ثابت کرنا ہے تو مسلمان نہیں علی اللہی والے یا حدیثی ہونگے۔ آپ پڑھے لکھے انسان ہیں میں نے تقلید کے ساتھ عباء قبا بھی چھوڑی ہے۔ اب میرے ہاتھوں کو پس گردن مت باندھیں۔ ان دو بزرگوں کے رسالہ

عملیہ یا مسائل بلا دلیل سے مجھے محکوم نہ کریں۔آخری نصیحت ہے کہ اپنے فرقے میں رہتے ہوئے ایک ایسے مسلمان کو کیسے قانع کریں گے جس نے اس فرقے کو خیر باد کہا ہو۔

برادر قادح آپ خود کو مخالف تقلید محقق گر متعارف نہ کریں کیونکہ تقلید چھوڑنے کے بعد دلیل دینا اور دلیل سننا ہوتی ہے۔محقق بننے کیلئے مشہورات کوٹھوکر مارنا اور شاذات ونوادرات بلکہ غیر متصورات کو اپنانا ہوتا ہے۔فرقے جو بھی ہیں انہیں دلائل کا قحط رہتا ہے،جس مذہب پر آپ ہیں اس میں ذرہ برابر کسی بھی مسئلہ پر تحقیق کی گنجائش نہیں اس میں اپنی عمر ضائع نہ کریں،بدترین روزگار مذہبی روزگار ہے اس کو چھوڑیں۔آپ کے پسندیدہ مراجع تقلید شلوار اوپر کر کے دریا پار کرنا چاہتے ہیں،لیکن غرق ہونے کے خوف سے بچت نہیں ہوسکتی ۔پاؤں پانی میں ڈالیں گے تو پانی اپنی طرف نہ کھینچ لے اس خوف کی وجہ سے ابھی تک آپ پر یہ واضح نہیں کہ اصل اساس اسلام کیا ہے؟ قرآن یا سنت محمدؐ یا اہل بیت یا اصحاب ہیں۔آپ پرویز یا عمر ابن خطاب کی ضد میں حدیث پرستی کر رہے ہیں۔آپ کا یہ کہنا کہ عید ارکان اسلامی نہیں بلکہ اسلامی ارکان کے اختتام پر شکر وتکبیر ہے،یہ غلط ہے کیونکہ ادائے واجبات بذات خود شکر ہے،نماز چار رکعات ہو یا تین رکعات ہو اول تکبیرۃ الاحرام اور آخر سلام خود ایک بڑا شکر ہے۔عمل شکر کے انجام پر شکر نہیں ہوتا یہ جملہ آپ نے کہاں سے نکالا ہے؟

نماز تکبیرۃ الاحرام قیام،رکوع وسجود اور سلام ہے باقی اذکار نبی کریمؐ کی ۲۳ سالہ سیرت عملی میں موجود ہیں،آپ خلط نہ کریں کیونکہ سیرت عملی رسولؐ اللہ جس کی راوی امت ہے،جبکہ اس کے برعکس اکثر دعاؤں کے راوی ترسیل مرسلاتِ خضری ہیں۔معلوم نہیں کیوں قرآن جس کے ذریعے اللہ نے جن وبشر کو تحدی کیا ہے آپ نے اس کو پس پشت کر کے روایات زنادقہ کافی وبحار پر اعتماد وعمل کیا ایک لمحہ فکر یہ ہے۔آپ نے اپنی فیس بک پر بحار میں جمع روایات ضعیفہ وغیر مستندہ کے اعداد وشمار

دیئے ہیں لیکن آپ کو عید کی روایات کو ان میں شامل ہونے کا احتمال نہیں ہے۔

بواعث تالیف وتصنیف اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں، پر ناقدانہ قادحانہ ملاحظات وتحفظات اپنی جگہ منطقی نہیں کیونکہ دلائل و براہین آیات محکمات قرآن و سنت قطعیہ کی بجائے، فتاویٰ بے اسناد فقہاء سے استناد ہیں، کم سے کم دانشمندوں کیلئے تو قبیح ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں دین کے نام سے بے دینی کے مظاہرات میلا دات کی بھر مار ہے ان پر اگر جائرانہ تحفظات ناگوار نہ گزرے ہوں تو کم سے کم سوء ادب ضرور گزرے ہونگے۔ ملت اسلامیہ میں ابھی تک کسی مسئلہ دینی میں خود اصل مصدر دیکھنے یا تلاش کرنے کی ضرورت یا احساس مسئولیت نظر نہیں آیا، خاص کر دانشوران کے نزدیک امور دینی سنڈے سکول کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ فضاء و زمین، دخول وخروج کے راستوں اور دروازوں پر جیش ابرہہ تقلید ''کورکورانہ'' کا قبضہ ہے لہٰذا وہ صحیح اور غلط کی کسوٹی اپنے مراجع تقلید یا معاشرے کی محترم ومکرم کثیر الحوارین شخصیت یا محافظ دستوں والوں سے لیتے ہیں، اس عصر تاریک میں موم بتی یا ماچس کی تیلی سے راستہ دکھانے والے زندان نشین، معتوب باطنین مرحوم ومغفور برقعی یا بقول تاجرقمی ''مصطفیٰ حسینی سنی ہو گیا ہے'' سے لیتے ہیں۔ ہم مرحوم برقعی کو اٹھارویں صدی میں کلیساء کے ہاتھوں قتل ہونے والے علماء ودانشوان جیسا سمجھتے ہیں، اللہ انہیں جزائے خیر دے لیکن ایک مجاہد جنہوں نے جان کی بازی لگا کر خرافات کے خلاف بات کی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی تمام تحریروں و ملفوظات کو من وعن حجت مانیں۔ مثلاً انسان جب کسی جگہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کو سامنے کی چیزیں تو نظر آتی ہیں لیکن پشت کی طرف کیا چیز ہے یا اوپر کیا ہے قدم کے نیچے کیا ہے پتہ نہیں چلتا ہے۔ تمام اطراف سے احاطہ کامل ذات باری تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے، سورہ نمل ۲۲ میں ہدہد نے برو بحر اور فضاء کے حاکم سلیمان سے کہا میں آپ کو ایک ایسی خبر سنا تا ہوں کہ آپ کو جس کا علم نہیں ہے، قرآن کریم میں چندین آیات میں اللہ نے نبی کریمؐ سے خطاب میں فرمایا آپ نہیں جانتے تھے،

موسیٰ سے کہا یہ بات آپ کیسے جانتے اگر ہم آپ کو نہیں بتاتے ﴿وَ مـا کُنْـتَ بِـجانِبِ الطُّورِ إِذْ نادَيْنا وَ لكِنْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْماً ما أَتاهُمْ مِنْ نَذيرٍ﴾ (قصص۔۴۶) ﴿ذلِكَ مِنْ أَنْباءِ الْغَيْبِ نُوحيهِ إِلَيْكَ وَ ما كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلامَهُمْ﴾ (العمران۔۴۴) احاطہ ہر چیز مخصوص ذات اللہ ہے ﴿وَ لا يُحيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِما شاءَ﴾ (بقرہ۔۲۵۵) انسان محقق جب کسی موضوع پر تحقیق کرتے ہیں تو انہیں اس سے متعلق باریک باریک چیزیں نظر آتی ہیں لیکن اپنے موضوع سے ہٹ کر انہیں بہت سی موٹی موٹی چیزیں بھی نظر نہیں آتی بلکہ انہیں اصل اور نا قابل انکار کے طور پر لیتے ہیں، عصر حاضر کے نوابغ مرحوم باقر الصدر نے بھی اپنی حیات علمی میں ایسی بہت سی غلطیوں کا ارتکاب کیا۔ بعض موضوعات کو انہوں نے چھوا تک نہیں اسی طرح برقعی مرحوم کی توجہات غالیوں کے الحادیات کی طرف مرکوز تھیں، میں نے خود ان کے قلم سے لکھی گئی سوانح اور سید مصطفیٰ حسینی کی سوانح میں عید نوروز پر کہیں کوئی نقد نہیں دیکھا ہے۔ میں خود کو ان دونوں سے زیادہ علم والا اور زیادہ محقق نہیں دکھا رہا ہوں نہ کسی اور عالم سے اونچا دکھا رہا ہوں، یہ صورت حال انبیاء تک کو لاحق رہی ہے، بہتر ہوگا اگر ہم یہاں ان کی تمام تشویشات اور تحفظات کو پیش کریں۔

ناقد ناصح:۔

میرے ناقد و قادح مؤدب اگر آپ ہم سے پوچھتے کہ فلاں جگہ آپ نے عید کی روایات صحیح ہوتے ہوئے مسترد کی ہیں کیا اس پر کوئی دلیل بھی رکھتے ہیں تو میرا تمام غرور کبرائی و کسرائی خاک میں ملتا اور ناک خاک سے رگڑتی اور آئندہ ادب سیکھتے، احتیاط سے قلم چلاتے اور سوچتے باہر دلیل مانگنے والے گوشہ و کنار میں مورچہ بنائے ہوئے ہیں وہ دلیل لاؤ کی چیخ و پکار بلند کرتے ہیں، عالم، دانشمند، دانشور اور مغرور کو رام کرنے کیلئے اس سے بہتر و سودمند ادبی نصیحت کوئی نہیں ہوگی، اگر ہمارے معاشرے میں اسلام کیلئے کوئی اخلاص و عزم و ارادہ سے خدمت کی

نیت رکھتا ہے تو حکومت دلیل قائم کرنے سے بہتر کوئی خدمت نہیں ہوگی آپ حکومت فسطائیزم قائم کرنے کی بجائے حکومت دلیل قائم کرتے۔ ہم نے کوئی علم نہیں سیکھا ہے تاکہ بھاری القاب سے زور گوئی کی وادی میں کود پڑوں، شرمندگی میں سر نیچے ہو جائے کثرت تحقیرات و تذلیلات میں جو کچھ یاد کیا تھا وہ سب بھول گیا، صرف دلیل دینا از سر نو سیکھا ہے لہٰذا میں آیات متشابہات کی حقانیت پر ایمان راسخ رکھتا ہوں، اسی طرح ضرورت دلیل پر بھی ایمان راسخ رکھتا ہوں۔ اگر دلیل میرے پاس نہ ہوتی تو کمال جرأت سے کہتا ابھی میرے پاس جواب نہیں ہے، سوچوں گا دیکھوں گا، انبار کتب میں تلاش کرونگا۔ میں نے ابتداء سے اب تک کسی جگہ نہیں کہا تمھاری کیا حیثیت ہے، کسی مسئلے پر تجزیہ کرتے وقت چیلنج نہیں کیا، نہیں کہا کہ کوئی مائی کا لال ہو جو مجھ سے جواب مانگیں، میں نے ہمیشہ مسائل پر مفروضات و محتملات پیش کیے ہیں اور گزارش کی ہے ان میں سے جو بنتا ہے مجھے بتا دیں۔

آپ نے یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ فلاں کا مشرب ''حسبنا کتاب اللہ'' ہے، برادر محترم وہ کونسا انسان ہے جو کسی نہ کسی طرف تھوڑی بہت بھی گرائش نہ رکھتا ہو خصوصاً وہ اس کے محبوب و مرغوب و مطلوب ہو۔ میں اعلیٰ سند علمی رکھنے والا نہیں ہوں، مدارس و حوزات علم میں فیل ہونے کی وجہ سے صنف عوام سے باہر نہیں نکل سکا، ذہنی سطح کے لحاظ سے عوامی سوچ رکھتا ہوں امیر المومنین نے فرمایا ہے ''**الناس ثلاثة: فعالم ربانی و متعلم علی سبیل نجاة، و همج رعاع، اتباع کل ناعق، یمیلون مع کل ریح**'' (کلمات قصار ۱۴۷) جہاں سے آواز آئی ہے اس طرف ہاں ہاں کر کے گیا اس طرح کتنی جماعتوں کی دلدل میں پھنس گیا تھا، مشکل سے رہائی ملی، علم و دانش کے نام سے اجتہاد کی فسطائزم میں غرق ہو رہا تھا، جس ذات نے یونس کو شکم ماہی سے نجات دلائی اسی نے مجھے بھی طوفانوں کی طغیانی موجوں سے نجات دلائی۔

اعیاد موروثہ سلاطین وشہنشاہان اور مستبدان کی روش ہے وہ اپنی رعایا کو اور مخالف حکومتوں کو خائف رکھنے کا مظاہرہ کرتے تھے، یہ غرباء پر بوجھ ہے۔عید کے نام سے خرافات وفرسودگیات جو برصغیر میں چلتی ہیں برقعی مرحوم نے ایران میں نہیں دیکھی ہیں، جو مظاہرے جس طرح برصغیر میں ہوتے ہیں۔ برصغیر والے انکو شعار اسلامی تصور کرتے ہیں مرحوم نے وہ ایران میں نہیں دیکھے، ایران وسعودی عرب میں عید صرف نماز کی حد تک ہوتی ہے،ایران میں ہماری عید جیسی فضولیات ولغویات نوروز کے دنوں میں ہوتی ہیں۔ہم نے اس سلسلے میں برقعی یا آغا مصطفیٰ حسینی کا مؤقف سنا نہیں ہے۔ یہاں عیدین کے نام سے جو اسراف وتبذیر وفضول خرچی اور زیان وخسارہ ہوتا ہے اور غرباء ومساکین اور ناداروں کیلئے ذلت و حقارت ونفرت وکدورت اور حماقت پر مبنی اور عقل ومنطق سے عاری جو مراسم پیش کیے جاتے ہیں انہیں عقلائے، عالم نے قبول نہیں کیا بلکہ نفرت وکراہت اور حیرت سے دیکھا چنانچہ اندرون ملک بھی صاحبان عقل وخرد ان کے خاتمہ کے خواہاں ہیں ان کے ہوتے ہوئے پاکستان میں اعلیٰ اقدار تلاطف، تراحم وتفاہم امکان پذیر نہیں ہیں۔ یہ معاشرے میں ہر قسم کے تفاہم کیلئے جراثیم مہلک ہے، اس پر عالم و دانشمند عقل وخرد والے اپنی جگہ ایک دوسرے سے دونفری سہ نفری مفاہمت کریں غور وفکر کریں کہ عیدین نے کیا فوائد پیدا کئے اور یہ کتنے زیاں وخسران کا سبب بنے ہیں۔اس خوفناک ووحشتناک صورت حال پر ہر شہری اس کے خاتمے تک دل کی گہرائی خلوص نیت سے غور کرے اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے، لیکن کوئی حادثہ پیدا نہ کریں، تحمل سے حوادث کو روکنے کیلئے ملک کے خارجی وداخلی حوادث کا نظارہ کرنے والوں کی تمام تر توجہ ان دنوں اسی پر مبذول ہے۔ یہ عیدیں کسی عقل ومنطق دلیل وبرھان سے مستند نہیں بلکہ خواب وخیال، تزئینات وفاخرات، خوردینات و آشامدنیات پر مبنی ہیں۔

مرحوم برقعی کے شیداء:۔

آپ کے علاوہ پورے عالم اسلامی میں ان کے کتنے شیدا ہیں اس کا مجھے پتہ نہیں دوسرا شیداؤں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ہم نے مفسر قرآن کریم مؤلف موسوعۃ فرقان کے مختصر دروس میں دس سال گذارے لیکن ان کی تقلید کی نہ ترویج کی لیکن پاکستان میں ان کے حلقہ درس میں ایک سال گذارنے والوں نے ان کی مرجعیت کا اعلان کیا اور بعض نے ان کے نام سے ان کی تقلید کی مرحوم باقر الصدر کے اکثر شاگرد رجعت پسند نکلے، یہاں ان کے حوالے سے دو سوال ہیں۔

مرحوم کو نہ کوئی اچھا ماحول ملا اور نہ اچھے استاد ملے تھے، دور دور تک رجعت گرائی ہی دیکھنے کو ملی، بتائیں انہیں اس منزل کی طرف رہنمائی کس شخص نے کی تھی یا کسی خاص فکر نے انہیں اس منزل تک پہنچایا تھا دوسرا ان کو اس جدوجہد اور مصائب و آلام کا صلہ کیا ملا۔ اگر آپ سے کوئی کہتا ہے آج جو دنیا میں عزت و احترام سے ان کے نام لیوا نکلے ہیں یہ ذکر خیر مابعد الموت اس کا صلہ ہے یہ بات درست مگر ذکر خیرا اکثر جگہ مفسدین و منحرفین کیلئے بھی ہوتا ہے، ان کی فکر کے مخالف کو بھی یہ صلہ ملتا ہے اگر عالم برزخ یا آخرت میں ملے گا وہ تو اللہ جانتا ہے۔ایک عورت نے اپنے بیٹے کے جنازہ پر نبی کریمؐ کے حضور میں کہا ''**ھنالک الجنته**'' تو نبی کریمؐ نے پوچھا آپ کو کہاں سے پتہ چلا وہ جنت میں گیا ہے جبکہ مجھے اپنے جنت میں جانے کا علم نہیں ہے۔ذرا آپ اور دیگران کو سوچنا چاہیئے آپ نے ان میں کونسی راہ کشا کو دیکھا جس کی بنیاد پر آپ ان کے شیدا ہیں یا خود انہوں نے ان تمام مصائب و مشکلات کو برداشت کیا۔

آغائے برقعی اور سید مصطفیٰ حسینی دونوں معاصر، تا حدودی ہم فکر و ہم عقیدہ تھے، دونوں ایران میں قائم نظام استبدادی پہلوی کے مخالف ہونے کے علاوہ فرقہ اثنا عشری کے بنیاد گذار اسماعیل صفوی کے بھی مخالف تھے، دونوں نظام اخوندی کے سرتاپا مخالف بھی تھے۔وہ زیادہ محسنات کے ساتھ سیأت صغیرہ بھی رکھتے تھے

جس سے کوئی انسان بھی محفوظ نہیں رہتا تاہم معاشرہ تقلیدی میں فکر کے پرورش پانے کی گنجائش کم ہوتی ہے، ساواک باطنی رقیب وعتاد فکر کے ساتھ چہرہ اور پلکوں کا بھی حساب رکھتے ہیں لیکن حقیقت کے بھی خریدار ہوتے ہیں، اس کے علاوہ وعدہ نصرت اللہ بھی ہے۔ آج پاکستان میں ان دونوں کے حامی ان کے آثار دیکھنے کے بہت خواہشمند ہیں لیکن اس حقیقت کا اظہار اور اعتراف کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ اگر ان کے اقوال وکلمات کو بغیر دلیل وتحلیل لینے کی سنت قائم ہو جائے تو یہ بھی سنت تقلیدی ہو جائے گی، ان دو بزرگان نے جن چیزوں کے خلاف قیام کر کے زہر ومصیبت کھائی دیکھنا ہوگا کہیں ان کے نام سے وہی چیزیں عام تو نہیں ہو رہی ہیں۔ میں یہاں ان دونوں کے حسنات کے زیادہ ہونے کے اعتراف کے ساتھ ان کی سیئات کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ بعض حاملان حسنات اپنے ساتھ کم یا بہت سیئات کے ساتھ میدان میں اترتے ہیں ان کو بھی نظروں میں رکھنا ضروری ہے۔ ایک اصول عرض کرتے ہیں اگر کوئی اس اصول کو نہیں مانتے تو میں ان کے ساتھ بھی بات کرنے کیلئے تیار ہوں لہذا دونوں کے درمیان ایک اصول ہونا چاہیئے، جب تک دوسری طرف سے ہٹ دھرمی وخیانت اور شیطنت نظر نہ آئے میں اپنی طرف سے بحث کو جاری رکھوں گا۔ عرض ہے کسی بھی شخصیت کو اٹھاتے وقت اصولوں کو زیر پا کر کے صرف شخصیت کو اٹھانے کی بدعت باطنیہ کو زندہ نہ رکھیں۔ بطور مثال کہا جاتا ہے امام معصوم ہوتا ہے، اُس کے احکامات واقوال و فرمودات کو من وعن لینا ہوتا ہے وہ خود اصول ہے وہ کسی اصول کا محتاج نہیں چنانچہ وقتاً فوقتاً اشتہار دیتے ہیں عزاداری کسی اصول یا ضابطہ اخلاق کے اندر نہیں آتی ہے یہ فکر الحادی ہے، ایک قسم کی بغاوتی ترمیم ہے چنانچہ بعض نے امام حسین کو اس طرح اٹھایا اور کل شریعت کو زیر پا کیا۔ آج عزاداروں کے پاس سوائے نام امام حسین کے کوئی اصول وفروع نہیں رہا ہے۔ اسی طرح ایران میں امام خمینی کو اٹھایا اور خود ان کے قائم کردہ قانون اساسی کو پامال کر کے قائم مقام رہبری کو اٹھایا اس کی واضح

مثال صدام کے ساتھ صلح سے انکار تھا، بعد میں امام اور امت کو پتہ چلا یہ کتنا غلط فیصلہ تھا۔

آغائے مصطفیٰ حسینی جس طرح اتحاد بین المسلمین یعنی اتحاد بین سنی وشیعہ کو اٹھاتے ہیں اسطرح اتحاد روشن خیالان و دینداران کے بھی داعی ہیں، ان دونوں میں ایک قسم کا اغفال مصادرہ مطلوب ہے دونوں میں چنداں فرق نہیں سوائے کلمات کے، دونوں کا فارمولا ایک ہے اور رد بھی ایک ہوگا۔ ایک ہی موضوع ہے ایک ہی محمول ہے۔ اجلاس، کانفرنس یا سیمینار اتحاد بین المسلمین سے سربلندی اسلام ہو، روشن خیال سے علم اور دیندار سے ایمان سر بلند ہو لیکن ان دونوں سے مراد کوئی اور چیز ہے، اسلام کو نظر انداز کر کے مسلمین کی جگہ شیعہ وسنی لیا ہے، وہاں بحث دو مسلمانوں کے درمیان نہیں بلکہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان ہو گی، یہاں اسلام و مسلمین غائب ہونگے مسلمان اور دیندار دونوں غائب ہوں گے۔ جبکہ شیعہ وسنی دونوں اسلام کے بھگوڑے ہیں، اسلام و مسلمین کا فائدہ دونوں کے لیے خطرہ ہے۔ شیعوں کے مفادات اس میں ہیں کہ خلفاء سے عداوت ونفرت کو بڑھایا جائے، سنیوں کے مفادات اس میں ہیں کہ یہ لعنت ختم ہو جائے، یعنی یہاں محکمہ قضاء میں جاری تعریف مدعی ومنکر صدق آتا ہے، مدعی اگر دعویٰ سے دست بردار ہو جائے تو مقدمہ ختم ہو جاتا ہے یا مدعی علیہ تسلیم ہو جائے تو دعویٰ ثابت ہونے پر تنازعہ ختم ہو جاتا ہے لیکن ان کانفرسوں میں ایسا ممکن نہیں ہے مشترکات پر سمجھوتہ اُدھر تم اِدھر ہم ایک نفاق ہے لہٰذا اسلام بالکل واضح ہے اسلام اور غیر اسلام میں اتحاد ممکن نہیں ''لکم دینکم ولی دین''

دوسرا روشن خیالوں اور دینداروں میں تفاہم ویکجہتی بھی پہلے جیسی بات ہوگی، دنیا بھر میں جہاں بھی روشن خیال یا اعتدال پسند ہیں یہ حضرات دائرہ دین سے باہر ہو کر بات کرنے کے قائل ہیں، یہاں مفاہمت دین کے دائرے میں نہیں ہوتی ہے۔ روشن خیالان کی گزر اوقات پڑھائی، سکالرشپ اور عہدوں کی پیشکش سے

بنتی ہے، ان کا یہ امتیاز اسلام کے خلاف ہے۔ دیندار کہلانے والوں کی گزر اوقات خمس، صدقات و تبرکات سے ہوتی ہے، اس کے مقابل میں انہیں چند مسلمات تھمائے گئے ہیں کہ آپ کو ان کی پاسداری کرنی ہے کہ علم اور ایمان میں صدارت کس کو دی جائے دینداروں کی فکر ہے کہ روشن خیال فکر مشرکین پر قائم ہیں، لیکن علم پرست کہتے ہیں علم غذائے روح ہے جس طرح روٹی غذاء جسم ہے، روٹی کھانے کی کوئی فضیلت نہیں لیکن اگر نہیں کھائیں گے تو ایک مدت کے بعد مر جائیں گے۔ اسی طرح علم اگر حاصل نہیں کریں گے تو اچھی طرح ترقی نہیں کر سکیں گے۔

آغائے سید مصطفیٰ کی شخصیت والا کی علمی خدمات اور مذہبی خدمات خاص کر احیاء جمعہ، تصنیفات و تالیفات اپنی جگہ لائق تحسین ہیں، حسنات واضح ہیں لیکن ہمارے برادر گرامی ان کے حسنات کے نہیں سیأت کے گرویدہ ہو گئے ہیں لہٰذا میں یہاں ان کے چند نکات سیأت کی طرف اشارہ ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ احتمال قوی ہے کہ قارئین فیس بک پر ان کے سیأت بھی لائق تأسی گردانتے ہوں کہ آپ داعی اتحاد بین المسلمین تھے حالانکہ یہ عمل افیون یا غافل گیر یا مہلک جراثیم کی مانند ہے۔ اتحاد مسلمین کا شاید اس وقت کوئی مخالف نہیں ہوگا سوائے شیعہ غالی یا سنی غالی کے، لیکن ہمیں اس مسئلہ کو وسیع پیمانے پر دیکھنا چاہیئے کہ یہ دو بزرگوار کس حد تک فرقہ گرائی سے گریز اور عقل و منطق پردازی فرماتے تھے۔ آغائے سید مصطفیٰ حسینی کی گرانقدر کتابوں میں سے حسب فہرست دوسری اور تیسری کتاب وحدت مسلمین کے بارے میں دیکھا جس میں شیخ محمد عبدہ کو مصلح بزرگ مصری داعی وحدت اسلامی متعارف کراتے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ایک موضوع پر ہیں۔ جہاں مؤلف اہمیت وحدت کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور موضوع کی اہمیت کا اندازہ داعی اتحاد سے کراتے آئے ہیں۔ لیکن یہاں وحدت کس میں ہے۔ ہمارے ہاں ایسے بہت موضوعات مخدوش و مشکوک پائے جاتے ہیں ان کی سند اقوال امام خمینی جمال الدین افغانی سے دینے پر اکتفاء کرتے ہیں جو سالہا سال سے بطور ترسیل مرسلات چلی آرہی

ہیں ابھی تک کسی نے 'یہ کیوں، کس لئے' کا سوالیہ نشان لگایا ہو دیکھنے میں نہیں آیا ہے حالانکہ یہ تحریک اپنی تاریخ ولادت سے ابھی تک مرموز اور معمہ رہی ہے، یہ اس درخت کی مانند ہے جس کی چھاؤں اچھی ہے لیکن ثمرات اچھے نہیں ہیں، اس کا نطفہ اصلی کس کا تھا، اس کی تاریخ، محل پیدائش اور داعیان ابھی تک غیر واضح ہیں۔ یہ ایک قسم کا دھوکہ، فریب اور اغفال نورانین کی مانند ہے۔ جمال الدین افغانی سے پہلے کسی نے وحدت مسلمین کی آواز بلند کی ہو نہیں سنا یہ اس کے پہلے منادی ہیں لیکن خود جمال الدین افغانی کیسے تھے۔ رسالہ تقریب اسلامی صادرہ از تہران کے چند شماروں میں جہاں ان کی تمجید آئی ہے وہاں انہیں مشکوک ومخدوش بھی قرار دیا گیا ہے۔ مصر میں بہت سے علماء نے انہیں شک کی نظر سے دیکھا ہے، وہ عالم اسلام کے متجددین اوّلین میں سے تھے بلکہ استاد متجددین ہیں۔ علماء اسلام متجددین کو مسلمان غرب نواز، غرب ساز بتاتے ہیں۔ بقول آغا مصطفیٰ حسینی مصلح اسلامی شاگرد اوّل وشائستہ شریک تحریک جمال الدین افغانی تھے، محمد عبدہ عالم تجدید میں جمال الدین کے بعد دوسری شخصیت ہیں۔ مصر میں آزادی نسواں کا علمبردار قاسم امین تھا جو ان کے عزیزوں میں سے تھا ان کی سرپرستی میں یہ تحریک چلی۔ مصر میں اقتدار اسلام کے خلاف قیام کرنے والوں کا سلسلہ کسی نہ کسی طرح سے محمد عبدہ سے ملتا ہے۔ اس تحریک کے مشکوک ہونے کی دوسری وجہ مصر میں قائم ہونے والی تقریب اسلام کے داعی محمد تقی قمی تھے یہ شخص کون تھے ان کی شخصیت ابھی تک واضح نہیں ہے، ان کا نام صرف اس تقریب کے بانی کی حیثیت تک محدود ہے وہ قم سے اٹھ کے مصر گئے وہاں چند مہینے گزارنے کے بعد انہوں نے علماء کو آمادہ کیا۔ اس تقریب کے اختتام پر خود شیعوں میں مخدوش ومشکوک کتابیں مصر سے چھاپی گئی ہیں، مصر جیسے تمدن کہن کے حاملین کا افغانستان ایران جیسے علوم درس میں پسماندہ جمال الدین کا استقبال کرنا سوالیہ نشان چھوڑتا ہے۔ امت واحدہ کو دوبارہ تشکیل دینے یا احیاء کرنے کیلئے قراردادوں میں سے ایک قرارداد یہ تھی کہ عقائد کو

نہیں چھیڑیں گے لیکن تقریب اسلامی کی تشکیل کے بعد دفاع از شیعہ کے نام سے مجمع عالمی مذہب کا قیام وجود میں آیا وہ اوراق سیاہ و کہن کو دیدہ زیب سرورق سے نئی طباعت میں لائے من جملہ فضائل امام علی احمد بن حنبل کی کتاب شیعہ تقیہ رجعت عقائد فاسدہ چھپائی گئیں ۔ یہ اسلام کی سربلندی کیلئے نہیں تھا بلکہ بین المسلمین انتشار وافتراق کی جلتی آگ میں ایندھن تھی ۔ چنانچہ معاصر پاکستان میں داعیان اتحاد اسلامی، الحادیان سے ہر آئے دن گھل مل رہے ہیں ۔

غرض موضوع وحدت اسلامی ایک موضوع قابل صلح وآشتی ہے یا یہ موضوع مثل شط فرات، تنگ ہرمز، نہر سویز کی مانند ہے، صرف وقت گذاری ہے یا یہ موضوع ایمان وکفر والا موضوع ہے، آیا شیعہ وسنی میں اختلاف، تناقض وتفاوت یا فتنہ وفساد، بغض خلفاء وسب وشتم خلفاء ہے؟ کیا سب وشتم خلفاء چھوڑنے کے بعد شیعہ شیعہ رہیں گے اوراس کو تسلیم کرنے کے بعد سنی سنی رہینگے ۔ جواب واضح ہے شیعہ شیعہ رہیں گے بلکہ منافق ہو جائیں گے ۔ کہتے ہیں ہماری اساس توحید و رسالت، ایمان بآخرت اور مسلمات اسلام ہیں لیکن یہ کلمات تقیہ ہیں حقیقت کے حامل نہیں ہیں؟ اگر کلمات حقیقی تھے تو کیونکر اس اہم مسئلہ کو فروغ نہیں ملا، امام خمینی جیسی ہستی کی آنکھوں کا اشارہ وتبسم تین چار سو مجلس شوریٰ کے اراکین کے پاس کردہ آئین پر فوقیت رکھتا تھا، اس پر کیوں عمل نہیں ہوا حالانکہ عالم اسلام کے مسلمانوں نے دل کی گہرائیوں سے ایرانی انقلاب کا استقبال کیا تھا لیکن بدقسمتی سے انہی کے دور میں اختلاف مسلمین شدت اختیار کر گیا ۔

آغائے مصطفیٰ کی دوسری بنیادی فکر روشن خیالوں اور دینداروں میں اتحاد کی بات ہے یہ بھی شیعہ سنی والے اتحاد جیسی ہی ہے ان میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے اگر ہے تو بتائیں مسئلہ کو آگے بڑھا سکتے ہیں ۔

آغائے مصطفیٰ حسینی نے میانجی گری میں روشن خیال و دینداران کے نام سے علم وایمان کے درمیان تضاد کی نفی کرتے ہوئے قرآن سے علم کی فضیلت پر

بعض آیات متشابہات سے استناد کیا ہے جبکہ علماء نے علم کی فضیلت کے بارے میں کہا ہے ''**شرف العلم بشرف الغایات** '' لیکن ان کا استناد اس فارمولے سے متصادم ہے۔ چھت پر جانے کیلئے سیڑھی چاہیئے سیڑھی وسیلہ ہے لیکن چھت پر پہنچنے کے بعد سیڑھی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اس کی قدر و قیمت اس کے ذریعے حاصل سے متعین کی جاتی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ''**امن کان همة ما یا کله یکون قیمة ما یخرجه** '' ہے اگر کسی نے کیڑے مکوڑے پر تحقیق کی ڈگری لی تو اس کا درجہ ایٹمی انرجی کے مہندس جیسا نہیں ہوگا۔ علوم فلسفہ اور سائنس کے دانشمندان نے علماء دین کے خود ساختہ مقامات سے موازنہ کیلئے فضیلت علم کو اٹھایا ہے۔ جو بھی علم ہو فضیلت رکھتا ہے علم وسیلہ ایصال مطالب الی مطلوبہ مطالب کو مطلوب تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ منزل پر پہنچنے کے بعد گاڑی کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ دینداروں نے روشن خیالوں کو خوش کرنے یا ان پر برتری حاصل کرنے کیلئے کہا ہے کہ قرآن کتاب علم ہے۔ قرآن کتاب علم نہیں نبی کریمؐ مدرس علم نہیں بلکہ مبین دین ہیں، انبیاء اور کتب آسمانی بالخصوص قرآن و محمدؐ لوگوں کو زراعت سکھانے، معدنیات نکالنے، کارخانہ جات لگانے، صنعت کاری سکھانے کیلئے نہیں آئے، سالن میں نمک کتنا ڈالنا ہے، پانی کھڑے ہو کر پینا ہے یا بیٹھ کر یہ سکھانے کیلئے نہیں آئے۔ دین انسانوں کی فطرت کو ابھارنے جذبات وخواہشات اور شہویات وغضبیات کو کنٹرول کرنے محدود کرنے امر و نہی کیلئے آیا ہے۔ مسلمانوں کا رسالہ عملیہ مفاتیح الجنان یا مفاتیح الحیات نہیں قرآن ہے، میں قرون وسطیٰ کی بات نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں منطق انبیاء دہرا رہا ہوں۔

جناب ناقد ناصح اشتر حسین صاحب آپ کے مراجع تقلید فقہاء اور مجتہدین ابھی تک واضح نہیں کر پائے ہیں کہ عید سے مراد کون سا دن ہے اگر آیات محکمات اور سیرت عملی رسول اللہ سے ثابت کوئی عید ہے جو امت مسلمہ جہاں کہیں مشرق زمین میں ہو یا مغرب میں مناتی ہو جس طرح جمعہ مناتی ہے، ایسی عید ابھی تک کسی

نے پیش نہیں کی ہے؟ اگر ان اعیاد کو فقہ مسلمین کی سطح پر اٹھائیں تو سقیفہ سے زیادہ اختلاف کا شکار ہوں گے۔ اگر اس اختلاف کو آیات محکمات سے حل کرنا ہے تو ابھی تک کسی نے پیش نہیں کیا ہے، اگر تدلیس کر کے قرآن کا نام لے کر احادیث خودساختہ پیش کرنی ہیں تو اس میں سنی اور شیعہ میں اتفاق ہے۔ مقام شامخ شاہق و سامک آغائے برقعی مرد جہاد و مبارز خرافات ومزخرات تھے، اس حوالے سے آپ اپنے دور میں دور قہر مانی سے گزرے ہیں ''**جزه الله خير الجزا**'' لیکن جو چیز قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی شخصیات جو ایسے میدانوں میں زندگی گزارتے ہیں آثار کتنی کم ہی چھوڑتے ہیں لیکن آپ نے تقریباً ۹۱ کتابیں مطبوع وغیر مطبوع چھوڑی ہیں۔ ان میں قابل ذکر کتاب ''تفسیر تابشی از قرآن'' ہے تقریباً دو جلد کی کتاب ہے۔ اسی طرح ''کسر صنم'' ہے جس میں روایات کافی کو متصادم قرآن اور ضعیف ثابت کیا، کتاب مراجعات پر رد لکھی ہے۔ لیکن آپ کی دو کتابوں پر ہمیں شدید تحفظات ہیں جن میں ایک تاریخ مختار ثقفی اور دوسری دعبل خزاعی ضمیر فروش کیسانی مداح مامون رشید ہے۔ تیسری بات آپ نے عیدین بے اساس کو سورۃ کوثر میں شامل کیا لیکن عید باطل ضد اسلامی نوروز کی مزاحمت نہیں کی ہے۔

آیت اللہ برقعی پر اللہ رحم فرمائے آپ نے تاریک ترین دور غلات قمیوں کے حصار میں بہت کچھ اظہار حقائق کرنے کی جرأت دکھائی اور مثل موسیٰ بن جعفر زندانوں میں زندگی گزار کر اس دار فناء ومصیبت سے رہائی پائی۔ لیکن ایک انسان محصور اجتماعی وسیاسی کتنا حقائق کا احاطہ کر سکتا ہے؟ آپ کی مثال مرحوم باقر الصدر جیسی تھی حصار غلات میں اسلام اسلام کہتے ہوئے دنیا سے گزرے، لیکن اس کے باوجود امام مہدی مزعوم سے دفاع کیا، خلفاء کو نص سے منحرف اور اجتہاد گرائی کا طعنہ دیا، لیکن خود آپ نے اجتہاد ہی سے فقہاء کو ماوراء نص اختیارات دیئے۔

کسی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کہاں سے کس درسگاہ سے علم حاصل کیا تو میں نے جواب دیا ٹھوکر سکول سے پڑھا ہوں۔ ترویج دین، عزاداری سے شروع

کی امامت پر مشتمل کتابوں کو ترجمہ کر کے نشر کیا، امام مہدی کے تعجیل ظہور کیلئے ''دعاء ندبہ'' کو شروع کیا تا کہ نظریہ واضح کروں۔ لیکن ایک طویل عمر مشکلات، مصائب، حصار میں گذرنے کے بعد اللہ نے کوثر رسول سے یعنی اسلام سے نزدیک کیا ''**الھم امتنی علی الاسلام واجعل محیائی و مماتی للاسلام**''

جب ہم نے مرحوم باقر الصدر اور اپنے استاد قرآن صادقی تہرانی کی تقلید نہیں کی ہے تو برقعی کی تقلید کیونکر کروں، تقلید تقلید ہی ہوتی ہے کسی بھی فرد کی بات بغیر استناد دلیل، تحقیق نہیں ہوتی گر چہ ان دو بزرگوں میں سے برقعی کی جرأت و شہامت کو داد دیتا ہوں۔

میں آغائے ابوالفضل برقعی کے مقام شامخ وسامک، علم وفضل و دینداری کا منکر نہیں ہوں بلکہ اعلیٰ پیمانے پر اعتراف کرتا ہوں، بعض بزرگ مراجع کے اجازہ اجتہاد کے حامل تھے۔ جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا وہ ۹۱ تالیفات کے مؤلف تھے علمی و اجتماعی اور سیاسی تمام میدانوں میں سرگرم تھے، وہ بعض معروف ومشہور مراجع کے سرسخت مخالف تھے آپ کے اندر جو بنیادی سیل تھا جس کی وجہ سے آپ بیٹھ نہیں پا رہے تھے وہ آپ کا عقیدہ تھا کہ جو دین اسلام ہمارے پاس ہے اس کا مصدر قرآن کریم کتاب مبین ہے جس نے جن وانس کو تحدی ومبارزہ کیا ہے، نبی کریمؐ نے دن دہاڑے مسجد الحرام میں حلقہ بنائے بیٹھے قبائل عرب کے زعماء عمائدین مشرکین میں سے ایک ایک کا نام لے کر کوہ ابوقبیس سے اعلان کیا تھا، اس دین کو روایات ضعیفات ومرسلات ومقطوعات اور خوابات سے کیوں چلاتے ہیں، جہاں آپ خرافات ومذخرافات کے خلاف برملاء خطاباً وکتاباً اعلان کرتے تھے کبھی سہواً کبھی جبراً کبھی تقیہ وتوریہ سے بعض خرافات کا خود ارتکاب کرتے تھے، بعض غلطیاں جو علماء سے نقل ہیں خود بھی نقل کرتے تھے بطور مثال جہاں آپ نے نماز عید اور قربانی کا استناد ''**فصل لربک و انحر**'' سے کیا وہاں آپ نے کوثر کا ترجمہ اصل کتب

لغت سے کرنے کی بجائے مفسرین کے نقل کردہ معانی سے کرتے تھے جیسے کوثر کا معنی خیر سے کیا تھا یہ کسی صورت میں کوثر کے مادہ اور صیغہ میں نہیں پایا جاتا ہے، کوثر کثیر کا مبالغہ ہے لیکن اس میں خیر کہاں سے آیا۔ میرے پاس آپ کی کتاب ''کسر صنم'' کے علاوہ ابھی برادر ابرار حسین نے آپ کے توسط سے چھ جلد تفسیر نیٹ سے اتار کر بھیجی ہے۔ یہاں علوم اتنے پھیل گئے گویا سمندر بن گیا ہے جہاں غواصی کسی بشر کیلئے ممکن نہیں۔

ناقد و قادح و ناصح کو اللہ اپنے سایہ الطاف و عنایت میں رکھے انہوں نے امامین، صالحین اور سابقین کے عقائد و نظریات سے اقتباس کر کے ہمارے نظریات پر نقد و قدح کی ہے اس حوالے سے لائق داد و تحسین ہیں، مجھے ان پر غصہ نہیں آیا، کیونکہ مرحوم و مغفور برقعی کو ایک حد تک ہم عرصہ دس سال سے اس طرح جانتے ہیں کہ ایک کتاب خانے میں ان کی کتاب کسر صنم پر ہماری نظر پڑی، میں نے اس کو خریدا لیکن ابھی تک اس کے آخری صفحات کو نہیں دیکھا تھا، ہم نے صرف کتاب کافی کی روایات کو اصول روایت شناسی اور موازنہ قرآن کریم سے تولا تھا، ہم نے کتاب شیعہ و اہلبیت کی تالیف میں اسی سے استفادہ کیا اس کے علاوہ آپ کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ ابھی برادران نے عید سے متعلق ان کے نظریات کا حوالہ دیا، تو کتاب کسر صنم کو دیکھا اس کے آخری صفحات پر آپ پر گذرے مصائب نامہ اور خرافات کے خلاف جہاد و مبارزہ بھی دیکھا نیز آج ۲۸ ذوالحجہ الحرام کو برادر ابرار حسین سے آثار مصطفیٰ حسینی کے بارے میں کچھ تعارف نامہ حاصل کرنے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے فوراً زحمت کر کے بقدر ضرورت فراہم کیا، ان سے معلوم ہوا آپ دونوں ہم عزم، ہم ازم، ہم ہدف تھے، نیز مطعون ملاعنان کے نشانے پر تھے، دعا ہے دونوں کے جہاد و مبارزات عند اللہ مقبول اور موجب اجر اخروی ہو جائیں، میرا علم ان بزرگان و دیگر حوزات علمیہ و مدارس ضراریہ کے اساتید بزرگ کی سطح سے بہت نیچے سے نیچے ہے میری مجال نہیں ان کو نقد کا نشانہ

بناؤں لیکن خود ان کے مقرر کردہ رہنما اصول ہمارے لئے موجود ہیں۔جن کے تحت میں حتی الوسع آیات محکمات سے استناد کرتے ہوئے اپنے نظریات پیش کرتا رہا ہوں، اس میں کوتاہی نہیں کی۔ برقعی و حسنی دونوں نے چند عنوانات کو اٹھا کر خود کو عند اللہ مأ جور عند الناس مطعون کیا تھا لیکن وہ دونوں جانتے تھے ساری دنیا جانتی ہے دین اسلام میں یہود و ہنود و مجوس و صلیبیوں نے مشترکہ کاروائیوں کے تحت جو خرافات ہمارے اندر چھوڑی ہیں ان میں سے ان دو بزرگوں نے پانچ فی ہزار کی نشاندہی کی ہوگی، باقی ۹۹۵ خرافات ابھی تک تحقیق و تصفیہ کے لیے چھننی طلب ہیں۔ان میں سے بعض غیر شعوری طور پر ان دو بزرگان سے صادر ہوئی ہیں۔

جناب ناقد ناصح آپ کے مرجعین عظیمین نے کلمات قرآن کریم کو قوامیس قرآن میں دیکھے بغیر آیات کے سیاق و سباق اور مورد نزول کو خاطر میں رکھے بغیر آنکھ بند کر کے گزشتہ مفسرین کی تقلید کی ہے۔تقلید عن تقلید عن تقلید جلال الدین سیوطی کی ہے اس کی انتہا بعض کے بقول سنی عمری کو جاتی ہے۔اما ہمیں عمری، علوی یا جعفری سے سروکار نہیں وہ ہمارے لئے حجت نہیں، حجت صرف قرآن ہے ہم اس پروپیگنڈہ باطنیہ میں نہیں آتے جہاں انہوں نے خلاف فرمان اللہ کہا ہے ''قرآن بغیر حدیث سمجھنا ممکن نہیں'' یہ اللہ پر کھلا افتراء ہے۔

سورہ کوثر کی آیت میں موجود کلمہ ''**فصل لربک**'' سے نماز ''**و انحر**'' سے قربانی اور سورہ اعلیٰ کی آیت ۱۴، ۱۵ سے فطرہ بے ربط کا استدلال کیا ہے۔ یہ سورہ ابتداء بعثت میں نازل ہوئی آپ مکہ میں دس سال رہے لیکن قربانی کا ذکر نہیں ملتا ہے۔غرض جو تفسیر آغائے مصطفیٰ حسینی و دیگران سے آپ نے نقل فرمائی ہے اس پر تحفظات ملاحظہ کریں۔

کوثر کو آپ نے خیر کثیر کہا ہے یہ معنیٰ کس کتاب لغت سے دیکھ کر کیا ہے آیت اللہ مصطفیٰ حسینی و برقعی نے کہا کوثر صیغہ مبالغہ کثیر ہے۔لیکن کثیر میں خیر و شر دونوں ہوتے ہیں صرف خیر کہاں سے آیا؟ ہر چیز کا زیادہ، یا بہت زیادہ کو کوثر کہتے ہیں۔

تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۸ پر الکوثر کے بارے میں ۲۶ اقوال نقل کئے ہیں۔ان روایات میں کوثر کی تفسیر کثرت اولاد وہ بھی حضرت زہراء سے پھیلنے والی اولاد بتایا ہے، شانئک سے مراد عاص بن وائل اور بنی امیہ اور صنادید قریش ہیں۔ آیات وکلمات قرآنی پر توجہ دینے، مادہ وصیغہ اور معنی پر دقت کرنے اور سیاق وسباق آیات کا خیال رکھنے والے اگر ان تفاسیر پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا عام لوگ تو چھوڑیں خواص جو تفسیر قرآن سے لگاؤ رکھنے والے قرآن قرآن کہنے والے کس حد تک قرآن کریم سے اجنبی اور نامحرم ہیں اور قرآن سے سوتیلی ماں جیسا ناروا سلوک رکھتے ہیں یعنی کتب نحو وصرف پڑھتے ہیں بلاغت پڑھتے ہیں حدیث پڑھتے ہیں ان میں کلمہ کلمہ پر بحث کرتے ہیں ترکیب نحوی کا پاس رکھتے ہیں، خاص کر ان درسگاہوں میں درس دینے والے کہتے ہیں مؤلف نے یہ کلمہ کیوں استعمال کیا لیکن جب نوبت تفسیر قرآن کو پہنچتی ہے تو یہ سنت بھول جاتی ہے صفحہ ذہن سے مٹ جاتی ہے آخر کیا وجہ ہے۔سورہ شعراء کی ۲۲۴ پر کیسے شعراء مومنین کو مستثنٰی کہہ کر گذر جاتے ہیں۔اسی طرح سورۃ کوثر میں جلدی سے نقل اقوال کر کے گزر جاتے ہیں۔یہاں بھی دونوں بزرگان نے خاص کر عقائد کہن پر تنقید کرنے والے برقعی نے کیسے نماز کشید کی ہے؟ سورۃ کوثر میں کلمہ ’’فصل‘‘ کلمہ ’’نحر‘‘ کے اصل معنی لغوی کو یکسرہ نظر انداز کر کے اجنبی و غیر مربوط معانی کو مفسرین سے نقل روایات پر اکتفاء کیا ہے یہاں کوثر کے معنی اصلی کیا ہیں؟ ’صلی‘‘ کا معنی کیا ہے؟ ’نحر‘‘ کا معنی کیا ہے بیان نہیں کرتے ہیں۔ہر کلمہ عربی کا ایک معنی اور دوسرا اس کا مصداق ہوتا ہے، معنی کے مصادیق کتب وجوہ نظائر میں ذکر ہوتے ہیں۔مطالب کو کلمات کے اندر سے نکالنے کے تین طریقے ہیں۔

۱۔معنی مطابقت یعنی اس لفظ سے جو معنی نکلتا ہے۔

۲۔معنیٰ جز کلمہ لیتے ہیں۔

۳۔لوازم قریبی یا بعیدی لیتے ہیں جو عام طور پر فصاحت و بلاغت والے

بولتے ہیں۔

یہاں کوثر عربی قواعد کے لحاظ سے صیغہ مبالغہ ہے مادہ کثُر سے یعنی بہت کثیر کو کہتے ہیں، لیکن آغائے سید مصطفیٰ حسینی جیسے علوم عربی پر تسلط رکھنے والے نے کلمۃ ''کوثر'' کے مادہ اور صیغہ کو کتاب لغت سے دیکھنے کے بجائے مفسرین کی قیل وقال سے معنیٰ بیان کیے ہیں۔'' **فصل لربک** ''یعنی نماز عید ہے، لیکن میں یہ حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایک انسان عالم دہر، غواص اوقیانوس علم کرسکتا ہے، کثیر علوم وفنون کا نابغہ زمانی ہوسکتا ہے لیکن فرقوں کی دلدل میں بیٹھ کر یا عبا وقباء پہن کر کسی شق عقائدی وتاریخی یا حکم شرعی پر شرف تحقیق کا تمغہ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔مثال کے طور پر میرے استاد بزرگوار مؤلف موقر الفرقان فی تفسیر القرآن کا شعار یہ تھا ''**الاصل هو القرآن كلما يخالف القرآن فهو زخرف** '' لیکن انہوں نے خمس وحدیث کساء اور متعہ جیسے متصادم ومتعارضِ قرآن اعمال کو بغیر تردد کے ترسیل مرسلات سے ثابت کیا ہے جس طرح ان سے پہلے ان کے استاد بزرگ صاحب المیز ان نے جتنی آیات امیر المومنین کی امامت کی منصوصیت کے بارے میں علامہ حلی نے پیش کیں سب پر ''**ان قلت قلت** '' کا انبار لگا کر بے ربط کو بے حرج قرار دیا ہے۔آغائے برقعی اور آغائے مصطفیٰ حسینی شیعہ غلات مردہ کے خلاف ہوگئے لیکن غالیوں کی تفاسیر بالرائے قرآن کو چھوا تک نہیں۔وانحر سے مراد تکبیر میں ہاتھ اٹھانا جبکہ بعض کے نزدیک دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے اس سے پتہ چلتا ہے ہاتھ باندھنا بھی جعلی ہے، اسی طرح ہاتھ اٹھانا بھی جعلی ہے جبکہ آپ نے فصل سے مراد صلوۃ عید لیا ہے وانحر سے مراد قربانی ہونے والا جانور لیا ہے، **تو دوسری آیت پہلی اور تیسری سے بے ربط ہو جائیگی** ۔اعجاز قرآنی پر کتاب لکھنے والوں نے اعجاز قرآن، نظم آیات وکلمات بتایا ہے۔ان کا کہنا ہے پورے قرآن کی آیات ایک دوسرے سے مربوط ومنظّم ہیں، پھر کہا ہے ایک سورۃ دوسرے سورۃ سے مربوط ہے، پھر کہا ہے ایک آیت دوسری آیت سے مربوط ہے اس کی روشنی میں جب ہم سورۃ

کوثر میں دیکھتے ہیں یہ سورۃ تین آیات پر مشتمل ہے لہٰذا یہاں ان تین آیات میں نظم واضح نظر آنا چاہیئے جبکہ مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے یہ دعویٰ حقیقت نہیں رکھتا کہ اس چھوٹی سورہ میں تین آیات ایک دوسرے سے غیر مربوط ہیں''الکوثر'' ''فصل'' وانحر'' الابتر'' کا آپس میں کیا ربط ہے، کیا کثرت کی نوعیت آخری آیت سے ملتی ہے جہاں فرمایا'' ان شانئک ھو الابتر ''مفسرین کہتے ہیں محمدؐ کے فرزند کے فوت ہونے پر مشرکین نے خوشی کا اظہار کیا کہ محمدؐ بے اولاد دنیا سے جائیں گے ان کا نام مٹ جائے گا، اللہ نے مشرکین کی دل شکنی کے لئے یہ سورۃ نازل کی، اس سورۃ کا کونسا جملہ دل شکنی مشرکین ہے؟ محمدؐ کا نام ختم نہیں ہوگا محمدؐ کو اللہ نے بہت دیا ہے جس کے پاس بہت ہے وہ ختم نہیں ہوتا جہاں اللہ نے جس چیز کو کثیر کہا ہے وہ بے نہایت ہوگا وہ غیر محدود ہوگا وہ ختم نہیں ہوگا، یہاں آخری آیت سے پہلی آیت کے کلمہ ''الکوثر'' کے معنی خود بخود نکلتے ہیں یعنی دشمن محمدؐ رفتہ رفتہ ختم ہورہے ہیں محمدؐ پر ایمان لانے والے ہر آئے دن بڑھتے رہینگے، لیکن آپ نے اس کو جنت کہا ہے، زہراء کی نسل کہا ہے، لیکن آپ کی اولاد سے، فساق فجار، فسادی اور ملحدین کثیر تعداد میں ہیں کیا یہ نام محمدؐ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں؟ اس سے دشمن محمدؐ کیسے ابتر ہوں گے؟ اس نحر کا کیا فائدہ کہ مشرکین جنہوں نے نبی کریم کو ابتر کہا ہے وہ جنت میں نہیں پہنچیں گے تو ان کو پتہ نہیں ہوگا کہ محمدؐ کو جنت ملی ہے یا نہیں۔ مشرکین یہ بھی کہہ سکتے ہیں آپ کو'' جنت نوش جان'' اور دنیا ہمارے لئے چھوڑیں۔

''وانحر'' کا معنی اونٹ نحر کرنا کیا ہے، 'نحر' کا معنی لغت میں ذبح اونٹ نہیں آیا ہے، اونٹ ذبح کرنا ایک مصداق نحر ہے، یہاں بھی مفسرین نے حسب عادت مفسرین سابقین سے لیا ہے، گویا تفسیر متقدمین رسالۃ عملیہ تفسیر ہے جس میں زندہ شرط نہیں۔

نماز عید اور اونٹ نحر کریں تو دشمن کا ریشہ ختم ہونا یقینی ہے؟ سورۃ کوثر کا نزول

ابتدائی دور بعثت میں ہوا ہے اس وقت سے ۹ ہجری تک کم سے کم سترہ اٹھارہ سال رسول اللہ ؐ نے اونٹ نحر نہیں کیا تھا۔ آپ بتائیں اگر رسول اللہ ؐ کو اونٹ نحر کرنے کا حکم ہوا ہے تو اس وقت سے اب تک کم سے کم ۸۰ فیصد حجاج گوسفند و بکرا ذبح کرتے ہیں کیا گوسفند بکرا بیل ذبح کرنا صحیح ہوگا؟ کیونکہ رسول اللہ کو اونٹ نحر کرنے کا حکم ہوا ہے۔

دوسرا کلمہ نحر ہے کتاب العین فراحدی متوفی ۱۵۰ھ ص ۹۴۵ ”نحر اذا تشاح القوم علیٰ امر“، قوم کسی چیز میں جھگڑا کرے تو کہتے ہیں ”انتحروا و تناحروا . وهٰذه الدار تنحر تلک الدار اذا استقبلتها“ یہ گھر اس گھر کے مقابلے میں ہے ”واذا انتصب الانسان فی صلاته فنهد جبیه“ تو کہتے ہیں قد نحر یعنی وہ کھڑا ہوگیا ”انحر ابدنه“ اور کہتے ہیں. یوم نحر یوم اضحیٰ کو کہتے ہیں ”والنحر: ذبحک البعیر بطعنه فی النحر، النحر حیث یبدء الحلقوم من اعلیٰ اصدر“

انحر عمدة الحفاظ جلد ۴ ص ۱۷۲ ”قطع الشیء المنحور“ کسی چیز کے کاٹنے کو کہتے ہیں ” اصله من نحرت ، ای اصبت نحره ،نحو را ای اصبت رقبته“ انحر ” من الآدمی موضع القلائدہ“ جہاں گردن بند لگاتے ہیں اس جگہ کو کہتے ہیں ”الحاذق بشیء العالم به “ کسی چیز میں دقت و باریک بینی رکھنے والے عالم کو کہتے ہیں۔ ”وانتحروا علیٰ کذا ، تقاتلوا ، تشبیها بنحر“

معجم مقاییس اللغہ احمد بن فارس المتوفی سنہ ۳۹۵ھ جلد ۲ ص ۵۴۶ ”ن، حاء، را“ کلمة واحدة یتفرع منها کلمات الباب ، تین حروف سے مرکب اس کلمے کے بہت سی معانی ہیں ”النحر للانسان“ انسان اور غیر انسان کے لئے ہوتا ہے جس کی جمع نحور آتی ہے ” والناحران “عرقان فی صدر الفرس“ گھوڑے کے سینے میں دو رگوں کو کہتے ہیں ” وانتحروا علی شیء : تشاحو علیه حرسا کان کل واحد منهم یرید نحر صاحبه “ کسی چیز

پر جھگڑا دو بدو ہو جائے ہر ایک دوسرے کی گردن دبا کر مارنا چاہے وہاں بولتے ہیں ،تناحرا مہینے کے آخری دن کو بھی کہتے ہیں یعنی دوسرا مہینہ آنے والا ہے ''نحریر '' ''بمعنی عالم یعنی علم نحرہ نحرا '' جو علم سے جہل کو قتل کرے۔ یہ تھے نحر کے معانی جو کتب لغات قدیم میں آئے ہیں۔ قرآن ایک کتاب معجزہ ہے علماء کی بحث ہے کہ اس میں اعجاز ہے، کس چیز میں اعجاز ہے قرآن کو ایک مافوق انسان کتاب تسلیم کر چکے تھے وہاں یہ بحث نہیں چلی تھی کہ قرآن کس چیز میں معجزہ ہے، یہ چوتھی صدی سے شروع ہوا جب مشکک در دین معتزلہ وجود میں آئے وہاں سے بحث شروع ہوئی قرآن معجزہ ہے۔ قرآن میں جو اعجاز ہے وہ نظام آیات میں ہے سورہ فاتحہ سے لیکر الناس تک ایک دوسرے سے مربوط و منظّم کتاب ہے بعض نے کہا ہے ایک سورہ دوسرے سورے سے مربوط ہے بعض نے کہا ہے ایک آیت دوسری آیت سے مربوط ہے۔ سورہ کوثر کی تین آیات ہیں تو ان تینوں میں ہر آیت دوسری سے غیر مربوط کیوں ہے تو اس کو کیا کہیں گے ان تین آیات میں ایک دوسرے سے ربط کا پتہ کہاں سے چلے گا۔ ہمارے پاس تین چیزیں ہیں ان میں آیات میں ربط کو پتہ کرنے کے لئے لغت سے کلمات کے معانی بیان کرتے ہیں، تفاسیر مفسرین ہیں جنھوں نے یہ معنی بیان کیے ہیں، کوثر سے مراد جنت کی نہریں ہیں، نسل فاطمہ ہے، صلی سے مراد نماز عید ہے، یا نماز میں ہاتھ باندھنا ہے یا نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا ہے، نحر قربانی کرنا ہے، آیات کا سیاق وسباق ہے پہلی آیت میں عطائے کوثر ہے، دوسری آیت میں نماز عید اور قربانی ہے، تیسری آیت میں دشمن کی نابودی کا ذکر ہے، کوئی نابغہ آجائے، فقیہ آجائے، فلسفی آجائے، نحوی و صرفی آجائے یا کوئی متجدد روشن خیال آجائے بتائیں ان آیات کا ربط کس طرح سمجھیں۔

میری نظر میں صرف قرآن کریم اور سنت عملی رسول اللہ حجت ہیں۔ ہمارا معاشرہ غیر متزلزل اصول تقلید پر قائم ہے لہٰذا ہم آپ کی سنت جدلی پر چلتے ہوئے

آراء فقہاء سے شروع کرتے ہیں۔
بعض نے کہا ہے کوثر سے مراد آپکی ذریہ ہے لیکن جتنی ذریہ جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، ان کی اکثریت کافرین کی معاون، تارک الصلوٰۃ والصوم، شراب خور، سیکولر وملحد ہیں وہ تو محمدؐ کا نام نہیں لیتے ہیں، بعض نے کہا اصحاب مراد ہے اصحاب تو دنیا سے چلے گئے ہیں ان کا سلسلہ دوسری صدی میں ختم ہو گیا تھا، جو دین محمدؐ سے جان چھڑانے، حجاب ونماز وروزہ چھوڑنے اور جھنڈا گھوڑا پکڑنے کو دین دار ہونے کی نشانی سمجھتے ہیں، دیار اسلام چھوڑ کر یورپ امریکہ جانے والے ہیں، جوامت کفر والحاد کے اندر رہتی ہوانکی خدمت کرتی ہواس پر خوش ہو تو ''**شانئک ھو الابتر** '' کا مصداق کیسے ہوگی۔ اللہ نے محمدؐ کو قرآن دیا ہے جب تک قرآن رہے گا محمدؐ کا نام رہے گا، محمدؐ کو جو دیا وہ دین اسلام ہے ''**ان الدین عنداللہ الاسلام** '' جو نبوت محمدؐ ہے یہ وہ کثیر ہے جو قیامت تک رہے گا۔ محمدؐ سے دشمنی کرنے والوں میں سے ایک عمرو عاص کا باپ تھا جس نے یہ جملہ کہا تھا، لیکن عمرو عاص جب مصر کے والی بنے، امام جماعت بنے وہ نماز میں کیا کہتے تھے ''**اشھدان محمد رسول اللہ** ''۔ ابوسفیان کو کہنا پڑا تھا ''**اشھدان محمدرسول اللہ** '' یہاں کس کا نام بلند ہوا، نام محمدؐ بلند ہوا لیکن ان کا نام لینے سے قرآن کا نام لینے نبوت محمدؐ کا نام لینے اور اسلام کا نام لینے سے جنہیں الرجی ہے وہ بے معنی مطالب پر زور دیتے ہیں۔
۲۔ ''فصل'' سے آپ نے نماز اخذ کی ہے، صلوٰۃ لغت عرب میں دو مادہ سے آیا ہے ایک مادہ ''صل'' سے جلانے کے معنیٰ ہیں جیسا کہ ان آیات میں ہے نساء ۱۰، ۳۰، ۵۶، ۱۱۵۔ مریم ۷۰۔ ابراہیم ۲۹۔ بنی اسرائیل ۱۸۔ نمل ۷۔ دوسرا مادہ دعا کیلئے آیا ہے لیکن آپ نے نماز کہاں سے لی ہے؟ برادر گرامی اس کو کہتے ہیں تفسیر بالرائے جس کے آپ خلاف ہیں۔
۳۔ جو معنیٰ مفسرین نے کیے ہیں جسے آپ نے بلا تردد انتخاب کیا ہے یہ

انتخاب ان ذوات کے علم وزہد وتقویٰ، کثرت مقلدین یا شہرت کی وجہ سے انتخاب کیا ہے تو تینوں احتمال حجت ہونے سے قاصر ہیں۔

۴۔نماز پنجگانہ مشہور ہے لیکن عید کی نماز مخصوص ہے اس کا تعین کس نے کیا جواب معلوم نہیں ہے، فلاں چیز کی ابتداء کس نے کی اور کیوں کی جواب جدلی ہونا چاہئے۔نماز سے مراد عید کی نماز کیسے ہوگی، نیز عطاء کوثر اور نماز عید میں کونسا ربط ہے؟

قرآن کریم کی تفسیر میں روایات ساختگی کا ایک مظہر جلی سورۃ کوثر ہے اس سلسلہ میں تفسیر درالمنثو رجلد۸صفحہ۶۴۶ ،تفسیر نورالثقلین جلد۵صفحہ۶۸۰، میں کتاب ثواب مجمع البحرین کتاب خصال ، معانی الاخبار، روزہ کافی تفسیر علی ابن ابراہیم کتاب احتجاج طبرسی ،ثواب اعمال شیخ صدوق، کتاب مناقب ابن شہر آشوب، مجمع البیان، عوالی الائی میں روایات متعدد مختلف آئی ہیں۔

جناب ناقد مہربان اشتر بھائی کلمہ فصل میں ''فاء'' حرف عطف ہے علماءنحو نے کہا ہے ''فاء'' عطف بلا وقفہ فوراً کیلئے آتا ہے،یعنی کوثر آپ کو مل گیا تو فوراً صلاۃ پڑھیں۔

فصل فا،صاد،لام۔ف'' حرف عطف ہے ''صاد'' ''لام'' ''واؤ'' کا یہ کلمہ اس بارے میں کتاب العین تألیف خلیل احمد فراحیدی ناشرا دار احیائے تراث عربی ص ۵۲۸ پر لکھتے ہیں صلوتین حروف سے مرکب ہے اس کی جمع صلوات آتا ہے، ہر چو پائے اورانسان کی کمر کی ہڈی کو صلا کہتے ہیں، جب کوئی عورت بچہ جنتی ہے اور وہ ان سے جدا ہوتا ہے تو ''صلا'' کہتے ہیں ''**واذا أتی الفرس علی اثر الفرس السابق مصلیا** ''اگر کوئی گھوڑا سوار اپنے سے پہلے گھوڑے کے پیچھے آئے تو کہتے ہیں ''**صلیٰ وجاء مصلیا**'' کیونکہ وہ اپنے سے پہلے گھوڑے کے پیچھے کے ہوتا ہے:'' **وصلوات الیھود** '' یہود کے کنائس کو کہتے ہیں،اس کی واحد صلاۃ ہے ''**و صلوات الرسول للمسلمین ،دعالھم و ذکرھم**'' اور جب رسولؐ

اللہ مسلمانوں کے لئے صلوات کہتے ہیں تو ان کے لئے دعا ہے اور ان کا ذکر ہے۔
و صلوات الله على انبيائه و الصالحين من خلقه : حسن ثنائه عليهم و حسن ذكره لهم" اللہ کی رحمت اور انبیاء کی حسن ثناء یعنی اچھے طریقے سے یاد کرنا ہے" **و صلاة الناس على الميت** "اس کو صلاۃ میت کہتے ہیں یعنی دعاء برائے میت ہے، صلاۃ ملائکہ استغفار ہے، ان جگہوں پر صلاۃ کے تین معنی بنتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے انبیاء پر صلوات دعا نہیں بلکہ یہ نزول رحمت ہے، لوگوں کی پیغمبرؐ پر صلاۃ دعا ہے بلندی درجات کے لئے۔ جیسے تذکرہ کیا دوسری "اصل" مادہ صلی جلانے کے معنی میں آتا ہے "**صليت الشاة، يعنى، شويتها**" چنانچہ قرآن کریم میں سورہ نساء آیت ۴ سورہ مریم آیت ۷۰ میں سورہ صافّات آیت ۱۶۳ نمل آیت ۷ میں بمعنی جلانا، کباب کرنا، کے معنی میں آیا ہے جب کہ صلو کا ایک معنی دعا ہے عرب جاہل طلوع اسلام سے پہلے دعا کرتے تھے لیکن نماز کا ان کو پتہ نہیں تھا وہ نہیں جانتے تھے نماز کیا ہوتی ہے۔ صلاۃ کا معنی لغت میں دعا ہے جبکہ ارکان مخصوصہ کے لئے استعمال کریں گے تو وہاں نئے معنی کے لئے قرینہ چاہئے جہاں جہاں لفظ سے نئے معنی لیتے ہیں وہاں قرینہ لگانا پڑتا ہے، چنانچہ جب پہلی دفعہ نماز واجب ہوئی تو نبی کریم نے فرمایا "**صلو کما رایتمونی اصلي**" جس طرح میں پڑھتا ہوں اس طرح پڑھیں۔ جیسا کہ سورہ قارعہ میں "کلمہ قرعہ" ہے لغت میں کھٹکھٹانے کو کہتے ہیں اللہ نے قارعہ سے قسم کھائی ہے تو نئے معنی لئے ہیں، اللہ نے متوجہ کیا ہماری قارعہ سے مراد یہ ہے" **وما ادراک ما القارعه**" یا "**الحاقة ما الحاقة**" عید کی نماز غیر مانوس ہے تو یہاں دو قرینہ درکار ہیں، قرآن کریم میں صلوۃ بمعنی ارکان مخصوصہ ان آیات میں آیا ہے سورہ ماعون آیت ۵، ۴ سورہ مریم آیت ۵۹ سورہ مدثّر آیت ۴۳ سورہ قیامت آیت ۳۱ سورہ مؤمنون آیت ۲ سورہ معارج آیت ۳۴۔

اشتر حسین کو مخالفین برقعی کی طرف سے شاباش:۔

جن جعلی وخود ساختہ روایات کو مسترد کرنے کی وجہ سے برقعی معتوب زمان منفور حوزات و زندان نشین ہوئے انہوں نے اپنے اس عمل سے روایات پرست لوگوں کو ناراض کیا تھا لیکن آپ نے ویسے ہی خود ساختہ روایات کی حمایت کر کے برقعی کو قصوروار ٹھہرا کر اچھا کیا۔ آپ نے، عید کی نماز، عید کی تکبیرات، عید کا فطرانہ، قربانی کی کھالیں، ان سب اعمال کو وسائل اور مستدرک جیسی کتابوں سے نکال کر اس کو صحیح و معتبر و موثق گردانا تو ہم پریشان تھے، ان مکثرین کے نقادوں کے اعتراضات کا کیا جواب دیں گے جن کے متعلق آپ نے فرمایا ''اصل دین انہی مکثرین سے زندہ ہے'' آپ نے کبھی ان کو روایات دکھائیں اور کبھی پرویز دکھایا اور کبھی کہا اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو دین ہی نہیں رہے گا سب سے اہم نکتہ جو آپ نے اٹھایا کہ ان چیزوں کو رد کرنے کیلئے ٹھوس دلائل چاہییں، یہ آپ کا ایک نیا ابتکاری طریقہ کار نہیں بلکہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک دلائل و براہین سے فاقد و عاری افراد کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ آپ نہ ہونے کی دلیل دیں جبکہ دلائل دینے مدعی پر عائد ہوتے ہیں، منکر کو کوئی دلیل دینی نہیں ہوتی، آپ نے دعویٰ کیا ہے عید ہے اس کے لئے آپ کو چاہیئے معتبر مستند دلیل پیش کریں یہ آپ کی ظرافت ہے۔ الحمدللہ ہمیں کوئی پریشانی نہیں آپ کے ساتھ چلیں گے کیونکہ میرے ہاتھ میں کوثر رسول کریمؐ ہے اس کے ہوتے ہوئے مجھے کبھی پریشانی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ دین اسلام دین خاتم ہونے اور محمدؐ کے نبی ہونے کی بھی دلیل قرآن ہے جو ہر امتی کے ہاتھ میں ہوتا ہے چاہے وہ معمولی صلاحیت ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔

قرآن کریم میں اس کے بارے میں سب سے زیادہ جس آیت کو اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ دین صرف اللہ کا ہے اس میں کسی کی بھی شرکت نہیں ہے حتیٰ اس میں خود محمدؐ کی بھی ذرّہ برابر شرکت نہیں ہے آپؐ کی حیثیت بھی مبلغ کی ہے۔ سورہ حاقہ آیت ۴۵ میں آیا ہے اگر ہمارے نبی کوئی بات اپنی طرف سے اضافہ کر کے ہماری

طرف نسبت دیں گے تو ہم ان کی رگ گردن کاٹ دیں گے لیکن امت کے مبلغین نے دین میں کتنا اضافہ کیا ہے اللہ نے ان کی رگ گردن اب تک نہیں کاٹی ہے شاید میدان محشر کیلئے رکھا ہوگا اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں دو کتابوں کی مثال پیش کرتے ہیں کتاب نہج البلاغہ تالیف شریف رضی ہے اس میں موجود خطبات کتب کلمات قصار سب مرسلات ہیں جس طرح احتجاج طبرسی میں بہت سے کلمات امیر المومنین قرآن سے متصادم ہیں یہ اضافہ کس نے کیا معلوم نہیں۔ دوسری کتاب صحیفہ سجادیہ منسوب بہ امام زین العابدین ہے، یہ دعائیں زید بن علی کے بیٹے نے امام صادق سے نقل کی ہیں۔ آغا خوئی نے ان کے بارے میں خدشہ ظاہر کیا ہے کہ یہ دعائیں بارھویں صدی میں صاحب وسائل الشیعہ نے جمع کی ہیں پھر مزید محدث نوری نے، پھر محسن الامین نے اضافہ کیا پھر حسن ابطحی نے بہت کچھ اضافہ کیا۔

۱۔ آپ سے سوال ہے آیا یہ دین بلا شرکت غیر اللہ کے دین ہے یا اللہ اور محمدؐ کے بعد آئمہ ملا کے مشترکہ دین ہے۔

۲۔ اگر اللہ اور حضرت محمدؐ کا مشترکہ دین ہے تو یہ اشتراک برابر کے حق پر ہے یا اللہ کا حصہ زیادہ محمدؐ کا تھوڑا کم ہے۔ یا آج کی صورت حال کو دیکھا جائے تو محمدؐ کا زیادہ اور اللہ کا کم ہے بلکہ سارا ہی محمدؐ کا ہے اور اللہ بے دخل ہے۔

۳۔ آپ نے غیر شعوری طور پر ان لوگوں کی بات کو ٹھونسا ہے جنہوں نے کل دین حدیث کو بنایا ہے۔

۴۔ چوتھی صورت میں قرآن وسنت دونوں نہیں ہیں، صرف اہل بیت ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے ہم قرآن اہل بیت سے لیتے ہیں، ایسی صورت میں کل دین اہل بیت کا ہی ہوگا، معاف کیجئے زیادہ نہیں کل کا کل دین اہل بیت کا ہے، کیوں کہ آپ ساری احادیث کتب اربعہ سے لیتے ہیں اور کتب اربعہ میں پیغمبرؐ کی حدیث نہیں بلکہ صرف اہل بیت کی احادیث ہیں، یہاں آپ نے قرآن اور سنت عملی دونوں کو بے دخل کیا ہے۔ برائے نام اللہ اور رسولؐ کا ذکر کرتے ہیں اصل میں آپ

کے پاس سب کچھ اہل بیت کا ہے۔آپ ہمیں یہ واضح کریں آیا دین صرف اہلبیت ہیں،تو گویا یہ ذوات خود اللہ ہیں یا اللہ نے دین کو خود ان کو تفویض کیا ہے۔

۵۔کیا پیغمبرؐ دین کے مبلغ یا اس میں کبھی کبھی پیغمبرؐ کا بھی حصہ ہوتا ہے،پیغمبرؐ کا حصہ زیادہ ہو یا کم ہو فرض کرو آپ کے نزدیک عید کی نماز،فطرہ،بکرہ عید کی حد تک تو نبی کریمؐ کو بھی دین میں داخل کرنے کا حق حاصل ہے تو سوال یہ ہے پیغمبرؐ کو یہ حق کس نے دیا ہے،عقل نے دیا ہے یا کسی آیت میں آیا ہے؟ یہ بات آپ کو واضح کرنا ہوگی۔اگر یہ سارے حق پیغمبرؐ کو حاصل ہیں تو ان آیات کا کیا کریں گے جن میں اللہ نے پیغمبرؐ سے باز پرس کی ہے آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟۔

اعیاد فقہاء کی نظر میں:۔

فقہائے اسلام کا قرآن سے انحراف اور بے بنیاد احادیث سے استناد کا ایک مصداق جلی عید اضحیٰ وفطر کا اختراع ہے قرآن کریم اور سنت عملی نبی کریمؐ میں حج کے بارے میں جو قربانی کا ذکر ہے وہ مکہ اور منیٰ سے مربوط ہے ارکان حج سے متعلق ہے انہوں نے اس کو مکے سے باہر والوں پر لاگو کیا ہے دلیل قرآن وسنت محمدؐ سے نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے دو چیزوں سے اسناد کیا ہے ایک انھوں نے کہا ہے قربانی سنت ابراھیم ہے اگر قربانی سنت ابراھیم ہے تو اس پر رسول اللہ کو عمل کرنا چاہئے تھا آپ پر ایمان لانے والے اصحاب کو عمل کرنا چاہئے تھا جب کہ پیغمبرؐ کی تیرہ سالہ مکے کی اور دس سالہ مدینے کی زندگی میں آپؐ نے قربانی کی ہو اس کا ذکر نہیں ملتا ہے سوائے خود پیغمبرؐ سے منسوب اس روایت کے کہ آپؐ نے دو بکرے جن کے سینگ اچھے ہونے کا ذکر کیا ہے، یہ سینگ کا ذکر سینگ کی تعریف اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت جعلی ہے آیات محکمات نہ ہونے کے بعد آیات متشابہ سے استناد کیا گیا ہے یہ بدعت سب سے زیادہ خطرناک اور زیاں آور ثابت ہوئی ہے۔ دوسرا کلمہ عید ہے ذی الحجہ کے مہینے میں مشرکین مختلف ''اسواق'' یعنی میلے منعقد کرتے تھے چونکہ اطراف واکناف سے لوگ حج کو آتے تھے تو اس میں زیادہ

لوگوں کو رغبت دلانے کے لئے یا دعوت دینے کے لئے انہوں نے اس کو ایک تجارتی موسمی میلہ بنایا تھا جہاں ہر چیز ان کو میسر آتی تھی تو خوشیاں مناتے، گانے گاتے اور مشاعرہ کرتے تھے چونکہ مشرکین کے پاس اس کے علاوہ کرنے کو اور کچھ نہیں تھا جب قرآن نازل ہوا تو قرآن نے ان کی بدعتوں پر پابندی لگائی قرآن نے مشاعرہ اور لہویات ولغویات اور گانوں کی بجائے اللہ کے ذکر کی دعوت دی ہے ذکر اللہ ایسے کریں جس سے اللہ یاد آجائے جبکہ مشرکین اللہ سے منصرف اور دور کرنے والے کام کرتے تھے۔

لہٰذا اسلام نے ان سے باز رکھا۔ عید کے جو مظاہر چل رہے ہیں وہ سب آیات قرآن سے متصادم ہیں لہٰذا قرآن آنے کے بعد یہ مظاہر اسواق وعکاظ ختم ہوئے یہاں تک کہ دور عباسی میں دوبارہ زندہ کئے گئے ہیں، دور عباسی میں جو عید شروع ہوئی وہ عید مجوس تھی عباسیوں نے اہل فارس کو خوش کرنے کے لئے عید کا اعلان کیا جو مسلمانوں کے گلے پڑا ہے اس وقت سے ابھی تک فقہاء نے سنت ابراہیمی نہیں سنت جاہلیت عرب اور سنت مجوسِ فارس کو سنت اسلام کے نام سے زندہ رکھا ہوا ہے اگر یہ قرآن سے متصادم نہیں ہے تو دلیل آیات محکمات اور سنت قطعیہ سے پیش کریں، لکھ کے نشر کریں ہم فقیہ نہیں ہیں فتویٰ نہیں دیتے لیکن چیلنج کرتا ہوں آیئے مناظرہ مکاتبی کرتے ہیں۔

کتاب اختلاف الائمہ العلماء، تالیف محمد ابن ہبیرۃ الشیبانی، صفحہ ١٦٠ پر آیا ہے، صلاۃ عید پر اتفاق ہے یہ عمل مشروع ہے، بعض کہتے ہیں مشروع نہیں، انہوں نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا ہے نماز جمعہ کی شرائط کے تحت واجب ہے، پھر ایک فتویٰ میں کہا مستحب ہے، مالکی وشافعی نے سنت قرار دیا ہے، احمد ابن حنبل نے واجب کفائی قرار دیا ہے، محسوس ہوتا ہے یہ فتاویٰ اسمبلیاں وجود میں آنے کے بعد دیئے گئے ہیں، زکوٰۃ فطرہ افراد مسلمین پر واجب ہے پھر کہا مستحب ہے، مالک، شافعی، احمد بن حنبل نے کہا جس انسان کے پاس عید والے

دن اور رات کا اپنے اہل وعیال کا خرچہ موجود ہو اس پر واجب ہے، ابو حنیفہ نے کہا واجب نہیں۔ قربانی کے حوالے سے پیغمبر ﷺ سے نقل کئے ہیں، کہ آپؐ نے اعلان کیا ہے یہ قربانی سب پر واجب ہے۔

۱۔ قربانی جوامت پر واجب ہے تو حضرات ابوبکر، عمر، عثمان کے قربانی کرنے کا ذکر کیوں نہیں آیا ہے، خاص کر عثمان ابن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف بہت مالدار تھے اگر یہ حضرات دس دس بیس بیس جانوروں کی قربانی کرتے تب بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ان کا ذکر کیوں نہیں آیا۔

۲۔ اہم واجبات قرآن میں ذکر ہوئے ہیں پیغمبر ﷺ حکم قرآن کے شارح ہیں، بیان کرنے والے ہیں قرآن کریم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے یہ جو سورۃ مبارکہ اعلیٰ کی آیت ''قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى'' سے استناد کیا ہے یہ استدلال متشابہ ہے۔

۳۔ حدیث میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں یہ فلسفہ قربانی سے ربط نہیں رکھتی ہیں کہ سارا اجر اس خون کا ہے جو زمین پر گرتا ہے۔ خون تو نجس ہے، خون کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے جس کی قیمت نہیں ہوتی ہے اس کا کوئی اجر نہیں ہوتا ہے۔ زمین اس خون کی محتاج نہیں ہے، اگر خون کی فضیلت ہے تو دیگر فضلات کی کیوں نہیں؟ جانوروں کے خون سے سیراب کرنے میں کوئی فضیلت نہیں فضیلت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔

۴۔ ذبیحہ کی صفت بیان کی گئی ہیں کہ اس کے سینگ اچھے تھے، یہ بچوں کے پسند کی بات ہے، جو پیغمبر ﷺ کی شان سے مناسب نہیں گویا نبی کریمؐ مویشی میلے میں شرکت کرتے تھے، آپ نے انتخاب کرنا ہے قربانی جو مکہ میں حجاج کرتے ہیں وہ اصل ہے یا جو شہروں میں کرتے ہیں وہ اصل ہے، ان میں اصل اور فرع کی تشخیص کس اصول کے تحت کریں گے۔ اگر دوسرے شہروں میں ہونا بنیادی ہے اور مکہ شاخ ہے تو شاخ کے بارے میں تو آیت تکرار سے آئی ہے، لیکن مکہ کے بعد

دوسرے شہروں میں جو ہوتی ہے اس کے بارے میں کیوں آیت نہیں آئی اگر بنیاد مکہ ہے تو شاخ باہر ہے تو پیغمبر ﷺ جو دس سال مدینہ میں رہے وہاں قربانی کرنے کا صرف ایک دفع کا ذکر آیا ہے وہ بھی اپنی سند و متن دونوں میں مخدوش ہے۔

نماز عید کے بارے میں وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۱۹ پر حدیث نمبر ۹۷۳۹ سے ۹۹۱۳ تک احادیث ہیں یہ ۱۷۴ احادیث ہیں قارئین، صاحب عقل و خرد ہیں خود انصاف کریں ایک موضوع پر ۱۷۴ روایات ہونا کتنی اہمیت کی بات ہوگی اسلام میں وہ کونسا موضوع ہے جس پر اتنی روایات موجود ہوں یہ ان غلات کی مرسلات ہیں اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں اتنی روایات ہوتے ہوئے کیوں کہتے ہیں نماز عید واجب نہیں یا امام اگر حاضر ہیں تو واجب ہے یہ لوگ اس مقولے پر پورا اترتے ہیں جھوٹ اتنا بولو کہ کسی کو جھوٹ کہنے کی جرأت نہ ہو، انہوں نے متعہ پر اتنی روایات جمع کی ہیں پھر بھی علماء متعہ کے بارے میں شرما کر سر نیچے رکھتے ہیں۔

رویت ہلال:۔

رویت ہلال رمضان، آغائے خوئی کے موسوعہ شرح عروۃ الوثقیٰ جلد ۲۲ ص ۶۰ پر لکھا ہے آیۃ کریمہ سے ثابت ہے اس مہینہ کے وجود واقعی سے روزہ واجب ہو جاتا ہے لہٰذا ضروری ہے علمی طریقے سے یہ ثابت ہو کہ یہ مہینہ شروع ہو چکا ہے، اس کے لئے خود شخص مکلّف دیکھے یا خبر عام ہو کہ گزشتہ مہینے کے ۳۰ دن پورے ہو چکے ہیں۔

کہتے ہیں زمین چونکہ کروی ہے اس لئے زمین کا نصف جو ہمیشہ سورج کے مقابل میں ہوتا ہے وہ نہار ہوتا ہے جبکہ دوسرا حصہ جس پر سورج کی روشنی نہیں لگتی وہ لیل ہوتا ہے۔ یہ دونوں حصے ہمیشہ حرکت و انتقال میں رہتے ہیں چونکہ سورج حرکت میں ہے یا زمین خود حرکت میں ہے، یہاں سے طلوع و غروب ہوتا ہے نصف لیل و نہار ہوتے ہیں۔ چاند سورج کے مقابل سے روشنائی دیتا ہے اس میں زمین کا کوئی کردار نہیں ہوتا کیونکہ چاند بذات خود ایک تاریک جرم ہے اس کی روشنی

سورج سے ماخوذ ہے اس کا نصف حصہ ہمیشہ نورانی ہوتا ہے دوسرا حصہ تاریک ہوتا ہے لیکن نورانی حصہ ہمیں ہمیشہ دکھائی نہیں دیتا ہے کبھی کم اور کبھی زیادہ دکھائی دیتا ہے، جب وہ مشرق سے نکلتا ہے تو کم دکھائی دیتا ہے کتاب موسوعہ شرح عروۃ الوثقیٰ ص ۱۱۷۔

فقہ شیعہ۔

کتاب عروۃ الوثقیٰ تالیف سید کاظم یزدی۔ صلوٰۃ عیدین کے بارے میں لکھتے ہیں نماز عید فطر و اضحیٰ زمان حضور امام میں واجب ہیں اگر شرائط پوری ہوں یعنی جمعہ کی جو شرائط ہیں یہ جماعت اور فرادیٰ ہوسکتی ہے جبکہ امام خمینی نے ''تحریر الوسیلہ'' میں جماعت سے پڑھنے سے منع کیا ہے۔ مستند فی شرح العروۃ الوثقیٰ ج ۱۹ ص ۳۰۸۔

۱۔ آغائے خوئی نے عیدین کی نماز کی سند کے بارے میں آیت ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ (اعلی۔۱۴) قربانی کیلیے سورۃ کوثر کی ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانحر﴾ سے استناد کیا۔ زمان غیبت امام میں مستحب ہے کسی نے بھی غیبت میں وجوب کی بات نہیں کی ہے۔

ملاحظات، مشوشات:۔

۱۔ آیت اللہ خوئی نے نماز عیدین کے سلسلے میں فقدان دلیل کا اشارہ کیا ہے۔

۲۔ اجماع کوئی چیز نہیں جس سے اساس شریعت ثابت کی جائے۔

۳۔ فصل سے عیدین کی نماز کا استدلال لغو اور بے جا ہے چونکہ دونوں میں فصل کا معنی صلوٰۃ ہونا اول مدعیٰ ہے چہ جائیکہ ایک خاص نماز کی دلیل بنیں یہ جملہ متشابہ ہے، آیت محکم کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے لیکن وہ واجب کی اساس نہیں بن سکتا ہے۔ اسی طرح ''والنحر'' کا اصلی معنی نحر اونٹ نہیں ''نحر اونٹ'' ایک مصداق نحر ہے۔

۴۔ عید کا امام زمانہ کے دور میں واجب ہونا اور بعد میں مستحب ہونا اس میں

کوئی منطق نہیں اس کی مثال نہیں کہ کوئی چیز پیغمبرؐ کے دور میں واجب ہو اور بعد میں مستحب ہو۔ حضور امام میں اگر شرائط پوری ہوں یعنی ماموین پانچ ہو تو کیا یہ تصور بھی ممکن ہے کہ امام پانچ صحابی بھی جمع نہ کر سکیں اس سے بد بو آتی ہے یہ اختراعی بات ہے کیونکہ کسی تاریخ میں نہیں کہ کسی امام نے نماز عید پڑھی ہو۔

۵۔ چاروں فقہاء کا اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں جعل کا دخل ہے، اصل کردار حنفیوں اور ان کے پیروان جعفریوں کا ہے۔ دین کو متزلزل، اوپر نیچے کرنے بدعات، سہولیات اور آسائشوں کے احکام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد ریزہ خواران نے دور عباسی میں وضع کیئے ہیں۔

فقہ اہل السنّت :۔

کتاب موسوعہ فقہیہ کویتیہ جلد ۳۱ ص ۱۱۴ پر لکھتے ہیں فقہاء صلوٰۃ عید کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں مالکیہ اور شافعیہ کا کہنا ہے یہ سنت مؤکدہ ہے۔ حنفیہ کا کہنا ہے واجب ہے۔ لیکن اگر واجب یا مستحب ہوتی تو پیغمبرؐ کبھی اس کو نہیں چھوڑتے؟ حنبلیوں نے کہا فرض کفائی ہے ایک پڑھے تو دوسروں کیلئے کافی ہے، یہ بتائیں عینی اور کفائی میں کیا معیار و کسوٹی ہے۔ ص ۱۱۷ پر لکھتے ہیں عید کے دن ایک دوسرے کو ملنے جائیں، ام المومنین عائشہ سے مروی ہے پیغمبرؐ میرے پاس آئے میرے پاس دو کنیزیں جنگ بغاث کے اشعار پڑھ رہی تھیں، پیغمبرؐ منہ موڑ کے فرش پر لیٹ گئے، ابا بکر آگئے مجھے ڈانٹا کہا یہ شیطان کی آواز ہے تو پیغمبرؐ نے فرمایا ان کو چھوڑو۔ دوسری روایت میں جو ہشام نے نقل کی ہے اس میں آیا ہے یا ابا بکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے ہماری بھی عید ہونی چاہیے، یہ روایت حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ لیکن اس روایت میں آیا ہے نبی کریمؐ ناراض ہو کے لیٹ گئے تھے۔

۱۔ آپ کے مجامع روایات میں روایات ضعیف بہت زیادہ اور صحیح بہت کم ہیں، حقیقت کے تناظر میں روایات کو دیکھیں۔

۲۔ روایات سے بطور استقلال احکام شریعت ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ

شریعت صرف اللہ کی ہے رسولؐ اللہ شارع شریعت ہیں نہ کہ شریک شریعت۔اگر اس حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ، پرویزی دکھا کر نہ ڈرائیں۔

۳۔پیغمبرؐ ام المومنین عائشہ کے پاس آئے لیکن عید کی مبارک بادی نہیں دی۔

۴۔بستر پر جا کر لیٹے، منہ موڑ کے بیٹھے،اس کا مطلب پیغمبرؐ کم ازکم اس عمل سے خوش نہیں بلکہ ناراض ہوگئے تھے۔

۵۔ابا بکر ابن ابی قحافہ نے آ کے کہا یہ کیا غلط کام کر رہی ہیں، کیوں شیطانی کام کر رہی ہیں یعنی ابا بکر اس کو کار شیطانی سمجھ رہے تھے۔

۶۔پیغمبرؐ نے ابا بکر کو منع کیا ہے چونکہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے یہ روایت ابتداء سے انتہاء تک افتراء در افتراء ہے اولاً ام المومنین پر، ثم علیٰ رسولؐ اللہ ہے۔آیا دین اسلام دین خالص من اللہ ہے "**یا من اللہ و من الاقوام**" ہے؟

(الف) ہر قوم کی ایک عید نہیں ہوتی ہے بلکہ بہت سی قوموں کی عید ہی نہیں ہوتی ہے۔

(ب) اہل مدینہ کی عید نہیں ہوتی تھی اسی لئے ابوبکر نے ان کو ڈانٹا، کیا انہیں پتہ نہیں تھا کہ آج عید ہے۔

(ج) آیا نبی کریمؐ قوموں سے مقابلہ کی خاطر دین میں کوئی نئی چیز اختر ع کر سکتے ہیں؟

(د) قرآن نے لہویات ولغویات سے منع کیا ہے یہ اعیاد لہویات ولغویات کا مصداق جلی ہیں ان دونوں کے بارے میں کتب فقہ سے حاصل فتویٰ واسناد سے واضح ہے کہ یہ تنہا فرسودہ وغلط وخرافاتی نہیں ہیں بلکہ سوچ سمجھ کر عمداً اساس اسلام کے ساتھ مزاحمت ومقابلہ کے لئے جعل کی گئی ہیں۔دین اسلام کی اساس قرآن ہے۔

ہمارے ملک عزیز پاکستان میں ۹۸٪ مسلمانوں کا کہنا ہے پاکستان اسلام کے لئے وجود میں آیا تھا، چاہے آپ کہیں اسلام کے لئے وجود میں آیا تھا یا مسلمانوں کیلئے وجود میں آیا تھا دونوں کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے، سیکولر اور منافق صفات والوں کا یہ کہنا ہے قائدین اولین کا نظریہ بھی گاندھی جی کا نظریہ تھا کیونکہ وہ سیاست دان تھے لیکن ہم تابع محمدؐ بن عبد اللہ ہیں چاہے ہم اقلیت میں ہیں یا اکثریت میں ہمیں اپنی تمام تر وسعت وگنجائش کے مطابق راستے سے گذرتے ہوئے دین اسلام کے لئے ہر چیز قربان کرنی ہے ہمیں تو مغرب اور مسیحیوں سے ہدایات نہیں لینی ہے ہم حقیقی جمہوریت کے تقاضوں کے تحت ۹۸ فیصد مسلمانوں کی امیدوں کے تناظر میں ان کے ارادوں کے مطابق حکومت چاہتے۔ سیاستدانوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا نہ ان کے قول وفعل میں مطابقت ہوتی ہے، ہمیں مسلمانوں کے راستے سے خرافات وانحرافات کو جھاڑو کرنا ہے، دیکھنا ہے جو اعیاد اسلامی کے نام سے تہوار مناتے ہیں ان میں اسلام ہے یا نہیں یقیناً اس کا جواب نہیں میں ہے۔ ان ۷۲ سالوں میں یہ عیدین طبیعی خوشحالی سے ہٹ کر مصنوعی وخود ساختہ اور گھڑی ہوئی خوشی وحزن سے مخلوط ہیں، جھوٹ وافتراء کے ذرائع اور طریقہ کار سے اجر و ثواب کی ترغیب دے کر یا ڈرا دھمکا کر توازن واعتدال سے باہر خوشی ہیں۔ دیکھیں کون خوش ہوتا ہے کس چیز سے خوش ہوتا ہے، خوشی کب مناتے ہیں، خوشی خود ہوتی ہے یا کسی کے کہنے پر مناتے ہیں۔ یکم رمضان کو انسانِ مسلمان کو کیا ملتا ہے جس سے وہ خوش ہو جائے بچے تو روزہ نہیں رکھتے وہ کیوں زیادہ خوشی مناتے ہیں۔ سرکار کے روزہ خواران کیوں خوشی مناتے ہیں۔ اداکاران متجاہران کیوں خوشی مناتے ہیں۔ یہ سوالات عید منانے اور چلانے والوں سے کریں۔ عام طور پر خوشی اس وقت ہوتی ہے جب انسان کو کوئی چیز غیر متوقع یا توقع سے زیادہ ملے۔ کسی کا بچہ نہ ہوا ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو خوشی ہوتی ہے۔ اگر ایک دو سال میں دوسرا ہو جائے تو پہلے جیسی خوشی نہیں ہوتی۔ جس سال زیادہ فصل ہو تو

خوشی ہوتی ہے اگر سال ہائے گزشتہ جیسی ہو تو زیادہ خوشی نہیں ہوتی۔ ملک میں نچلا طبقہ عید سے خوش نہیں ہوتا کیونکہ انہیں استطاعت سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے جس کا انہیں کوئی مثبت نتیجہ یا فائدہ نظر نہیں آتا۔ متوسط طبقہ پریشان بھی نہیں خوش بھی نہیں ہوتا ہے۔ عید پر جن کو اضافی تنخواہ ملتی ہے وہ خوش ہوتے ہیں، اہل پاکستان کے لئے درپیش اصل ناسور دہشت گردی ہے اور دہشت گردی مولود فرقہ واریت ہے اور فرقہ واریت کی حیات اعیاد و ماتم ہے۔

ناقد ناصح کی درست نشاندہی پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔ روایات کو بغیر کسی اصول کے مسترد نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن اور سنت دونوں حجت ہیں لیکن نقد میں جو ملاوٹ آپ نے کی ہے وہ بھی درست نہیں۔ آپکا یہ جملہ کافی تھا کہ "پھر تو پرویزیوں کی بات ثابت ہوگی" لیکن یہ بات غلط ہے آپ پرویزی دکھا کر ضعیف روایات نہ ٹھونسیں، جس طرح بغیر کسی کسوٹی کے رد کرنا درست نہیں اسی طرح بغیر تحقیق اور بغیر سند وصحت روایات مروی غلاۃ نقل از وسائل شیعہ، کافی و بحار کے حوالے دیکر فتویٰ لگانا بھی درست نہیں۔ آپ کو کم سے کم آغائے مصطفیٰ الحسینی سے سوال کرنا چاہیئے تھا کہ حضور عید کی نماز پر بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں آپ اس بارے میں اصل روایت بھی سامنے لائیں۔ آپ کو اس بارے میں وارد روایات کتب از شیعہ وسائل پر عمل کرنے سے پہلے ان حقائق کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ فقہاء عظام نے انتہائی اہتمام کے ساتھ یہ عید منائی ہے، نماز عید پڑھائی ہے، عید پر فطرانے بھی وصول کرتے ہیں۔ انہوں نے اس عید کے بارے میں کیا فتاویٰ دیئے ہیں؟

عیدین دین و شریعت سے مذاق اور مسخرہ کیلئے فقہاء نے گھڑی ہیں ان کے مذاق و مسخرہ کا منہ بولتا ثبوت آیات متشابہات غیر مربوط سے جعل کردہ دلائل ہیں، اگر ان کے فتاویٰ کا جائزہ لیا جائے تو ابتکارات، اختراعات اور اجتہادات کا مجموعہ ہیں، اس کی ایک مثال نبی کریمؐ کے تعین کردہ میقات کو توڑ کر گھروں کو میقات بنانا

ہے۔

برادر قادح باسل آپ کو حصول روایات اور قبول روایات کی کسوٹی پیش کرتے ہیں ملاحظہ کریں۔ کسی موضوع پر روایت زیادہ ہونا کافی نہیں بلکہ ہر روایت کو روایات کے اصول روات شناسی سے گزارنا ضروری ہے۔ ہم یہاں بقدر ضرورت مسلمات وضروریات روایت شناسی کے اہم نکات جو علماء نے قوائد علم حدیث میں بیان کئے ہیں پیش کرتے ہیں۔ سنت عملی رسولؐ جو چودہ سوسال کی مسافت زمانی اور ہزاروں مسافات مکانی سے گزرتی ہوئی ہم تک پہنچی ہے، ان کو علماء حدیث نے خبر کہا ہے، تمام موضوعات میں جو اخبار کتب روایت میں درج ہیں ایک موضوع پر کئی روایات ہیں فرض کریں ہمارا حالیہ موضوع عید ہے۔

الف:۔ اگر عید کے بارے میں بہت زیادہ روایات آئی ہیں جیسا کہ وسائل شیعہ اور مستدرک میں آئی ہیں جہاں روایات متواتر ہوں وہاں اختلاف نہیں ہوتا جبکہ فقہاء کے اندر اس بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

ب:۔ روایات متواتر کی حد سے نیچے ہیں تو علماء حدیث اس کو احاد کہتے ہیں گرچہ پانچ دس ہی کیوں نہ ہوں وہ احاد میں شمار ہوتی ہیں، احادیث احاد یا روایات احاد، یعنی ایک گواہ کو کہتے ہیں، ایک گواہ سے عدالتوں میں کوئی حقیر چیز بھی ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ حکم شرعی ثابت ہوجائے۔ روایات احاد سے حکم شرعی ثابت کرنا مختصات حدیثی واخباری ہے، جو ان کی دین سے خیانت کی دلیل ہے چنانچہ اورنگ زیب نے فتاویٰ عالمگیری میں روایات ضعیفہ سے فتاویٰ دینے کی اجازت دی تھی، جبکہ حکم شرعی بغیر دلیل قطعی جازم ثابت نہیں ہوتا۔

الف:۔ روایت صحیح ب:۔ روایت حسن۔ کہتے ہیں ان دونوں پر عمل کر سکتے ہیں،

ج:۔ روایت ضعیف:۔ اس پر عمل درست نہیں ہے۔

روایت مستند اس روایت کو کہتے ہیں بطور مثال صحیح بخاری، صحیح مسلم جو تیسری چوتھی صدی میں لکھی گئی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب دس راویوں کے تسلسل شفاہی یا

نقل از نسخہ مجوزہ سے رسول اللہ تک اس کو روایت مستند کہتے ہے، اما یہ روایت صحیح ہے یا نہیں تو اس کی شرائط اور ہیں اگر راوی نے رسول اللہ سے سننے کا دعویٰ نہیں کیا تو اس کو مرسل کہتے ہیں روایات مرسلات مردود ہیں اس کو قبول کرنے کی کوئی منطق نہیں اس میں بیان حکم میں قابل قبول نہیں ہوتی ہیں۔

عید کے بارے میں روایات خبر ہیں:۔

خبر بذات خود احتمال صدق وکذب میں برابر ہوتی ہے بغیر تحقیق ایک طرف کو لینا درست نہیں ۔مجامع روائی میں جمع روایات کی ارزش کتاب ''فدک وما ادراک مالفدک'' سے رجوع کریں، معاشرے میں وہ صادق وامین سمجھا جاتا ہے جسے کم از کم تین چار شریف آدمی سچا کہیں یا جیسے ایک طرف سے ایک راوی ہے تو دوسری طرف سے تین راوی ہیں تو تین راویوں والی خبر قبول تصور ہوتی ہے، روایات کی تعداد کی راوی کے حوالے سے چند قسمیں بتائی گئی ہیں ، روایات متواتر جن کی مقبولیت پر سب کا اتفاق ہو، دوسرا طریقہ ''قاچاقچی'' سمگلنگ والا ہے، طباعت کے بعد کتاب نشر ہوتی ہے اور متاع تجاری بننے کے بعد قاچاقچی میں آتی ہے۔ اٹھارہویں صدی میں مصر میں بولاک پریس آنے کے بعد کتب دینی بازار میں متاع خرید وفروخت بن گئی تھیں یہاں سے انکا سابقہ اعتماد مشکوک بن گیا تھا۔

روایت متواتر بخاری ومسلم یا کافی میں منقول روایت اپنی سند میں رسول اللہ تک تمام طبقات میں کثیر تعداد میں ہو تو وہ حجت ہے، روایت غیر متواتر چار پانچ چھ کتابوں میں کیوں نہ ہو آحاد ہی سمجھی جاتی ہے۔آپ عید کی نماز اور فطرہ کو اٹھا کر باقی تمام خلاف قرآن وسنت رسول مراسم کو نظر انداز کر کے چشم پوشی گوش پوشی کرتے ہیں، اگر یہ عیدین آپ کے مراسم دینی ہیں تو آپ کو ان میں شامل تمام خرافات کو روکنا چاہیئے ۔آپ کو عرض کیا تھا عید اگر مظاہر اجتماعی ہے تو مظاہر اجتماعی کا تقاضا ہوتا ہے کہ سب شاہد ہوتے ہیں۔جیسے چاند دیکھنے میں شدید اختلاف ہوتا ہے آیا چاند دیکھا ہے یا نہیں کہتے ہیں ہمیں ان پر اعتماد نہیں یا سب جانتے ہیں۔اس میں

کتنا اختلاف ہوتا ہے، سوائے ۱۴۳۹ھ، ۱۴۳۸ھ میں عید منانے پر اتفاق ہوا لیکن اس کے علاوہ کوئی مثال نہیں کہ چاند کا نظر آنا سب کے لیئے ہوتا ہے۔

امام خمینی کے بعد جب مرجعیت آغائے گلپائیگانی کے گھر نزول افروز ہوگئی تو ۲۹ رمضان کے حساب سے ایک دن پہلے عید کے لئے اعلان کرنے کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے خانۂ رہبر اور خانۂ مرجع میں رسہ کشی چلی اور رات گیارہ بجے کے بعد رصدگاہ رہبر نے عید کو موخر کیا لیکن رصدگاہ مرجعیت نے موقع غنیمت سمجھ کر اپنا اقتدار چمکانے کے لئے تجدید نظر کیا، مدیر و مدبر کل نے اسے خلاف حکمت قرار دے کر چاند نظر آنے کا فوراً اعلان کیا اور کہا کل عید ہوگی وہ بھی پہلے سے ہٹ کر پوری دنیا میں ایک عید کا اعلان فرمایا بلکہ امریکا وافریقا تک شاید پوری دنیا نے روزہ کھول کر آپ کی مرجعیت عالمی پر مہر ثبت کی بقول مرحوم رفسنجانی اس کو کہتے ہیں طاقت وقدرت مرجعیت بیچارہ امریکا کیا جانے مرجعیت کی کیا طاقت وقدرت ہے۔ یہاں سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کثرت مراجع کے کیا فوائد وعوائد ہوتے ہیں۔ اس نام نہاد عید فطر نے پوری امت مسلمہ کو ہر سال سیخ وکباب کیا۔

وسائل الشیعہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۴ پر قربانی کے حوالے سے حدیث نمبر ۱۸۹۷۶ سے لے کر ۱۹۰۰۴ تک ہیں اس طرح قربانی کے حوالے سے ۱۲۸ احادیث ہیں اس کے باوجود ایران، عراق میں قربانی نہیں ہوتی، مجتہدین کو اس پر فتویٰ دینے میں کیا حرج ہے معلوم ہوتا ہے یہ روایات کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کے لیے گھاس کے تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی ہیں۔

☆ وجوبِ قربانی:۔ کتاب ضعیف السنن ابی داؤد تالیف ناصرالدین البانی صفحہ ۲۷۲، حدیث نمبر ۵۹۵-۲۷۸۹ ھارون ابن عبداللہ نے عبداللہ بن یزید سے، انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے عیاش بن عباس قتبانی سے، انہوں نے عیسیٰ بن ہلال صدفی سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر و عاص سے، اور انہوں نے پیغمبرؐ سے نقل کیا آپ نے فرمایا عید کیلئے قربانی کریں اللہ نے اس کو اس امت کیلئے عید

بنایا ہے۔ شخص نے پوچھا اگر مجھے مذکر نہ ملے تو مادہ کو ذبح کروں تو پیغمبرؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے بال کاٹو، ناخن کاٹو، مونچھیں کاٹو، اور ران کے بال اتارو، یہ تمھاری اللہ کے نزدیک قربانی ہوگی، یہ حدیث مشکوٰۃ کی ۱۴۷۹ سے نقل ہے اور ضعیف ہے جامع الصغیر ۱۲۶۵ میں ہے ضعیف ہے۔

☆ **قربانی میں ضعیف چیزیں:۔** حدیث نمبر ۵۹۷-۲۷۹۵ ابراھیم نے موسیٰ رازی سے، انہوں نے عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے ابی عیاش سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا پیغمبرؐ نے قربانی کے دن دو خوبصورت سینگوں والے، اور خصی جانوروں کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی ''**انی وجهت وجهی للذی فطر االسماوات و الارض علی ملة ابراهيم حنيفاً وما انا من المشركين ان صلاتی و نسكی و محياى ومماتی لله رب العالمين ، لا شريک له و بذلک امرت وانا من المسلمين، اللهم منک ولک عن محمد و امتة، باسم الله، والله اكبر**'' پھر ذبح کیا یہ مشکوٰۃ کی حدیث نمبر ۱۴۶۱ ہے ضعیف ہے سنن ماجہ ۶۶۹ / ۳۱۲۱ ہے ضعیف ہے۔

☆ **قربانی کے جانور کی عمر:۔** حدیث نمبر ۵۹۸/ ۲۷۹۷ احمد ابن شعیب حرانی نے زھیر ابن معاویہ سے، انہوں نے ابی زبیر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا قربانی بہت عمر رسیدہ جانور کی کریں اگر گنجائش نہ ہو تو جو بھی ہو اس کو ذبح کریں یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆ **قربانی میں مکروہ قربانیاں:۔** حدیث نمبر ۵۹۹/ ۲۸۰۳ ابراھیم بن موسیٰ رازی سے، انہوں نے علی بن بحر بری سے، انہوں نے عیسیٰ سے، انہوں نے ثور سے، انہوں نے ابو حمید رعینی سے، انہوں نے یزید ذومصر سے نقل کیا میں عتبہ بن سلمٰی کے پاس آیا اس سے پوچھا یا ابا الولید، میں قربانی کی تلاش میں نکلا تو کوئی بھی پسند کی نہیں ملی تو آپ کیا فرماتے ہیں تو انہوں نے کہا کسی کو بھی کیوں نہیں لائے تو

میں نے کہا سبحان اللہ کیا آپ کیلئے یہ جائز ہے میری طرف سے تو جائز نہیں ہے تو انہوں نے کہا تم کو شک ہے اور مجھے شک نہیں ہے، جس کا سینگ کٹا ہوا ہو، جس کی آنکھ نکلی ہوئی ہو، بہت کمزور ہو، کوئی چیز ٹوٹی ہو۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆ **حدیث نمبر ۶۰۰-۲۸۰۴:۔** عبداللہ بن محمد نفیلی نے زھیر سے، انہوں نے اسحاق سے، انہوں نے شریح بن نعمان سے کہ وہ سچے آدمی تھے انہوں نے علی سے نقل کیا رسول اللہؐ نے فرمایا انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ آنکھ اور کان کا خیال رکھیں یعنی معیوب حیوان ذبح نہ کریں۔ جس کے کان میں سوراخ کیا ہو، خرقا جس کا کان کٹا ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ سب ضعیف ہیں۔

☆ **حدیث نمبر ۶۰۱-۲۸۰۵۔** مسلم نے ابراھیم سے، انہوں نے عیسیٰ بن ابی عبداللہ دستوائی سے، انہوں نے ھشام بن، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے جری بن کلب سے، انہوں نے علی سے نقل کیا عضباء ذبح کرنا منع کیا گیا ہے یہ حدیث مشکوٰۃ کی ۱۴۶۴ ہے اور ضعیف ہے۔

سنن ابی ماجہ میں بھی ضعیف ہے ۶۷۸/۳۱۴۵، سنن ترمذی میں ۲۵۹/۱۵۵۶ سے بھی ضعیف ہے۔

☆ **عید کے بارے میں:۔** کتاب ضعیف السنن ابی داؤد صفحہ ۱۱۱ حدیث نمبر ۲۴۶-۱۱۵۲ ابوتوبہ ربیع بن نافع نے سلیمان سے، انہوں نے ابن حیان سے، انہوں نے ابی یعلی الطائفی سے، انہوں نے عمر ابن شعیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا رسول اللہؐ نے فرمایا فطر میں پہلے تکبیر فرماتے تھے پہلی رکعت میں، پھر قرأت کرتے تھے پھر تکبیر کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے پھر چار تکبیر کیں پھر قرأت کی پھر رکوع کیا اس میں تکبیر کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے چار کہا ہے اور بعض نے پانچ کہا ہے بعض نے سات کہا ہے عید کی نماز اگر پہلے دن نہ پڑھی تو پھر دوسرے دن پڑھیں۔

☆ **حدیث نمبر ۲۴۷-۱۱۵۸۔** حمزہ بن نصیر نے ابن ابی مریم سے، انہوں نے

ابراھیم بن سوید سے، انہوں نے انیس ابن ابی یحییٰ سے، انہوں نے اسحاق بن سالم مولی سے، انہوں نے نوفل بن ابی عدی سے، انہوں نے بکر بن مبشر انصاری سے نقل کیا ہے میں اصحاب کے ساتھ عید الفطر اور عید قربان کی نماز کیلئے جارہا تھا تو بطحان کے راستے سے جارہا، تاکہ مصلی رسول اللہؐ کے پاس پہنچوں اور وہاں سے عید کی نماز کے بعد واپس گھر جاؤں۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆مسجد میں عید کی نماز پڑھنا:- حدیث نمبر ۲۵۷ (۲۴۸-۱۱۶۰) ہشام بن عمار نے ولید سے، انہوں نے ربیع بن سلیمان سے، انہوں نے عبداللہ بن یوسف سے، انہوں نے ولید بن مسلم سے، انہوں نے ایک مرد قروی سے جسکا نام ربیع تھا انہوں نے عیسیٰ بن عبدالاعلی بن ابی فروہ سے، انہوں نے یحیٰ عبیداللہ تیمی سے، انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا عید کے دن بارش آئی تو پیغمبرؐ نے نماز مسجد میں پڑھی یہ حدیث مشکوٰۃ نمبر ۱۴۴۸ ہے اور ضعیف ہے سنن ابی ماجہ ۲۷/۱۳۱۳ ہے اور ضعیف ہے۔

☆عید کی نماز:- کتاب صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۲۰ باب عیدین وتجمل فیہ۔ باب عیدین میں تزئین وتجمل: ۔ابو یمان نے شعیب سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا عمر نے استبرق کا ایک جبہ خریدا جو بازار میں فروخت ہورہا تھا اس کو پیغمبرؐ کے پاس لائے پیغمبرؐ سے فرمایا یا رسول اللہؐ! ایک صحابی اس کو خریدے اور عید کے دن اس کو پہنے تو پیغمبرؐ نے فرمایا یہ لباس ان کیلئے ہے جن کا حصہ آخرت میں نہیں ہے، عمر ایسے رہے اور انہوں نے نہیں پہنا پھر رسول اللہؐ نے ان کے پاس ایک جبہ لباس کا بھیجا اس کو عمر پیغمبرؐ کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا تھا یہ لباس ان لوگوں کیلئے ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور آپ نے یہ جبہ مجھے بھیجا ہے تو پیغمبرؐ نے فرمایا 'تبیعھا' اسکو فروخت کرواور اپنی حاجت کو اس سے نکالو۔

☆عید کے بارے میں روایت عائشہ: ۔ابن وھب نے عمرو سے، انہوں

نے عبدالرحمٰن بن اسدی سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہ سے نقل کیا پیغمبرؐ میرے پاس آئے، میرے پاس دو کنیزیں تھیں گانا گا رہی تھیں پیغمبرؐ بستر پر سوئے اور منہ موڑ لیا اس وقت ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹا ابوبکر نے کہا نبی کریم کے حضور یہ عمل شیطان کیوں۔

☆عید کے دن مسلمانوں کیلئے سنت:- حجاج نے شعبہ سے، انہوں نے زبید سے، انہوں نے کہا شعبی سے سنا انہوں نے برّا سے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہم آج کے دن کا آغاز نماز سے کریں گے جس کسی نے بھی یہ کام کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ ایک اور حدیث عبید بن اسماعیل نے ابی اسامہ سے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عائشہ سے نقل کیا ابوبکر ہمارے پاس آئے میرے پاس انصار کی دو کنزیں تھیں۔ جو ہمارے لئے گانا گاتی تھیں وہ گانے جو بعاث کے موقع پر انصار کی عورتیں گاتی تھیں لیکن خود گانا گانے والی نہیں تھیں کنیز نہیں تھی۔ ابوبکر نے کہا پیغمبرؐ کے گھر مضامِر شیطان گاتی ہو یہ عید کا دن تھا پیغمبرؐ نے فرمایا اے ابا بکر ہر قوم کیلئے عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔

☆عید کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھانا:- محمد بن عبدالرحیم نے سعید ابن سلیمان سے، انہوں نے ہشیم سے، انہوں نے عبیداللہ بن ابی بکر بن انس سے، انہوں نے انس سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عید کے دن صبح نہ کریں جب تک کوئی کھجور نہ کھائیں۔

مرجا بن رجاء نے عبیداللہ سے، انہوں نے انس سے اور انہوں نے نبیؐ سے نقل کیا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا وہ عید کرے تو ایک آدمی نے کہا جس دن انسان گوشت کھانا چاہتا ہے کہ گوشت کھائے اور اس کو ہمسایہ یاد آئے تو پیغمبرؐ نے فرمایا اس کو صدقہ دے دیں میرے پاس بھی ایک ران ہے میں دے دوں تو پیغمبرؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ جریر نے منصور سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے برّ ابن وازب سے نقل کیا اور انہوں نے کہا کہ پیغمبرؐ نے اضحیٰ کے

دن نماز کے بعد فرمایا کہ جو نماز پڑھے اور عبادت کرے تو اس کو صحیح طریقے سے کرے اور نماز سے پہلے قربانی کرے، قربانی نماز سے پہلے ہے میں نے اپنی قربانی کو نماز سے پہلے کیا، آج کھانے اور پینے کا دن ہے میں نے اپنے گھر میں گوسفند کو ذبح کیا اور نماز میں جانے سے پہلے کھایا۔

☆فطرہ کے بارے میں :- کتاب صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۶۱ فطرہ، صدقہ فطر فرض ہے ابو عالیہ نے عطاء سے، انہوں نے ابن سیرین سے کہا کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ یحیٰ بن محمد مسکن نے محمد ابن جھضم سے، انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے، انہوں نے عمر ابن نافع سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابن عمر سے کہا پیغمبرؐ نے زکوٰۃ فطرہ کھجور یا گندم قرار دیا چاہے وہ بندہ آزاد ہو یا غلام ، مذکر ہو یا مؤنث، چھوٹا ہو یا بڑا، مسلمان ہو اس کو نماز سے پہلے دینے کا حکم ہے صدقہ فطر تمام مسلمین پر واجب ہے۔ عبداللہ بن یوسف نے مالک سے، انہوں نے عمر سے نقل کیا پیغمبرؐ نے فرمایا زکوٰۃ فطرہ ایک صاع کھجور ہے یا ایک صاع گندم ہے یہ غلام، آزاد، مذکر مونث، مسلمین پر واجب ہے۔

سفیان نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں نے ابی سعید سے نقل کیا ہم جو کا ایک صاع صدقہ دیتے تھے، صدقہ فطر ایک صاع ہے، عبداللہ بن یوسف نے مالک سے، انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں نے ابی سرح العامری سے، انہوں نے ابا سعید خدری سے نقل کیا ہم زکوٰۃ فطرۃ ایک صاع طعام دیتے تھے یا گندم یا جھو ریا کشمش۔ احمد ابن یونس نے نافع سے اور انہوں نے پیغمبرؐ سے نقل کیا رسول اللہ نے زکوٰۃ فطرۃ تمر یا شعیر کو قرار دیا یہ دو مد گندم ہے یا کشمش۔

فطرہ:

یوسف قرضاوی کہتے ہیں یہ کلمہ عربی نہیں، عربی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ کلمہ کسی غیر عربی زبان سے بنا ہے۔ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے یہ لفظ مولدہ ہے۔

مولدہ وہ اصطلاحات ہیں جو بنی امیہ کے دور کے بعد استعمال میں آئی ہیں۔

۱۔یہی فطرہ کا کوئی معنی نہیں بنتا کیونکہ فطرہ اگر مادہ فطر سے ہے تو اسکا معنی شگاف ہے علماء نے کہا ہے یہ اصطلاح مولدہ ہے۔

۲۔اس سلسلہ میں قرضاوی صاحب لکھتے ہیں زکوٰۃ فطرہ سورہ بقرہ آیت ۱۱۰ سورہ نساء آیت ۷۷ سورہ نور آیت ۵۶ کے کلمہ زکوٰۃ سے استنباط ہے، لیکن اموال زکوٰۃ کے پیٹ سے فطرہ کیسے نکالا ہے، زکوٰۃ تو مال پر لاگو ہے لیکن فطرہ خاندان کے سرپرست پر لاگو ہے وہ افراد کی تعداد کے حساب سے نکلتا ہے۔ گھر میں روزہ دار اور غیر روزہ دار دونوں بھی ہو سکتے ہیں یہاں سے یہ تشویش لاحق ہوتی ہے کہ اسے روزہ مخالف جماعت نے روزہ داروں پر جرمانہ تو نہیں لگایا۔

۳۔اسلام میں زکوٰۃ واجب ہے اس پر علماء کا اختلاف نہیں اسی طرح نماز واجب ہے اس میں اختلاف نہیں جبکہ فطرہ کے بارے میں حنفیہ واجب سمجھتے ہیں مالکیہ اس کو مستحب سمجھتے ہیں۔

۴۔اندازہ ہوتا ہے رمضان کے بعد مالیت لاگو کرنا اور عید بے معنی محرمات سے بھری کا اعلان یہ کسی مسلمان کی اختراع نہیں ہوسکتا بلکہ روزے سے رہائی ملنے کی خوشی میں مفطرین نے لاگو کیا کہ تم نے کیوں روزہ رکھا ہے۔

۵۔اس کی حکمت میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا

''فرض رسول اللہ زکوٰۃ فطر طھرۃ لصائم من الغوی والرفث طعمہ للمساکین''۔ یہ حکمت کسی بھی حوالے سے صوم سے نہیں بنتی ہے جس طرح جسم مرغنہ پر پانی نہیں ٹکتا اس طرح دینی چیزیں حکمت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ دین کے لئے نص قرآن چاہیے احکام لاگو ہونے کیلئے محکم ثبوت چاہیے، حکمتیں اور احتمالات سے انسان اپنے اُوپر ذمہ داریاں قبول نہیں کرتے۔ ملک جب ضعیف وکمزور ہو جاتا ہے تو نالائق قیادت اقتدار پر آجاتی ہے، رفتہ رفتہ ملک طوائف الملوکیت میں بٹ جاتا ہے طوائف الملوکیت مملکت کی تقسیم کی تمہید ہوتی

ہے، جسے آج کل ہمارے ہاں اسے صوبائی خودمختاری کہتے ہیں جب طوائف الملوکیت ہوتی ہے تو ملک کا بجٹ اغیار کے اخراجات میں خرچ ہوتا ہے، چنانچہ ۹۵ ارب ڈالر کے مقروض مسلمان ملک کے وزراء سفراء کے اخراجات کو دیار کفر میں رقص و ناچ والوں پر نچھاور کرتے ہیں چنانچہ ملک میں سیکولروں کا راج ہونے کے بعد صوبوں کی ترقی اور غریب عوام کے معاشی مسائل کے حل کے لئے دیئے گئے بجٹ کو پی پی نے قبرستانوں اور مزارات کی تعمیرات میں خرچ کیا اور ایم کیو ایم نے شہریوں کو مارنے کیلئے خرچ کیا۔ اسی طرح شریعت اسلامی کے احیاء اور اسلام کی سربلندی کے لئے بنائے گئے بجٹ اسلام مخالف کاموں میں صرف ہوتے ہیں۔

اس وقت ہمارے ملک میں بے چارے عوام سے تین قسم کے ٹیکس لیتے ہیں:

۱۔ حکومتی ٹیکس لیتے ہیں اس کا صحیح مصرف کچھ ضرور ہے اگر چہ پورا نہیں ہے۔

۲۔ جو ٹیکس اسلام نے لگایا ہے وہ زکوٰۃ ہے اس وقت زکوٰۃ بھی سیکولروں کے ہاتھ میں جا رہی ہے جبکہ باقی ماندہ مدارس، اخوان صفاء کی درسگاہوں کے لئے خرچ ہوتا ہے۔

فرقوں کے ٹیکس:۔ جب سے فرقے وجود میں آئے ہیں انہوں نے قرآن وسنت عملی نبی کریمؐ سے باہر والی چیز اپنی طرف سے عائد کی ہے جو کسی بھی حوالے سے اسلام سے نہیں بنتی ہے۔

وجوب فطرہ اعراض از قرآن:۔

۲۰، ۳۰ سال سے فطرہ سیکولروں، ملحدوں، دہشت گردوں اور دین سے دو بدو جنگ لڑنے والوں کا بجٹ بنا ہوا ہے، جو چیز اسلام کی سربلندی مومنین کی حفظ آبرو کے لئے وضع ہو وہ کفر والحاد کی بالا دستی، مومنین کی تذلیل وتحقیر اور بعض مواقع پر مومن کشی میں صرف ہو رہا ہے اس فطرہ کی قرآن وسنت میں کیا حیثیت ہوگی چنانچہ خمس جس کے بارے میں کہا گیا ہے ترویج دین اور اعلاء کلمہ اسلام کی راہ میں صرف ہوتا ہے بعد میں اسے سرمایہ سازان جعلی مزارات فاسقین وفاجرین کے مفادات

میں صرف کرتے دیکھا گیا ہے۔ ہر روز کفر کا بول بالا اور دین والوں کا بول اسفل سیافلین ہوتے دیکھ کر اصل خمس کے وجود میں تحقیق کرنے کے بعد اس کی ساختگی پر تحقیق کر کے نفی عدمی پر پہنچے۔ اس طرح فطرہ بھی ایک پیوند نامناسب منصوب دیکھ کر تحقیق میں لگے۔ حال ہی میں جب یہ کتاب لکھنا شروع کی تو بحث زکوٰۃ چھڑی اس سلسلہ میں مصادر تلاش کرتے وقت فقہ زکوٰۃ، فقیہ معاصر دکتور یوسف قرضاوی کو اٹھایا تو اس کتاب کے ص ۶۱۶ پر زکوٰۃ فطرہ کا ذکر ہے لکھتے ہیں زکوٰۃ فطرہ کے وجوب کا سبب ماہ رمضان کا اختتام ہے، فطرہ کے معنی خلقت کے ہیں اور مال کا نکلنا روزوں کی قبولیت بننے کے لئے ہوا یہاں ان کا آپس میں کیا ربط ہے۔

ناقدان دانشمندان آپ لوگ کتنا پڑھے ہیں اور کس حد تک سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ولیاقت رکھتے ہیں مجھے اس بارے میں معلومات نہیں یقیناً آپ کا وقت ہم سے زیادہ حصول تعلیم میں گزرا ہوگا اسی طرح ہم سے زیادہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے، لیکن اسلام کو بطور نصاب نہ پڑھنے میں ہم دونوں یکساں ہیں، شاید ایک حوالے سے آپ عاقل و دانشور ہوں گے کیونکہ آپ نے انگریزی پڑھی ہے اس لیے دین و دنیا دونوں سے آگاہ ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی کا دین سے کوئی رشتہ نہیں ہے لہٰذا امور دین میں مداخلت کو بے جا سمجھ کر دین کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کسی عالم دین کے فتاویٰ پر بھروسہ کرنے اور تقلید کرنے کو بہتر راہ نجات سمجھتے ہونگے جبکہ ہم جیسے مدارس وحوزات میں داخلہ لینے والے بیوقوف عربی و فارسی اور صرف ونحو ہی کو اسلام سمجھ کر پڑھتے تھے، پڑھائی چھوڑنے کے بعد خود کو عالم دین سمجھ کر لوگوں کے امور دین و دنیا دونوں میں مداخلت کرتے رہے۔

برادر ناقد وقادح گرامی ملک میں امور زندگی سے متعلق انتظامیہ غلط کاریوں پر نقد وقدح کرنے والی اپوزیشن کیلئے بڑے مقام کے ساتھ کثیر رقم بھی دیتی ہے جس کی وجہ سے بعض دفعہ تو انتظامیہ اپوزیشن کو قابو کرنے کیلئے جائرانہ و جابرانہ و رویہ اختیار کرتی ہے، لیکن امور دینی سے متعلق خود ساختہ عقائد ورسومات کو ایک

جماعت بے مہار و بے لجام کی وجہ سے دین میں خرافات کی صورت حال مسیحیوں کی نیقہ کانفرنس منعقدہ ۳۲۵ء جیسی ہے جہاں خرافات کا تدارک کرنے والی کانفرنس کی انتظامیہ نے اختلافات کو ایک حد میں محدود کیا، تو اکثریت کے، کفری، شرکی اور الحادی نظریات کو اصول دین مسیح قرار دیا اہل توحید کے اقلیت میں ہونے کی وجہ سے توحید ناپید اور شرک بحال ہوگیا تھا، دین مسیح کو توحید سے نکال کر شرکیات و کفریات اور لغویات ولہویات کی دلدل میں آزادانہ سیاحت کیلئے چھوڑا۔ یہاں تک انہوں نے عبادات کے نام سے لغویات ولہویات کو فروغ دینے کا ماحول پیدا کیا۔ ان نام نہاد اعیاد مسلمین کا مظاہرہ اعیاد مسیحیوں سے مختلف نہیں، جب مجاہد ضد غلات مرحوم برقعی و مصطفیٰ حسینی اور طباطبائی اپنی اپنی تفسیر اور اپنے رسالہ عملیہ میں اعمال عید فطر بیان کریں گے، امام خمینی جیسی شخصیات نوروز مجوس کو عید سعید فرمائیں گے تو پھر لہویات ولغویات و اسرافیات بھی اعیاد اسلامی کہلائیں گی۔ ہماری عرائض وگزارشات ذمہ داران مملکت سے نہیں کیونکہ بے صداؤں کی صدا ''قصور وقلوع'' کے حضور تک نہیں پہنچتی ہے، ہماری حیثیت اس چیونٹی جیسی ہے جو اپنی جمعیت محقرہ ومکسرہ کو ایک ایسی طاقت وقدرت جبروتی کی آمد کی خبر دیتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قدرت سے یہاں سے گزر رہے تھے تم سب اپنی تحت زمین جھونپڑیوں میں چھپ جاؤ ورنہ ان کے پاؤں تلے دب کے صفحہ ہستی سے ناپید ہو جاؤ گی، ہم مسئولین ایوان بالا کو عنوان کرنے سے گریز کرتے ہوئے عامۃ المسلمین سے خطاب کر کے عرض کرتے ہیں۔

۱۔ اگر اس ملک کیلئے مستقبل قریب یا بعید میں ایسے ناگوار حالات کا تدارک کرنے والے مغز متفکر اس پاکستان کے خلاف بیرونی اور اندرونی خطرات سے آگاہی کے لئے کوئی پیشگوئی کرنے والے ملے ہیں۔

۲۔ کیا اس ملک میں دہشت ووحشت گردی کو کراہت اور نفرت سے دیکھنے والے ہیں؟

۳۔کیا اس ملک میں فرقوں سے ہٹ کر خالص اسلام عزیز کے داعی ہیں؟

۴۔کیا اس ملک میں ظالمانہ طریقے سے عوام الناس کو دبانے والوں کو ناپسند کرنے والے ہیں؟

۵۔اگر اس ملک میں شرافت کش، دین کش جراثیم کا خاتمہ چاہنے والے ہیں تو اس ملک میں دین کے نام سے فرقوں کے مراسم بیہودگی، مراسم اعیاد و ماتم مہلک الحرث والنسل، مہلک عقل و شرع، دیوانوں جیسی حرکات کرنے والوں، سالگرہ منانے کا سلسلہ ختم کرنے کا عزم کریں یا کم سے کم ان کی حوصلہ شکنی تو کریں۔

٦۔اگر یہ عیدیں عظمت وشوکت اسلام و مسلمین کے مظاہرہ کا دن ہوتیں تو سربراہان کفر والحاد مسلمانوں کو اپنے ممالک میں اس کی قطعاً اجازت نہ دیتے کیونکہ اسلام و مسلمین کی شان وعظمت کا مظاہرہ ان کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔

۷۔۵ شوال ۱۴۲۵ھ روزنامہ دنیا میں محمد خان ادریس نے عید کے موقعہ پر ملک میں وسیع پیمانہ پر لوٹ کھسوٹ کی شکایت کی ہے جس میں اشیاءِ خورد ونوش کی مہنگائی اور من مانی قیمتوں کی شکایت کی تھی، انہوں نے اس بڑے پیمانے پر ملک میں جاری پولیس کی عیدی مانگنے والی وارداتوں کی بھی شکایت کی تھی کیا یہ جرائم وموبقات اس ملک میں کوئی ہندو، مسیحی، بدھ مت یا بوذی کر رہے ہیں یا مسلمان کر رہے ہیں کیا عید کے موقعہ پر یہ ناروا سلوک اپنی جگہ جرم و جنایت کے علاوہ اس بات کی دلیل نہیں بنتی ہے کہ جن لوگوں نے لوٹ کھسوٹ کی ہے اُس پر عید منائی ہے جہاں وہ اربوں روپے فطرانہ کے نام سے عید کی ٹھکیداری وصول کرتے ہیں، زمین خون مانگتی ہے کے نام سے مولوی مدرسے کے لئے کھال کی خاطر لوگوں کی کھال اتارتے ہیں۔

ملک میں ہونے والی لوٹ کھسوٹ کے خلاف مولوی کبھی زبان نہیں کھولیں

گے کیونکہ وہ خود کسی نہ کسی نام اور بہانے سے عوام کو لوٹتے ہیں چنانچہ اپنے جرائم کو چھپانے کے لیے یہ دیگران کے جرائم پر بھی خاموش رہتے ہیں ۔گویا ان تمام اعیاد سے ملک وملت اور دین کو نا قابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔اتنے بڑے نقصان کا حساب تو ہونا چاہیئے یہ کیوں اور کس لئے کرتے ہیں؟ کس کیلئے کرتے ہیں؟ قرآن کریم تمام کے نزدیک ''وحی منزل'' کتاب ہے،اس میں اس عید کا ذکر نہیں بلکہ عیدین کے مظاہر کثیر آیات سے متصادم ہیں اگر سنت وسیرت عملی محمدؐ سے استناد کی بات کرتے ہیں تو سیرت وسنت عملی محمدؐ پر لکھی کتابوں میں آپؐ نے ایسی کوئی عید منائی ہو اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے نیز یہ اعیاد امت مسلمہ کو مالی وفکری نقصان کے علاوہ ٹکڑے ٹکڑے اور تتر بتر کئے ہوئے ہیں۔اس عید کی کوئی سند نہیں ہے علماء ودانشوران اور ارباب عقل وخرد کو سر گریبان میں ڈال کر سوچنا ہوگا ،آخر وہ یہ عید کیوں کرتے ہیں ہمیں اس کی وجہ معلوم ہونا چاہیئے ،بعض کے منہ سے غیر شعوری طور پر نکلتا ہے دوسرے ادیان بھی تو کرتے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں یعنی امت مسلمہ تابع قرآن و محمدؐ نہیں بلکہ وہ اتنے بڑے بڑے اجتماعات ونقصانات وخسارات اور ضائع اوقات برائے خوشنودی و پیروی یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔دن میں نماز میں کم از کم سترہ دفعہ ان سے برأت کا اعلان کرتے ہیں پھر ان کی پیروی میں اعیاد بھی کرتے ہیں،آپ اس تضاد کی کیا تفسیر کریں گے۔نصاریٰ نے اپنی اعیاد کی جو منطق بنائی ہے کیا مسلمان اس منطق کے تحت یہ اعیاد مناتے ہیں؟ کہتے ہیں عید تو دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں اگر ہم دوسروں کی بدعات کو اپنے دین کے نام سے کرتے ہیں تو یہ ہمارا دین نہیں ہوگا، دوسروں کے دینی مراسم کو اپنے ہاں رائج کرنے کی کیا منطق ہے۔

اشتر عن البرقعی والحسینی:۔

مسلمانوں کی دو ہی عید ہیں،معاف کیجیے آپ بھول گئے لیکن کیسے بھول گئے،

شیعہ ہوتے ہوئے غدیر کیسے بھول گئے ۔۱۳ رجب؟ ۳ شعبان کیسے بھول گئے؟ ۱۵ شعبان کیسے بھول گئے؟ ۱۷ ربیع الاول کیسے بھول گئے؟ بارہ آئمہ کی ولادت آئمہ و امام زادوں کے میلاد پھر سربراہوں کی سالگرہ؟ لیکن انسان کسی فعل کو انجام دینے سے پہلے اس کا تحلیل علمی کرتا ہے یہ کام کیوں کرتے ہیں اس کو فلسفی کہتے ہیں مثلاً آپ پانی پیتے ہیں آپ سے اگر کوئی پوچھے پانی کیوں پیتے ہیں کھانا کیوں کھاتے ہیں اس کی وضاحت میں آپ ایک ادھ گھنٹہ دس منٹ گفتگو کرتے ہیں، یہاں آپ سے سوال ہے آپ دو عید مناتے ہیں آپ اس کی تحلیل کریں ان دو دنوں میں کیا ہوا جس کی بنیاد پر آپ خوشی مناتے ہیں؟ آپ سے اگر کوئی غیر مسلم پوچھے آپ کس بات پر خوشی مناتے ہیں انسان مسلمان کسی بھی فعل کے انجام پر تین میں سے ایک جواب دیتے ہیں ایک جواب طبیعی دیتے ہیں جس سے آپ کا سائل خاموش ہو جاتا ہے کیونکہ طبیعت رکھتا ہے دوسرا جواب عقلی دیتے ہیں اگر آپ کا مخاطب عاقل ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے تیسرا جواب شرعی دیا جاتا ہے ہم مسلمان ہیں ہم نے حکم کی اطاعت کرنی ہے بطور مثال اگر پہلے رمضان کا روزہ رکھ کر دفتر جائیں اور آپ کو کوئی دوست یا ملازم چائے پیش کرے تو آپ کہیں گے میں روزے سے ہوں، اگر وہ غیر مسلم ہے تو کہیں گے ہمارے قرآن میں آیا ہے اس مہینہ میں روزہ رکھیں۔
اب ہم پہلی شوال کے دن عید منانے کی طرف آتے ہیں۔

۱۔ یکم رمضان سے آپ نے روزہ رکھا شام میں آپ نے افطار کیا کھانا کھایا پانی پیا بھوک پیاس خستگی ختم ہوگئی لیکن خوشی نہیں مناتے ہیں، آپ نے صرف روزہ رکھا چاند دیکھنا شام ہونا آپ کے اختیار میں نہیں تھا یہ آپ کے فعل ہیں آپ کا فعل صرف روزہ رکھنا تھا جو آپ نے اللہ کے حکم ہونے کی وجہ سے رکھا ہے اس کے کھولنے میں کوئی خوشی نہیں تو یکم شوال کی صبح کو کیا ہوا ہے کہ خوش ہو جائیں۔

۲۔ عقلی آپ کے ہاں پہلی دفعہ بچہ پیدا ہوا آپ نیند سے اٹھے باہر سے آئے بتایا گیا بچہ پیدا ہوا ہے اندر سے خوش ہوتے ہیں، شکر اللہ بجالاتے ہیں لیکن جا کر نیا

لباس نہیں پہنتے ہیں دوسروں کے گھروں میں نہیں جاتے ہیں۔کبھی کسی کے ہاں فوتگی ہو جائے دکھ ہوتا ہے لیکن پہنے لباس کو اتار کر سیاہ لباس نہیں پہنتے ہیں۔نئے لباس پہنے مسکراتے بشاشت سے باہر ملنے والے دوستوں سے گلے ملیں یہ رسم کس عقل و منطق کے تحت کرتے ہیں کیا زندگی میں حاصل خوشیوں میں ایسا کرتے ہیں یا یہ حکم دین ہے؟اگر حکم دین ہے تو دین میں صرف قرآن ہے قرآن میں بھی احکام محکم صورت میں آئے ہیں نبی کریمؐ بھی از خود کوئی حکم جعل نہیں کر سکتے ہیں۔

آپ کی پہلی عید بے معنی بے ربط ہے کوئی واضح روشن دلکش معنیٰ نہیں رکھتی ہے یہ امراء کی غرباء پر ٹھونسی گئی خوشی ہے۔آپ عید نہیں اعیاد مناتے ہیں،ان اعیاد کے اعداد و شمار مسلکی سطح پر جمع کریں یا پورے عالم اسلام کی سطح پر حساب کریں یا اضلاعی و صوبائی یا فرقی یا گروہی سطح پر کریں۔اگر یہ کام نابالغ بچے کرتے تو کہتے کہ بچوں پر قلم تکلیف نہیں،باز پرس نہیں۔اگر کوئی ایک دو افراد کرتے تو پاگل اور دماغی توازن خراب ہونے والے قرار دیتے۔آپ بحیثیت ایک ملت عید مناتے ہیں جس میں عقلاء و علماء دانشوران و سیاستمدار،مرد و عورت چھوٹے بڑے سب شامل ہوتے ہیں۔اس دن روزہ رکھنا حرام لیکن عید کرو یہ کس نے کہا ہے کہ عید کرو؟ طبیعت نے نہیں کیا،عقل نے نہیں کہا ہے،شریعت نے نہیں کہا ہے؟۔اس میں بہت سے احتمالات ہیں۔ان تین میں ربط نہیں بنتا ہے۔چونکہ اہل الحاد باطل عید کرتے ہیں تو ہم بھی کرتے ہیں،جس طرح ہر قوم ایک مہدی کا انتظار کرتی ہے ہم بھی ایک مہدی کا انتظار کریں۔فلاں نے عید کی تو ہم نے عید کرنی ہے یہ منطق عقلائی نہیں یہ منطق خواتین نونہالوں کی ہے۔ان کے ہاں عید ہے تو ہم نے بھی عید کرنی ہے۔

کیا ہم ان جیسی قوم ہیں جن کا کوئی مبداء ہے نہ معاد،حساب،کتاب ایمان نہ اجر و ثواب و عذاب پر ایمان ہے۔وہ اور ہم دو علیحدہ قومیں ہیں تو ہم ان کی ثقافت اور ان کے کہنے پر کیوں کریں۔اگر مجتہدین نے کہا ہے تو بتائیں وہ کس دلیل و سند سے کہتے ہیں فلاں دن عید کرنی ہے اس کی سند کیا ہے۔سند روایات تواتر ہیں تو عید

پر اختلاف کیوں ہوتا ہے۔رمضان ختم ہونے اور خوشی کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہے ۲۹ دن روزہ کھولتے رہے آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہوا پہلی رمضان کو بعض نے روزہ رکھا بعض نے نہیں رکھا کوئی اختلاف نہیں ہوا، رمضان کے خاتمے پر روزہ کھولنے پر امت میں انتشار کیوں ہوتا ہے۔

روزہ کھولنا اور عیدین میں کیا ربط ہے؟ روزہ رکھنے اور کھولنے دونوں قرآن سے ثابت ہے''اتمو الصیام''لیکن آخری دن عید کرنے کا حکم قرآن اور سنت عملی رسول اللہ میں نہیں آیا۔آیا روزہ فرض ہونے سے پہلے یکم رمضان کو جب چاند نظر آجاتا ہے تو لوگ خوشی مناتے تھے۔

جب ماہ مبارک رمضان کے روزے ہجرت کے تیسرے سال واجب ہوئے تو رمضان ختم ہونے پر یکم شوال کو مسلمانوں نے عید نہیں منائی۔عید مزاج دین اسلام کے مبانی اور اصول احکام میں ناسازگار ہے پہلا تصور حضور رب ہے، حضور رب جانے والے کیلئے زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر طبعی حرکات کرئے دوسرا حساب وکتاب پر ایمان ہے اس کا تقاضا ہے کہ انسان ہمیشہ متوجہ رہے،اسی طرح عبادات، نماز، روزہ میں تواضع انکساری، خشیت اللہ چھائی رہتی ہے۔لہٰذا دس سالہ حیات رسول اللہ میں فتح وفتوح اسلام میں کسی بھی موقع پر چراغاں، حلوا، میٹھائیاں، اشعار گوئی کا اہتمام نہیں کیا گیا،بطور مثال حضرت محمدؐ کی ہجرت کے تیسرے سال '۱۵' رمضان کو امام حسن کی ولادت ہوئی، آٹھویں سال ہجرت کے آخری دنوں میں فتح مکہ ہوا کیا ان دنوں کو عید کے طور پر منایا گیا؟ حضرت محمدؐ تیس ہزار لشکر لیکر روم سے لڑنے تبوک گئے، ایک طرح سے فاتحانہ انداز میں واپس تشریف آئے لیکن کوئی عید نہیں منائی۔خلیفہ دوم کے دور میں جب مسلمانوں کے آغاز سال کے تعین کا ذکر آیا کہ کب سے شروع کریں تو مختلف تجاویز آئیں۔

۱۔نبی کریمؐ کے روز ولادت پر مسلمانوں نے اتفاق نہیں کیا کیونکہ اس دن مشرکین کا غلبہ تھا۔

۲۔ روز بعثت نہیں منائی ،مشرکین کا غلبہ تھا۔
۳۔ ہجرت نبی کریم ،آغاز سال مسلمین قرار پایا آغاز سال قرار دیا لیکن خوشیاں نہیں منائیں۔

آج محمد علی جناح یا علامہ اقبال کی ولادت کے دن مناتے ہیں ،مملکتِ مقروض کے خزانہ سے اس کیلئے بجٹ نکالتے ہیں، پاکستان کی آزادی کے دن چھٹی پر کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ان سے ملک کو کوئی ترقی نہیں ہوتی ہے۔اس عید کی گردش مسیحیت اور یہودیت کے گرد گھومتی ہے،اس وجہ سے یہ عید فطر امت مسلمہ کیلئے پیغام تفرقہ آور رہی ہے۔ یہ عید اپنے آغاز سے تاامروز ہر سطح پر اندرون خانہ میاں بیوی کی سطح تک فتنہ آور ہے۔

ہم نجف ۱۴ سال رہے ہر سال ۲۹ رمضان کی رات کو مغرب آٹھ نو بجے لفنگے اوباش صوم وصلاۃ سے ناآشنا ،ہاتھوں میں دف وڈھول لیکر مرحوم آغا حکیم کے دروازے پر منتظر رہتے تھے جس طرح آج کل ہلال کمیٹی کے انتظار میں رہتے ہیں، جونہی عید کا اعلان ہوتا یہ لوگ دف وڈھول بجاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آتے، یہ اعلان اگر کسی اور مرجع کی طرف سے ہوتا تو بغیر کسی استثناء کے مراجع رات کو سفر کر کے کربلا جاتے تھے یعنی یہ اشارہ ہوتا تھا کہ یہ اعلان درست نہیں ہے روزہ کھولنا بھی درست نہیں ہے ہم یہاں روزہ رکھ بھی نہیں سکتے اور کھول بھی نہیں سکتے ہیں، چنانچہ کھولنے کے جواز کیلئے سفر کرتے تھے، یہ صورت حال علماء سے پوچھیں درست ہے یا نہیں؟ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں علماء تصدیق کریں کیونکہ ان کے نزدیک اپنے فرقہ کیلئے کذب جائز ہے یہ صورت حال ابھی تک بقول آغا جواد کے ہاں جاری ہے ابھی بلتستان میں لداخ کے پہاڑوں سے ناآشنا لوگوں کی نیت سے عید کرتے ہیں بلکہ اس کو اصلی عید قرار دیا جاتا ہے۔

فاضل ناصح کی خدمت میں اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے عرض کروں آپ نے اصل عید ہونے کے بارے میں اپنے ذہنی رجحان اور ترجیحات کا مظاہرہ

فرمایا لیکن اس عید سے امت مسلمہ کو لاحق فوائد وعوائد کا ذکر نہیں کیا لیکن مجھے اس عید سے امت مسلمہ کو لاحق مفاسد ومضرات وخواسر کو عرض کرنا ہے کیونکہ عید پر جو مفاسد ومضرات اہل پاکستان کو لاحق ہوئے۔

ا۔عید کے نام سے ملک میں ایک نئے تفرقہ کا باب کھلا ہے جو سعودیوں اور ایرانیوں کو لاحق نہیں۔

۲۔ نبی کریمؐ اپنی امت کے لئے ہر دن خوشی کے متمنی تھے آپ اپنی امت کے لئے ہر دن رحمت تھے۔ لیکن یہ اعیاد ایک مصیبت ہیں جو دین کے نام سے جاری ہیں۔

۳۔ بے روزگاری کے اعداد وشمار ہمارے پاس درست نہیں لیکن کیا یہ دو دن بے روزگاروں کی سوگواری کے دن نہیں بلکہ منی لانڈرنگ اور دہری شہریت والوں کی عید ہے۔

۴۔ یہ عید قرآن وسنت نبی کریمؐ پر عمل کرنے والے مومنین ومسلمین کے لئے نہیں، عیش ونوش اور دین وشریعت سے بغاوت کرنے والوں کے لئے خوشی کا دن ہے حکومت کے ملازمین کے لئے حکومت کی طرف سے تین دن کی تنخواہیں بلا خدمت وصول کرنے کی خوشی کا دن ہے، اگر کوئی سنجیدہ انسان ہے تو اس کا کوئی معقول جواب دیں۔

۵۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حد اعتدال سے باہر خوشیاں منانے والوں کی ان آیات میں مذمت کی ہے سورہ ہود آیت ۱۰، سورہ لقمان آیت ۱۸، سورہ حدید آیت ۲۲، سورہ النساء آیت ۳۶، سورہ قصص آیت ۷۶، سورہ قصص آیت ۷۶ کے تحت اس قسم کی خوشی کو قارون سے نسبت دی گئی ہے۔ سورہ لقمان آیت ۱۸ میں لقمان نے اپنے بیٹے کو اس قسم کی خوشی کرنے سے منع کیا ہے۔

۶۔ دو عیدیں مسلمانان پاکستان میں مال ودولت میں مغرورین ومتکبرین کی خوشی ونخرے اور تکبر نمائی کے دن ہیں، یہ غریبوں مسکینوں کی ذلت وخواری اور

احساس کمتری کے دن ہیں۔عید کے ان دنوں میں این جی اوز اور سرمایہ دار عید کے نام سے ان کے گھروں میں مسکراتے ہوئے عیدی کے چند لوازمات لاتے ہیں اس دن زبان حال سے یہ لوگ بتاتے ہیں مال بعض کو کہاں پہنچاتا ہے اور بعض کو کہاں گراتا ہے۔

اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں ہے:۔

ساری حمد وثنا اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے ہمیں اپنی عطاء کردہ نعمتوں پہ راضی وخوشنود رکھا،حمد وثنا ہے اس ذات کیلئے جس نے ہمیں ادھار لیکر خوشی منانے والا نہیں بنایا۔حمد وثناء ہے اس ذات کیلئے جس نے ہمیں تکبر وافتخارات سے خوشی منانے والوں کے شمار میں نہیں رکھا۔حمد وثناء اس ذات کیلئے جس نے ہمیں کسی کے کہنے پر چہ مگوئیوں کے خوف میں خوشی منانے والا نہیں بنایا۔حمد وثناء اس ذات کیلئے جس نے بے معنی، بے مقصد بے سند، قیل وقال اور سنی سنائی تہواری خوشی منانے والا نہیں قرار دیا ہے۔حمد وثناء اس ذات کیلئے جس نے ہمیں دیگران کی ٹھونسی ہوئی خوشیاں منانے والوں میں نہیں بنایا۔حمد وثناء اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے ہمیں مسرف ومبذر نہیں بنایا۔

حمد وثناء اس ذات کیلئے مخصوص ہے جس نے نعمت حیات،نعمت صحت،نعمت عزت،نعمت علم،نعمت بے نیازی از اغیار اور سب سے بڑی نعمت نعمتِ اسلام سے نوازا ہے جسے اس نے ہمارے لئے پسند کیا۔''**رضیت لکم الاسلام دینا**''ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔حمد وثناء اس حوالے سے بھی ضروری ہوگئی ہے کہ فرقوں کے اسلام کو روکنے کیلئے گھڑی گئی سازشوں سے متنبہ ومتوجہ کیا،سلام ودرود اس عظیم وامین وکریم پر ہو جس نے اپنی امت کے لیے کسی قسم کا تہوار منانے کی سنت عملی نہیں چھوڑی تہوار جس بھی نام سے ہوں جو بھی شکل وصورت ہو قرآن اور سیرت عملی رسول اللہؐ سے متصادم ہیں۔

عید خوشی والے دن کو کہتے ہیں اس کے لیے عربی میں فرح آیا ہے مفردات

راغب میں لکھا ’’ الفرح انشراح ر الصدر بالذات العاجله و اکثر مایکون ذات لذت بدینیه ‘‘ دل میں خوشی کسی لذت عاجلہ کے ملنے سے ہوتی ہے عام طور پر یہ لذت بدنی ہوتی ہے لذت بدنی پر خوش نہ ہونے کا حکم ہے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے ﴿لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ وَ اللَّهُ لا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتالٍ فَخُورٍ﴾ سورہ حدید آیت نمبر ۲۳ میں ملنے والی اشیاء یا لذتوں پر خوشی کرنے والوں کی مذمت آئی ہے ﴿فَرِحُوا بِالْحَياةِ الدُّنْيا وَ مَا الْحَياةُ الدُّنْيا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتاعٌ﴾ سورہ رعد:۲۶، ﴿ذلِكُمْ بِما كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِما كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ﴾، غافر:۷۵، ﴿حَتَّى إِذا فَرِحُوا بِما أُوتُوا أَخَذْناهُمْ بَغْتَةً﴾ انعام:۴۴، ﴿لا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾ قصص:۷۶ اللہ نے خوشی کی اجازت نہیں دی ہے البتہ ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ یونس آیت:۵۸ میں اللہ کے فضل اور رحمت پر خوش ہونے کا کہا گیا ہے۔ دین اسلام دین وسط ہے اسی لئے اس آیت میں فرمایا ﴿وَ كَذلِكَ جَعَلْناكُمْ أُمَّةً وَسَطاً﴾ (بقرہ۔۱۴۳) امت وسط یعنی وہ امت جو اپنے ایمانیات، احکامات، اہداف، سلوک، سیاسیات، اقتصادیات اور انفاق واقدار میں متوسط ہے، فرح حد اعتدال سے خارج ہونے کو کہتے ہیں، حزن بھی حد سے باہر ہونے کو کہتے ہیں، دونوں سے منع کیا گیا ہے ﴿لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ﴾ (حدید۔۲۳)

کلمہ اعیاد جمع عید ہے، مادہ عود سے مرکزی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا بحث عیدین میں اس کا اعیاد مسلمین ایک عنوان مرکب از دو کلمہ ہے اس کو علماء نحو مرکب اضافی کہتے ہیں، یہاں اعیاد مضاف ہے، اسلامی مضاف الیہ ہے۔

اس قسم کی اسم گذاری کو مرکب اضافی کہتے ہیں یعنی آپ کے پاس بہت سی اعیاد ہیں ان میں سے بعض اسلامی ہیں۔ یہ عین اسلام، جزء اسلام ہیں لوازمات

اسلام ہیں یا مخصوص اسلام ہیں دیگر اقوام نہیں مناتیں، دوسرے ادیان کو اس عید جیسی عید نصیب ہی نہیں ہے، دانشوران، دانشمندان اور خاص کر علوم اسلامی و امور دینی میں نبوغت رکھنے والوں کو بتانا چاہیئے کہ ان دو عیدوں کے مصادر آیات محکمات قرآن کریم اور سنت و سیرت عملی حضرت محمدؐ میں کہاں ہیں سامنے لائیں تا کہ ناقدین و مخالفین خارجی و داخلی کے اعتراضات وشبہات کا جواب ہو سکے۔

آپ کے پاس ایک ''عید'' ہے اور دوسرا ''اسلامی'' ہے، اسلام کب آیا یعنی عام الفیل کے چالیسویں سال کے بعد مکہ مکرمہ میں آیا اور لانے والے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب تھے لیکن عید تاریخ بشری میں کب آئی اسے لانے والا اسلام ہے یا اسلام سے پہلے تھی۔ اگر ہم تاریخ عرب دیکھیں تو عربوں میں عید کے نام سے کوئی اجتماع نظر نہیں آتا۔ مسیحیوں نے ۳۲۵ھ نیقہ کانفرنس میں میلاد مسیح کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہاں ان کا ربط دیکھنے کی ضرورت ہے ایک ''خود عید'' اور دوسرا عید تصور بشر میں کب پیدا ہوئی؟ عید تاریخ اسلام میں کس مقطع تاریخ سے داخل ہوئی؟ کس نے داخل کی کیونکہ تاریخ انسانی یا عربی میں ہر چیز پہلے مرحلے میں انسانوں کے حافظے میں ثبت تھی اور بعد میں تدوین شروع ہوئی تو تاریخ اسلامی میں ہر چیز اپنی جگہ ثبت ہوئی ہے ہجرت سے پہلے حوادث کا حساب بعثت سے ہوتا تھا یعنی بعثت کے پہلے سال دوسرے سال پانچویں سال کہتے تھے لیکن ہجرت کے بعد ہر چیز کا حساب ہجرت سے ہونے لگا چنانچہ بطور مدون سب سے پہلے محمد بن اسحق نے غزوات کے نام سے تحریر کئے۔ اس میں کہیں بھی عید کا نام ونشان نہیں ملتا ہے۔ کتاب تاریخ آداب العرب تالیف مصطفیٰ صادق رافعی ج ا ص ۳۷ پر آیا ہے عربوں کی تین تاریخ ہیں پہلی عرب بائدہ، دوسری عرب عاربہ اور تیسری عرب مستعربہ۔

ا۔ عرب بائدہ گزشتہ اعراب کو کہتے تھے جن کا وجود صفحہ ہستی سے محو ہو گیا، ان کا نام ونشان نہیں جیسے ہود، عاد وثمود اور قوم صالح۔

۲۔عرب عاربہ، یمن واطراف یمن والے جوقدیم ترین تمدن والے اصل عرب ہیں۔

۳۔عرب مستعربہ، نسل اسماعیل بن ابراہیم خلیل سے پھیلنے والوں کو کہتے ہیں، حضرت اسماعیل عربی نہیں تھے بلکہ بابل سے آئے تھے ان کی زبان عبرانی تھی،عربی انہوں نے اپنے سسرال سے سیکھی ہے بعد میں عربی ہوئے اس لئے انہیں عرب مستعربہ کہتے ہیں۔

عرب میں عید نامی اجتماعات کا کوئی ذکر نہیں ملتا، اصل میں پہلے ادوار میں بڑے اجتماعات کا تصور ہی نہیں تھا ان کے ہاں اجتماع ہی نہیں ہوتے تھے۔عرب مستعربہ منطقہ حجاز والے ہیں جو مکہ، مدینہ اور طائف میں رہتے تھے۔خود عید کے بارے میں کتاب عواصم ومراسم میں لکھا ہے عرب کلمہ عید سے مانوس نہیں تھے بلکہ ان کیلئے یہ کلمہ نیا تھا،ان کے ہاں اسواق ہوتے تھے،اس اجتماع کا مرکزی ہدف عربوں کی اقتصادی واجتماعی وسیاسی صورتحال اورامن وامان تھا۔اس میں عید کا عنصر نہیں تھا کہ وہ وہاں لین دین اور خرید وفروخت کرنے کیلئے آتے تھے،ضمناً وہ غیر متصادم ومتعارض اعمال انجام دیتے تھے،عرب خاص کر اہل حجاز مکہ والوں کی درآمدات اور گذر اوقات تجارت تھی چنانچہ سورۃ قریش ودیگر بعض آیات میں اس کی طرف اشارہ آیا ہے،وہ شام ویمن کی مصنوعات لاتے تھے،انہیں متعارف کرنے کیلئے ''اسواق'' تشکیل دیتے تھے لہٰذا مکہ واطراف مکہ میں چندین ''اسواق'' یعنی میلے منعقد کرتے تھے وہ کہیں بھی عید کے نام سے اجتماع نہیں کرتے تھے،عرب اہل جنگ وتجارت، خانہ بدوش، زحمت کش اور اہل افتخار تھے وہ لہویات ولغویات کے شوقین اور بیہودہ لوگ نہیں تھے ۔قرآن کریم میں سورۃ مبارکہ طہ۔ ۵۹ میں ہے﴿يَوْمُ الزِّينَةِ﴾جس میں کلمہ عید تو نہیں آیا لیکن مفہوم عید مانند جملہ آیا ہے۔ تفسیر شعراوی ص۹۳۰۲ پر اس آیت کریمہ کے تبین وتوضیح کے بارے میں لکھتے ہیں اہل مصر اس وقت نیل پرست تھے اہل مصر سال میں نیل بھرنے کے موسم میں

جمع ہوتے تھے، نیل کے پانی کے بہاؤ کے حساب سے خراج کا اعلان کرتے تھے۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا ایک جگہ معین کریں جہاں ہمارے ساحر اور تمہارے درمیان مقابلہ ہوتو موسیٰ نے اس دن کوانتخاب کیا تا کہ حق کی آواز فریب خوروں کو پہنچے۔ لیکن عربوں نے عید صلیبیوں سے لی ہے جہاں راہبوں نے سر زمین عرب میں عید متعارف کی۔ عرب سال میں کسی نہ کسی جگہ جمع ہوتے تھے۔ ان سے متعلق کتابوں میں آیا ہے۔ من جملہ کتابوں میں مواسم العرب تالیف عرفان محمد حمود یہ دو جلدوں میں ہے جو دارلکتب علمیہ بیروت نے ۱۹۷۱ء میں اس موضوع پر تصنیف کی ہے۔

عید آثار باقیہ مشرکین:۔

کتاب بلوغ العرب فی معرفت الاحوال العرب تالیف محمود شکری آلوسی بغدادی متوفی ۱۳۴۲ھ جلد اوّل صفحہ ۳۳۹ عرب اسلام آنے سے پہلے بہت سے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ سال میں مخصوص اوقات میں گرد ونواح والے اس بت کے گرد جمع ہوتے تھے۔ ان بتوں میں سے بعض بت محلاتی اور بعض علاقائی ہوتے تھے ان میں سے اہم تین بڑے بتوں کا ذکر قرآن کریم کی سورہ نجم آیت ۱۹ اور ۲۲ میں آیا ہے۔ ایک کا نام لات دوسرے کا نام عزیٰ اور تیسرے کا نام منات ہے۔ منات کی پوجا کرنے والے مکہ اور مدینہ میں جمع ہوتے تھے یہ جبل قدید جو مکہ و مدینہ کے درمیان میں واقع تھا، یہاں ایک عورت تھی جو مجسمہ شیطنت تھی بت خانہ کو وہی چلا رہی تھی بت کو توڑنے والے نے جب پیغمبرؐ کو خبر دی کہ بت توڑ دیئے تو نبی کریمؐ نے اس شیطانی عورت کے بارے میں پوچھا اس کا مارا یا نہیں تو کہا نہیں حکم دیا واپس جاؤ اور اسے بھی ختم کرو۔ لات طائف میں ہوتا تھا اہل طائف وہاں جمع ہوتے تھے۔ انھوں نے اس کے لئے قبر بنائی وہ اس کے گرد جمع ہوتے تھے۔ جسے لوگ ''الربۃ'' کہتے تھے۔ جب طائف کا وفد مدینہ آیا انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے کیلئے شرائط لگائیں انہوں نے پیغمبرؐ سے کہا نماز کی ایک سال تک

چھوڑ دیں، زناء شراب کی اجازت دیں اور بت منات کو نہ گرائیں لیکن نبی کریمؐ نے یہ شرائط نہیں مانی۔ انہوں نے کہا اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو منات کو ہم نہیں گرائیں گے آپ خود گرائیں، تو فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریمؐ نے خالد بن ولید کو بھیجا انہوں نے اس بت کو گرایا اس کے مال کو تقسیم کیا، لیکن جب طالبان نے افغانستان میں منصوب بتوں کو گرایا تو کراچی کے روشن خیال علماء نے اس کی مذمت کی۔ دوسرا بت عزیٰ تھا اہل مکہ اس کی پرستش کرتے تھے۔ یہ عرفات کے نزدیک تھا یہاں ایک درخت تھا جہاں وہ حیوانات ذبح کرتے تھے۔ جس طرح آج اس وطن اسلامی پاکستانِ عزیز فخرِ عالمِ اسلامی میں صرف سندھ میں ۷۹ ہزار مزارات کے نام سے بت خانے ہیں، جہاں عام آدمیوں کے علاوہ سیکولر، لادین حکمران بھی پوجا کرنے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نجران والے ایک کھجور کے درخت کے گرد جمع ہوتے تھے۔ اسی طرح مجوس دو عیدیں کرتے تھے جن کے نام عید نوروز اور عید مہرجان تھے۔ مجوسیوں کی سب سے بڑی عید عید نوروز تھی جس کی بنیاد جمشید نے رکھی جو فارس کا ایک بادشاہ تھا۔ یہ کلمہ حرف جم اور شاد سے مرکب ہے۔ جم چاند کو اور شاد شعاع روشنی کو کہتے ہیں۔ جمشید نے اپنے پہلے دن کی بادشاہیت کو نوروز کہا۔ اُن کا کہنا ہے جمشید نے سات اقلیم جن و انس پر حکومت کی ہے۔ جب اس نے ۳۱۶ سال حکومت کی ان کا کہنا ہے ان کی شیطانوں پر حکومت ہے تو شیطانوں نے اس کے لیے شیشے کا ایک تانگہ بنایا۔ وہ اِس پر سوار ہو کر بابل گیا۔ کتاب لغت دہخدا صفحہ ۶۸۹۷ پر اس کا ذکر ہے۔ اُن کے لئے جواہرات سے ایک تاج اور منبر بنایا وہ اس تخت پر بیٹھا، سورج کی روشنائی اس تاج پر آئی جو چمکدار تھی۔

انتہائی افسوسناک و مایوس کن حالات اہل اسلام کے لئے اس وقت آئے جب ۳۰ سال مسلسل اسلام کے نام سے جدوجہد کر کے انقلاب اسلامی برپا ہوا تو وہاں کے مراجع عظام نے اپنے رسالہ عملیہ میں عید بے مقصد و بے منطق و نام نہاد کو عید مسلمین کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان کے نزدیک عید الفطر صرف فطرہ

وصول کرنے کی حد تک ہے، لیکن عید نوروز مجوسیت و استبداد کی یاد کو آب و تاب اور شایان شان طریقے سے مناتے ہیں۔ حکومت مستضعفین کے خزانے میں جمع شدہ رقوم سے خطیر رقم ہر سال ملک کے متمول ترین عیش ونوش میں مستکبرین کو عیدی میں دی جاتی ہے۔ عید نوروز کے موقع پر مستکبرین کو ملنے والی خطیر رقم کو دیکھ کر مستضعفین کے منہ میں بھی پانی آیا ''یا لیتنا کنا مستکبرین '' آغا حداد عادل حکومت اسلامیہ کے خدوخال کے مبتکر کا نام سن کر ہمارے دل کی گہرائیوں سے ان کیلئے دعا نکلتی تھی لیکن آپ جب رئیس شورائے اسلامی بنے تو اپنے دور حکومت میں مجلس شوریٰ کو خزانے سے خطیر عیدی دی۔ اس سے بھی حیرت آور صورت حال ہمارے ملک کے پسماندہ بلوچستان، صوبہ کے پی کے، پاراچنار، ہنگو اور بلتستان میں دیکھی گئی جہاں اپنی مقامی حکومتوں کو اس دن چھٹی کرنے پر مجبور کرتے ہیں تاکہ فساق، لہویات ولغویات اور بیہودہ گیوں کو آزادانہ انجام دیں اور کھل کر خلاف قرآن کاموں کا برملا مظاہرہ کریں۔ یہ اعزاز بلتستان میں آغائے جعفری کو حاصل رہا ہے ان کی وجہ سے قوم پرستوں بت پرستوں عیش ونوش پرستوں کو بہت تقویت ملی ہے، علامہ ساجد نقوی نے اس عید نوروز کے احیاء کے لئے ڈیرہ اسماعیل خان میں عزیز جوانوں کی جانیں نچھاور کیں۔ کیا ہماری قوت ادراک کم ہونے کی وجہ سے ان اعیاد کی قدر نہیں ہوئی ہے، یہ اعیاد ہم نے مجوسیوں، صلیبیوں سے لی اور ہم نے اس کیلئے قربانیاں دی ہیں۔ عید منانا عربوں نے نصاریٰ سے سیکھا ہے۔

عید نوروز و مہرجان میں ارتکاب محرمات:۔

بادل ناخواستہ اس افسوس ناک حقیقت کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انقلاب اسلامی کے بعد بھی یہ محرمات اپنی آب وتاب سے جاری ہیں۔ جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا آغائے حداد عادل نے اپنی ریاست وحکومت میں مجلس شورائے اسلامی کے تمام ممبران کیلئے بطور عیدی ملیون تومان دیئے یہ کوئی درست بات نہیں ہے، اس پر وہ نقد کا نشانہ بنے یا نہیں، لیکن حکومت نے مستضعفین کے سرمایہ کو

مستکبرین کی عیدی میں دیا تھا۔

۱۔عید کو عید مسلمین کہنا ظلم ہے کیونکہ اس کلمہ میں امت اسلامی کے تمام طبقات اعلیٰ واشراف واعیان اوپر سے لے کر نیچے تک فقراء ومساکین سب آتے ہیں، لیکن عید کا مظاہرہ کرتے وقت امت کا ایک چوتھائی حصہ شاید بڑی مشکل سے کرسکتا ہو باقی تین طبقات اعیاد کا مظاہرہ کرنے سے محروم رہتے ہیں چنانچہ اس کے ثبوت میں ملک کے تحقیقاتی اداروں کے اعداد وشمار آرہے ہیں کہ ملک کے کتنے فیصد افراد بھوک وغربت کی لکیر سے بھی نیچے کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

۲۔خود اغنیاء بھی اس جرم وجنایت کو چھپانے کے لئے یا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے رہتے ہیں ہمیں نادار لوگوں کو بھی اپنے ساتھ عید میں شامل کرنا چاہتے اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ عید اغنیاء کی ہے نیچے والے طبقات کی نہیں۔

۳۔ہر سال جرائد واخبارات میں آتا رہتا ہے کہ بعض افراد عید پر احساس محرومیت اور شرمندگی میں کشی کرتے ہیں بعض گھروں میں عورتیں عید کے جوڑے نہ ملنے پر طلاق لے لیتی ہیں یا اپنے والدین کے پاس چلی جاتی ہیں۔

۴۔بعض اس موقعہ پر دکانوں کے چکر لگاتے ہیں۔

۵۔بعض جگہ این جی اوز دل جیتنے کے لئے عیدی دینے لگتی ہیں لہٰذا یہ عید مسلمین کی نہیں ہے بلکہ طبقہ اشرافیہ، کرپشن کرنے والوں، رشوت خوروں، راجگان ونوابگان اور چوہدریوں کے افتخار کا دن ہے۔

۶۔یہ عید عید مسلمین نہ ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس پر روزہ خوران کا شور زیادہ ہوتا ہے۔

۷۔خوشی وتزئین اورضروریات سے زیادہ خرچ محدود افراد میں دیکھا جاتا ہے۔

۸۔اعیاد صرف اشرافیہ اوران کے رعایت یافتہ کرتے ہیں۔

بقول علماء ایران: ”لباس نو پوشیدن غذا خوب خوردن

سیر و سیاحت کردن چه عیب دارد ''سوال یہ ہے کہ ان عیدین میں کون سی چیز ہے جسے اسلام کہا جائے، یہ عیدیں اسی طرح ہیں جس طرح کسی کافر کو مسلمان، یا سیکولرزم کو اسلام کہا جائے یا کسی اندھے کو بصیر یا جاہل کو خطیب کہا جائے۔ کیا ان عیدین کو منانے کا حکم روایات میں آیا ہے؟ اس وجہ سے ان کو عید مسلمین کہتے ہیں یعنی یہ ایک عمل تعبدی ہے تو ان روایات کی نوعیت کیا ہے۔ روایات صحیحہ ہیں، روایات حسنہ ہیں، روایات مرسلات ہیں؟ کیا روایات کے متن کو دیکھنا ضروری نہیں، کیا روایات کی صحت و سقم کو دیکھنا ضروری نہیں، اگر یہ روایات آیات محکمات سے متصادم ہوں تو کیا تب بھی ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

یہ عید، عید مسلمین نہیں بلکہ عید منافقین ہے انہوں نے اسلام سے انتقام لینے کے لئے گھڑی ہیں تاکہ عید کے نام سے تمام محرمات و منہیات قرآن اور اسلام مخالف اعمال کا مظاہرہ کریں، اس پر بہت زیادہ عقلی و قرآنی شواہد و دلائل پائے جاتے ہیں۔ ان اعمال میں سے ایک فطرہ دینا ہے، مجتہدین رسالہ عملیہ میں لکھتے ہیں ہر انسان کو فطرہ دینا ہوگا حتیٰ جو گھر میں شب شوال مغرب کے وقت پیدا ہوگا، اس کا بھی فطرہ دینا ہوگا ایک صاع یعنی تین کلو غذا، عادی فقراء و مساکین اور محتاج مندوں کو دینا ہے۔ اس کو فطرہ کس مناسبت سے کہا ہے، کون کہاں اور کس کو دیتا ہے اگر یہ مواقع معین نہیں تو سمجھ لیں یہ ایک قسم کا مخفی ٹیکس ہے۔

۱۔ دین اسلام کی درآمدات عمومی میں اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے، بتائیں صدر اسلام میں کیسے دیتے تھے؟ کون جمع کرتا تھا؟ یہ کہاں جمع ہوتا تھا؟۔

۲۔ درآمدات میں چند انواع ہیں۔

(۱) کافرین سے لیتے ہیں اس کو غنائم کہتے ہیں اس کے مصرف معین ہیں۔

(۲) فئے، انفال ہے یہ حکومتی ملکیت میں جمع ہوتا ہے جس کا ذکر کتاب فدک وما ادرک مالفدک میں کیا ہے۔

(۳) جزیہ ہے جو غیر مسلمین کے ہر فرد سے لیتے ہیں۔

(۴) زکوٰۃ مسلمانوں کی درآمدات سے ہر مسلمان کو ایک خاص نصاب کے تحت دینا ہوتی ہے۔

(۵) لیکن فطرہ کا کوئی معنی نہیں کہیں ذکر نہیں اس کا مطلب ہوا یہ مشکوک ہے۔

(٦) فطرے کیلئے جس آیت سے استدلال کیا ہے اس آیت کے سیاق و سباق سے دور کا ربط نظر نہیں آتا ہے کیونکہ اگر مادہ فطر سے بنا ہے جس کا معنی ''شگاف'' جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے۔

﴿هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُور﴾ سورۃ ملک ۔۳، ﴿السَّماء مُنْفَطِرٌ﴾ مزمل ۔ ۱۸، ﴿الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ﴾ (روم ۔۳۰)۔ لہٰذا یہ کسی بھی حوالے سے مالیت یا عطائے مال کیلئے استعمال نہیں ہوا اور نہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، احتمال قوی ہے یہ فطرہ یہودیوں کی عید فطیر سے بنایا ہے یہ فطرہ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے روزہ رکھنے پر جرمانے کے طور پر لگایا ہے کہ کیوں روزے رکھے ہیں حالانکہ مسلمان اللہ کے حکم سے روزے رکھتے ہیں جبکہ فطرہ کا اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ اس کے جرمانہ ہونیکی دلیل یہ ہے کہ اس کا مصرف واستعمال اب یہودیوں کے ہی پسندیدہ مصارف میں ہو رہا ہے۔

عید شعانین:۔

کتاب مواسم عرب جلد۲ ص ۱۱۷۹ میں آیا ہے مسیحیوں کی اعیاد میں سے ایک کا نام عید شعّانین ہے شعانین کلمہ عبرانی ہے جس کا معنی'' **خلصنا انقذنا**'' ہے یعنی ہمیں نجات ورہائی دے، اس کلمہ سے انھوں نے یسوع اخذ کیا ہے بعض نے شعانین کا مفہوم مظلہ بتایا ہے مظلہ کا معنیٰ رقص ولعب ہے۔

وہ اس عید کے اجتماعات میں رقص وغزل وغناء کا انعقاد کرتے تھے۔ مامون الرشید جب موصل پہنچے تو انہیں اس عید کا علم ہوا وہاں صلیبیوں نے انہیں اس عید پر مدعو کیا تھا۔ غرض عرب میں پہلے عید معروف نہیں تھی، عید عربوں نے صلیبیوں سے

لی ہے، صلیبیوں نے نیقہ کانفرنس جو ۳۲۵ء میں ہوئی اس میں طے کیا تھا کہ حضرت مسیح کی میلاد منائیں گے، چونکہ ''شاول بولیس'' دشمن مسیح نے دوستی کا لبادہ پہن دین مسیح سے انتقام لینا شروع کیا تو ابتداء ہی سے ''شادل بولیس'' نے دین جدید کو پھیلانے کیلئے اس عید کا اختراع کیا۔

عید فصیح:۔

فصیح کا کلمہ عبرانی ہے جس کا ترجمہ ''الاجتیاز'' یعنی عبور کرنا کہتے ہیں۔ جب دین نصاریٰ کو فروغ ملا اور یہودیوں نے نصرانیت اپنائی تو انہوں نے اس کو جاری رکھا لیکن اس کی وجہ بدل دی۔ وہ سات کو بڑی اور سات کو چھوٹی عیدیں کہتے ہیں۔ یہ عیدیں نصاریٰ حضرت عیسیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ قبطی مہینے کی انتیس کو مناتے ہیں۔

اعیاد یہود بلوغ الارب ج اص ۳۵۴، اعیاد یہود پانچ ہیں۔

۱۔عیدراس السنة ۲۔عیدصوماریا ۳۔عیدالمضال ۴۔عید الفطیر یسمونہ الفصح ، جو ۲۵ نیسان کرتے ہیں یہ دن ان کے نزدیک بنی اسرائیل کے فرعون سے نجات اور فرعون کے غرق ہونے کا دن ہے۔ ۵۔عیدالاسابیع

عید فصیح عید موسمی ہے جو ربیع کی آمد پر مناتے تھے۔ جب سردیاں گزرنے کے بعد ہوا گرم ہو جائے زمین سرسبز ہونا شروع ہو جائے تو لوگ خوشی سے باہر آتے ہیں۔ اِس کو عید فصیح کہا جاتا ہے۔ یہودیوں نے اس عید کو باقی رکھا جس دن انھوں نے یہ عید منائی اس کا نام عید فصیح رکھا، لیکن ان کے نزدیک یہ عید فصل ربیع کی وجہ سے نہیں بلکہ اس دن فرعون کے ظلم وتشدد سے انھیں نجات ملی، دریا پار کیا تو اس دن کو عید فصیح کہتے ہیں۔

ان کے مطابق حضرت مسیح مصلوب ہونے کے بعد سیدھا جہنم گئے اور آدم کو رہائی دی۔ کہتے ہیں حضرت مسیح ان کی نظر میں رات کو سولی پر چڑھے تھے۔ اس کو یہ لوگ عید کبیر بھی کہتے ہیں یہ ہمیشہ اتوار کی رات کو کرتے ہیں۔ اس سے پہلے عید

شعانین کرتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی ان کے پاس اور بھی عیدیں ہیں جنہیں اعیاد مسیحی کہتے ہیں مسیحیوں کی دیگر اعیاد بھی ہیں جن کی بنیاد بت پرستی سے ملتی ہے جیسے عید شعانین یہ ایک پرانی عید ہے جو شجر پرستی ہے۔عید فریق سنبل پرستی ہے یعنی فصل چننے کا موسم۔عید کلیساء بیت المقدس میں مناتے ہیں (مواسم العرب جلد ا صفحہ ۷۸)

عید فصح کے بارے میں ان کا کہنا ہے مسیح نے تین دن تک تختہ دار پر رہنے کے بعد نجات حاصل کی۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ آدم جو شجرہ ممنوعہ تناول کرنے کے گناہ میں جہنم گئے تھے عیسیٰ اس کے بدل میں خود تختہ دار پر گئے، چالیس دن زمین میں رہنے کے بعد جمعرات کو آسمان کی طرف پرواز کی۔ یہ عید یہود فصیح کے نام سے مناتے ہیں۔عید صلیب، بلوغ الارب ج ا ص ۳۵۳ پر آیا ہے قسطنطین بن ہیلانہ نے عقیدہ شرک یونان کو چھوڑ کر عقیدہ نصرانیت کو اپنایا وہ روم سے نزدیک تھے۔ وہاں سے تنگ آکر شام میں آیا تو اس نے خواب میں دیکھا ملائکہ آسمان سے اعلام لیکر نازل ہورہے ہیں اس میں صلیب کا نقشہ ہے ملائکہ نے کہا اس جیسا بنائیں تو غلبہ حاصل کریں گے۔جب صبح ہوئی تو اس نے صلیب بنائی، اہل روم نے ان سے جنگ کی رومیوں کو شکست ہوئی تو لوگوں کو کہا یہ دین نصاریٰ ہے۔جب قسطنطین مشرک بادشاہ نے دین نصاریٰ اپنایا تو اس نے جمعرات کی بجائے اتوار کے دن عید منائی۔میلاد اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مسیح پیدا ہوئے تھے، مسیح اتوار کو پیدا ہوئے۔اتوار کی شام شب میلاد ہے جس دن چراغ جلاتے ہیں زینت کرتے ہیں اور قربانی بھی دیتے تھے۔

اعیاد و اشعار میں زواج:۔

اعیاد و ماتم اور اشعار میں زواج ''**کفو بکفو خبیث بخبیث لعینه بلعین لولا الاعیاد لما کان لشعر کفو ولولا الشعر لما کان للاعیاد والماتم اسم ولا رسم ثم الزواج بینهما فی الجاهلیة الاولی**'' ہے

اسلام میں اعیاد و ماتم اور اشعار میں زواج معاویہ بن ابی سفیان کے دور میں ہوا، اس زواج میں مہریہ مثل قطام و ملعون ملجم مرادی ہے جس میں امیر المومنین علی بن ابی طالب کا سر اقدس مہریہ تھا یعنی قتل علی ۔اعیاد و ماتم اور اشعار میں مہریہ قرآن کو کنارے پر لگانا ہے، عرب کے اجتماعات ، اقتصادی اور اجتماعی مسائل کے گرد گھومتے تھے۔اعیاد عراق کے مسیحیوں صلیبیوں تک محدود تھیں اہل حجاز کے نزدیک اس کا کوئی تصور نہیں تھا لہٰذا دونوں کی برگشت جاہلیت اولیٰ صلیبی کو جاتی ہے لیکن اشعار اپنی قوم کے جنگجوؤں اور کھلانے پلانے والوں کی مدح میں پیش کرتے تھے جبکہ ماتم وموت کے مواقع پر عورتوں کی مرثیہ ونوحہ گوئی ہوتی تھی ۔اشعار مندرجہ ذیل موضوعات کے گرد گھومتے تھے۔

۱۔حماسہ:۔میدان جنگ میں برسر پیکار شجاعان کی صفات ،شجاعت وشہامت بیان کرنے کیلئے شعر گوئی کی جاتی تھی،اس قسم کے شعر کو عرب،شعر حماسہ کہتے تھے۔

۲۔مدح:قوم وقبیلے کے کسی فرد یا رئیس کے انتخاب کے موقع پر شعر سراہے جاتے تھے جسے مدح کہتے تھے۔

۳۔فخر:ایک انسان یا ایک قبیلہ دوسرے پر فخر ومباہات کرنے کیلئے شعر سراہتا تھا، اس مضمون کی قرآن کریم نے بہت مذمت کی ہے۔

۴۔شعر رثاء:کسی ہستی کی موت وفقدان پر لاحق ہونے والے حزن واندوہ اور دکھ کے موقع پر اس کے مناقب وفضائل وآثار شعر کی صورت میں بیان کئے جاتے تھے ان کو شعر رثا کہتے تھے۔مرثیہ۔خواجہ محمد زکریا لکھتے ہیں:''مرثیہ رثاء سے مشتق ہے جس کا لفظی مطلب مرنے والے کی تعریف وتوصیف ہے،یہ عربی شاعری کی ایک معروف صنف ہے، کسی کی وفات پر حزن وملال کے جذبات کو موزوں کر کے پیش کرنے کا نام مرثیہ ہے۔

۵۔ہجو:۔ہجو،جیسا کہ لغت میں آیا ہے دوسروں کے عیب اور برائیوں کو گننا اور ان کی خوبیوں سے چشم پوشی کرنا ہے۔تاریخ اشعار میں اس نوع کی شعر گوئی میں ایک بڑا

طبقہ معروف رہا ہے ان میں حطیہ، حسان بن ثابت، عبدالرحمٰن بن حکم معروف تھے لوگ ان کی زبان سے ڈرتے تھے یہ لوگ محترم نہیں تھے، بعض شعراء عشاق، محافل ندیماؤں، اوباشوں کے ساتھ رہتے تھے اور کوئی خیر نامی چیز ان میں نہیں ہوتی تھی۔

شعراء کا سلسلہ نسب:۔

امرءالقیس اپنے باپ کا ایک نافرمان بچہ تھا، شعر گوئی سے شغف کی وجہ سے باپ نے اس کو اپنی بارگاہ سے راندہ کیا۔ اس نے جزیرۃ العرب میں، عزت وشرف کو گرایا، صدق وصداقت اور صراحت کو دفنایا، کذب وافتراء کو اٹھایا، افراد گمنام و خوفناک پیدا کئے ایک ناپسندو نامبارک کسب وصنعت ایجاد کی۔ قرآن طلوع ہوتے ہی ''شب پرہ'' مانند شعر وشاعر دفنائے گئے، قرآن نے اس کو یکسرہ دین اسلام سے مطلقہ بائنہ قرار دیا کیونکہ یہ ناشزہ، باغیہ، عادیہ تھی۔ غزوات نبی کریمؐ میں اشعار رجز وہجوی ناپید ہو گئے، محمدؐ اور مردان حق کے لئے ناسزاوار قرار دیئے گئے لہٰذا چالیس پچاس سال تک جنگ داخلی وخارجی میں گمنام رہے ان کا کوئی خریدار نہیں تھا چونکہ مسلمان معاشرے میں شعر وشاعر مومنین کی نظر میں مکروہ ترین قرار پائے طبیعت اسلام اور شعر میں تناقض پایا جاتا تھا۔ ''**احلی شعر اکذبه**'' جبکہ اساس اسلام صدق وصفاء پر مبنی ہے کذاب گوئی عمل شیطان گردانا گیا لہٰذا شعراء کیلئے بہترین شعر بنانا ناممکن ہوگیا انصار ومہاجرین کی صفات و مدح میں آیات قرآن نازل ہوئی ہیں ﴿**وَ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهاجِرِينَ وَ الْأَنصارِ وَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسانٍ**﴾ (توبہ۔۱۰۰) مہاجرین کی صفات میں یہ آیات آئی ہیں ﴿**وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هاجَرُوا وَ جاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ**﴾ (انفال۔۷۴) انصار کی مدح میں یہ آیات آئی ہیں ﴿**وَ الَّذِينَ آوَوْا وَ نَصَرُوا أُولئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيمٌ**﴾ (انفال۔۷۴) (**وَ الَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْإِيمانَ مِنْ قَبْلِهِمْ**

يُحِبُّونَ مَنْ هاجَرَ إِلَيْهِمْ وَ لا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَ يُؤْثِرُونَ عَلى أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كانَ بِهِمْ خَصاصَةٌ)(حشر۔۹)

اقتدار اسلامی پر،حیلہ عاص،خیانت اشعری،سفا کی زیاد،سیاست مغیرہ کی نیرنگ شیطانی،مغضوب و مردود اور ملعون شعراء کو قدس اسلامی میں کون لایا؟ وہ جھوٹوں کے محتاج مند اور جھوٹے ان کے نیاز مند تھے۔ جب اقتدار پر عیاشی طلب، تملق خواہ، چاپلوسی والے قابض ہوئے تو طاقت وقدرت اور حیلہ و بہانہ سے حکومت کو چلایا معاویہ کو اپنی حیثیت چمکانے کے لئے وارثین ثقافت جاہلیت، شعراء غاؤن کو کاندھا دینے کے لئے لانا پڑا جن میں'' جریر مسیحی متوفی ۱۱۱ھ، اخطل متوفی ۹۵ھ ،الحطیہ متوفی ۵۹ھ ،فرزدق متوفی ۱۱۰ھ شامل تھے۔ شعر و شاعری قرآن و محمدؐ وانصار ومہاجرین محمدؐ کی نظر میں مطعون ومعطوب ہونے کی وجہ سے،اہل دین و دیانت ،مردان صالح ،شجاعت وشہامت والوں کے دلوں میں اس بارے میں کراہت و ناپسندیدگی خط سرخ کی طرح یکسر محو ہوگئی تھی لہٰذا اسے فروغ نہیں مل سکا،شعر وشاعری ملاعنہ عورتوں جیسی رہی کبھی عزت اور کبھی ذلت وخواری کا سامنا ہوتا رہا، بنی امیہ کے اقتدار طلبوں نے شعر وشاعری کو ہلکا پھلکا جاری رکھا یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز مرد دیندار وایماندار مومنین کے دوستدار اور فاسقین سے نفرت کرنے والے اقتدار پر آئے تو ان کو دوبارہ مردود کیا ان کی تمام حیثیت کو ختم کیا۔

اشعار گوئی اور شعراء کی پذیرائی کی ممنوعیت اور معاشرہ سے بدریت کے بعد دوبارہ اس مطلقہ بائنہ سے رجوع بنی امیہ کے بعد وسیع پیمانے پر اٹھانے کا سہرا بنی عباس کو جاتا ہے،اس میں بادشاہ پرستی ، کبر پرستی کے کلمات داخل کر کے نیا رنگ ڈالا گیا،مہدی عباسی سے شعراء کو درہم و دینار سے بھرے خزانے اور خلعات کثیرہ دیتے تھے،اندرون ملک رقیبوں حریفوں کے خاتمہ کے بعد میدان صاف ملا تو انہوں نے عیش ہی کرنی تھی اور انہیں درباری چاہیئے تھے۔اس دور میں مفاد پرست خصوصاً شاہ پرست شعراء کو بہت پزیزائی ملی ،اپنے منظور نظر افراد کو چاند

سورج گردانتے والے شاہ پرست ملے یہاں تک یہ دور گذرتا ہوا ہارون رشید تک پہنچا۔ ہارون رشید دن رات ان کے ساتھ گزارتے تھے پورا نظام حکومت برامکہ پر چھوڑے ہوئے تھے۔انہوں نے مملکت چلانے کے تمام اختیارات یحیٰی اور ان کے بیٹے کے سپرد کردیئے، امیراطوراسلامی کے خزانے بے دین و بے ضمیراوردین فروش شعراء کیلئے کھلے تھے۔ قارئین اس کا اندازہ اس حقیقت سے بھی کر سکتے ہیں کہ شعر گوئی جو کبھی عربوں کا مزاج بنا ہوا تھا نزول قرآن کے بعد شعراء شرمندہ ہو کر شعرگوئی سے گریز کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دس سالہ جنگ ومبارزات میں کہیں بھی میدان جنگ میں اصحاب نے رجز گوئی نہیں کی۔ یہاں تک کہ دور خلیفہ دوم میں اطراف ملک اسلامی میں رہنے والے کسی بادشاہ نے امیر المومنین کو اپنے ہاں کے شعراء کے اشعار ارسال کرنے کا لکھا تو حضرت عمر نے لکھا ہمارے نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم میں شعر گوئی کی مذمت آنے کے بعد جن کو شعر آتے تھے وہ بھی شعر گوئی کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ ہم مسلمان اب اس قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسند خلافت راشدین پر جب معاویہ بن ابی سفیان آئے وہ مہاجرین و انصار ان کی بزم میں کم شرکت کرتے تھے۔ یہاں سے انہوں نے اطراف حجاز سے شعراء کو بلایا اور ان میں تازہ دم پھونکا کہ وہ اشعار گوئی کو زندہ کریں اور بدعت مدفون کو زندہ کریں۔ عتاب مسلمین سے جان چھڑانے کے لئے احادیث گھڑنا شروع کی گئیں کہ اصحاب شعر پڑھتے تھے۔ پہلے مرحلے میں حسان بن ثابت جو اسلام لانے سے پہلے شاعر تھے کے بارے میں یہ بات جعل کی کہ بعد میں ان کو شعر گوئی کی اجازت مل گئی تھی لیکن یہ اجازت کس نے دی؟ کیا پیغمبرؐ آیات قرآن کے حکم کو منسوخ کر سکتے ہیں؟

جن شعراء کو معاویہ ابن ابی سفیان اور ان کے بعد کے خلفاء بنی امیہ نے دار العاصمۃ دمشق میں بلایا اور انہیں بہت سے اعزازات سے نوازا ان مشہور شعراء میں جریر مسیحی بھی تھا۔ انہیں خاص طور پر انصار کو ذلیل کرنے کیلئے بلایا اور نوازا گیا۔

اخطل اور فرزدق تھے، سب بے دین و فاسق تھے وہ خلفاء کو رغبت فسق و فجور دیتے تھے یہاں تک کہ دور عمر بن عبدالعزیز آیا تو انہوں نے ان کو حقارت و کراہت اور نفرت سے دیکھا۔ جو شعر گوئی قرآن میں مذمت کی بنیاد پر مکہ و مدینہ میں ساٹھ سال تک ممنوع الورود قرار پائی تھی معاویہ بن ابی سفیان نے اسے دوبارہ واپس لا کر پھر زندہ کیا معاویہ پر سبّ وشتم کی بارش برسانے والے اسی شعر گوئی میں اہلبیت کے فضائل پیش کرتے ہیں، اس پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان شعراء کے حق میں نا معقول اور خلاف قرآن اجر وثواب گڑھا ہے۔ باطنیہ فرزند مشترک مجوس و یہود و صلیب نے دین محمدؐ سے انتقام لینے کیلئے شعراء کے اجتماعات کا انعقاد کیا۔ فاطمہ زہرا سے بھی اشعار منسوب کیے ہیں اور کہا آپ شاعرہ تھیں ۔ جنگ احد میں مشرکین نے واپس جاتے وقت فتح کے غرور میں اشعار پڑھے تو لشکر اسلام سے کوئی جواب نہیں ملا، کسی نے علی ابن ابوطالب سے کہا آپ جواب دیں لیکن آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ اجازت دیں گے تو جواب دیں گے۔ تو انہوں نے رسول اللہ سے کہا کہ آپ علی ابن ابوطالب کو کہیں کہ وہ جواب دیں تو نبی کریمؐ نے فرمایا علی سے نہیں کسی اور سے کہو۔

معنیٰ شعر ”احلی شعر اکذبہ“ ”وَ الشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ“

جھوٹ اور شعر میں انفکاک ناپذیر ہے۔ تاریخ آداب لغت عربیہ جرجی زیدان سے نقل ہے: دور جاہلیت میں شعروں میں زیادہ تر میدان جنگ میں مرنے والوں کو غلو آمیز کلمات میں یاد کرتے تھے فلاں کے مرنے سے آسمان زمین پر گر گیا چاند سورج کو گرہن لگا، زمین نے مصیبت کا لباس پہنا ہے۔ اسی طرح میدان جنگ میں شرکت کرنے سے کوتاہی برتنے والوں کے خلاف ہجو کرتے تھے جو واقعہ ان کو پسند آیا اس کی تعریف میں مبالغہ کرتے تھے بعض اپنے خاندان کے بڑوں کا ذکر کرتے وقت فخر و مباہات کرتے تھے ہجو اور فخر شاعروں پر غالب ہوتا تھا بڑے بڑے نامدار شعراء، ہاجی غاوی، ان کا شیوہ طماع و لالچ تھا۔ جب تک شاعر جھوٹ

نہیں بولتا وہ شاعر نہیں بنتا تھا لہٰذا صحابہ کرام تأسی نبی کریمؐ میں شعر گوئی سے گریزاں رہتے ،جس دن قرآن کریم میں شعر کی مذمت آئی اس دن سے انھوں نے شعر پر توجہ چھوڑ دی لیکن وزیر اطلاعات باطنیہ نے کسی صحابی واہل البیت کو نہیں چھوڑا جس کی طرف شعر کی نسبت نہ دی ہو،ان کی نظر میں شعر مثل متعہ ہے جوان کے خیال میں تھوڑی دیر کے لئے منسوخ ہوااور پھر دوبارہ بحال ہوگیا۔شعر و شاعری اسلام اور تاریخ اسلام میں منفور وملعون قرار پانے کا ایک گواہ صدق، عربوں کو فصاحت و بلاغت کا اصول دینے والا، مبتکر علم معانی عبدالقاہر جرجانی متوفی ۴۷۱ھ ہے، دفاع از شعر وشعراء میں مثل اسپ تازہ چاک وچو بند سوار ہوکر میدان میں اترے لیکن تمام توانائیوں کو جولان دینے کے بعد دفاع سے عاجز و قاصر رہے اس حوالے سے ان کی کتاب دلائل اعجاز فی علم المعانی ملاحظہ کریں۔ کتاب دلائل اعجاز کے ابتدائی صفحات کی پہلی فصل میں لکھتے ہیں ’’**فی الکلام علی من زھدفی رویة الشعر و حفظه و ذم الاشتغال بعلمه و تبعه لایخلوا رأیه من کان ھذا رأیة من امور**‘‘

شاعریت سے گریزی اور اس کی مذمت کی برگشت شاعروں کی، ہزل وسخف، بیہودگیوں، سبّ وشتم و دروغ گویوں اور پاگلوں جیسی حرکات وگفتار سے مستند ہے۔

امام بلاغہ نے ان تین وجوہات و مذمومات شعری کو رد کرتے ہوئے ہر ایک کی رد کے بارے میں جواب دیا مثلاً کہا شعراء کی ہذل گوئی، شخصی کذب و باطل گوئی موجب مذمت قرار نہیں پاتی کیونکہ نثر گویان کی تعداد ان سے زیادہ ہے ان میں بھی ان جیسی حرکات باطل، اکاذیب اور سب وشتم بہت پائی جاتی ہیں ان کی بھی مذمت ہونی چاہئے۔ان کی دلیل کے کمزور ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں علماء نے تفسیر قرآن میں بیان معانی قرآن کے لئے اشعار سے استناد کیا ہے۔ان کا یہ استناد اپنی جگہ قرآن سے خیانت ہے ان کی شرعی ذمہ داری تھی کہ وہ

آیات قرآن سے استناد کرتے۔شاعری کی خرابی کی دلیل یہ کہ ادیب سے لیکر گرے ہوئے جاہل وانپڑھ کو بھی اس لشکر میں بھرتی کرتے ہیں کہ جو جتنا جھوٹ بول سکے وہ بولے۔ادب کو ادب اسلئے کہا گیا کہ شعر قرآن کریم کے مقابل میں شرمندہ ہوکے سر نیچے ہوکر دیوار کعبہ سے نیچے گرے تو اس دن سے وہ اٹھ نہیں پائے نبی کریمؐ کی مسلسل ۲۳ سالہ دعوت اسلام میں شعر سے گریز کیا گیا میدان جنگ میں ''ھاانا یا عدو الله '' کہنے والے علی،حمزہ،سعد بن قیس،قیس بن سعد، عمار یاسر،زبیر بن عوام وغیرہ نے بھی کبھی میدان جنگ میں رجز یہ شعر گوئی نہیں کی یہاں تک نبی کریمؐ کی وفات کے بعد شعر کو اٹھنے کا موقع نہیں دیا لیکن اس مطلقہ بائنہ کو معاویہ بن ابوسفیان نے دوبارہ بلایا کیونکہ انہیں اس کی ضرورت تھی مسلمان شاعر نہ ملے تو مسیحی شاعر کو بلایا۔لیکن پھر بھی اس میں جان نہیں آئی شعر میں اس وقت جان آئی جب قصور حکومت میں اہل فارس کا غلبہ ہوا مزاج چاپلوسی وتملق رکھنے والے اور بادشاہ کو خدا اور خود کو بندہ کہنے والے قصر خلفاء میں آئے۔

''افصح الفصحاء ابلغ البلغاء '' امام البلاغت عبدالقاہر جرجانی عاقبت نااندیش نے شعر وشاعری سے دفاع کیا 'دلائل الاعجاز' میں شعر کی مذمت کرنے والوں کے خلاف دلائل دیئے لیکن ان کو اس سلسلے میں شرمندگی ہی اٹھانا پڑی غلط طریقے سے دفاع کیا، یہاں سے شعراء کو مقام ملا،عبدالقاہر کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ شعر میں جھوٹ نہیں،مبتکر علم معانی مدافع شاعری نہیں کہہ سکے شعر میں جھوٹ نہیں یا جھوٹ برا نہیں یا شاعر ہجو گر یا ملاق نہیں یا شاعر شعر فروشی نہیں کرتا ہے،شعر جھوٹ سے رونق لیتا ہے نیز شعروں میں کھلی غلط گوئی،سب وشتم اور باطل پایا جاتا ہے۔لوگوں کو ذلیل وخوار کرنا دشنام دینا عام موضوعات ومعمولات شعر ہیں۔یہاں جرجانی نے جواب جدلی بنایا اور کہا اگر جھوٹ ھزل وغزل سب وشتم کی وجہ سے شعر مذموم ہے تو یہ نثر میں بھی ہوتا ہے نثر گویان بھی جھوٹ بولتے ہیں،اسطرح غصے اور غیر منطقی طریقے سے اس نے شعر سے دفاع کیا۔آخر میں اس

نے روایات منحولہ سے بھی استناد کیا یہاں تک سورہ یٰسین کی آیت ۶۹ میں اللہ نے فرمایا ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھائے بلکہ شعر گوئی ان کے لئے سزاوار نہیں، یہ ان کے شایان شان نہیں۔ یہاں بھی جرجانی نے آیت کی تفسیر بالرائے کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ شعر بے بنیاد و بے اساس ہیں۔

﴿وَ الشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُون﴾ سورہ شعراء آیت ۲۲۴ موضوع کا آغاز آیت ۲۲۱ سے ہوتا ہے " **هل نبئكم** " کیا میں تمہیں خبر دیدوں شیطان کس پر نازل ہوتے ہیں، مشرکین نے کہا تھا قرآن کی آیات شیاطین نازل کرتے ہیں اللہ نے فرمایا نہیں رب العالمین نے نازل کی ہیں روح امین پہنچاتے ہیں شیطان ہر جھوٹے گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں " افاک " صاحب میزان نے لکھا ہے افاک کذاب کو کہتے ہیں، خبر کو صدق سے کذب کی طرف موڑنے والے کو اثیم کہتے ہیں یعنی اخبار قبیح پھیلانے والوں پر نازل ہوتے ہیں وہ یہ خبر انسانوں کے کانوں میں بھرتے ہیں ان میں اکثر و بیشتر جھوٹے ہوتے ہیں شعراء وہ ہیں جن کی پیروی غاوین کرتے ہیں یعنی گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں " **و من عجب العجاعب** " مفسرین نے بغیر کسی بحث و تحقیق کے سورہ الشعراء کی آخری آیت کو دفاع شعراء میں گردانا ہے یہ یکے از مصادیق جلی بالرائے " منہی عنہ " کا ارتکاب ہونے کا مصداق ہے کہ انھوں نے یہاں استثناء پر بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی ہے " **و اعجب من هٰذا** " صاحب ھدٰی القرآن نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا یہ اس وقت کے شعراء کے طبقے کی صورت حال تھی کہ وہ لوگ گمراہ تھے، آیات قرآن کی تفسیر بالرائے برملا کرتے ہوئے انہوں نے ببانگ دہل مذموم کو ممدوح قرار دیا ہے پھر انہیں شعراء سے نکالا ہے اس آیت سے مراد صرف شاعر نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو وحی کو چھوڑ کر اپنے خیالات و تخیلات کی پیروی کرے وہ سب مراد ہیں، اسی طرح یونان کے فلسفے کے پیروکار ہیں جنھوں نے حقائق کائنات کی بجائے یونانیوں کی پیروی کی ہے نیز عرفاء اور

صوفی ہیں بعض متکلمین ہیں بعض فقیہ بننے والے فقہاء ہیں بعض علمائے سوء ہیں اور بعض مصنفین جو اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ انہیں جہاں سے بھی کچھ ملتا ہے اس کے صلے میں بات کرتے ہیں، اپنے قلم کو فروخت کرتے ہیں یہ سب شعراء کے ضمن میں آتے ہیں۔ روایات اسلامی میں ان کی صفات بیان کی گئی ہیں اور ان سے برأت کی گئی ہے یہ آیت ان لوگوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے دین اللہ کو تبدیل کیا ہے، امر اللہ کی مخالفت کی ہے۔ یہاں شعراء سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اپنی سوچ وفکر وخیالات کو دین سمجھتا ہے۔ آیت اللہ فضل اللہ نے بھی استثناء پر بحث کرنے کی زحمت محسوس نہیں کی۔

شعراء آیت "۲۲۴" استثناء متصل امکان پذیر نہیں:۔

سورہ شعراء کی آیت ۲۲۴ مذمت شعر وشعراء میں آیات محکمات، قاطعات، ساطعات، تأبی الاستثناء لیکن باطنیہ نے "**الاالذین امنو**" سے شعراء مومنین کو جو استثناء دیا ہے وہ تفسیر بالرائے مذموم کا مصداق جلی ہے۔ یہاں مفسرین نے "**تقربا الی مذھبم و مشربھم**" اپنے مذہب ومشرب کے حق میں تحریف طفرائی کی ہے۔ ان کے اقوال ونظریات مضطرب ومشوش ہیں انہوں نے تنہا اس استثناء پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ فواسد ایمانیات، مذاہب باطلہ، کیسانیات سے وابستہ شعراء مرتذقہ درباریات حسان بن ثابت، جریر مسیحی، دعبل خزاعی، سید حمیر یکیسانی ، احطل ، ، فرزدق ، ابونواس، ابوالبختری سے لیکر مرزا غالب، دبیر، میر تقی میر، جوش ملیح آبادی ، میر انیس، محسن نقوی، بوا شاہ عباس وغیرہ کو اعلیٰ مقام والقابات سے نوازا اور کہا یہ شاعر اہلبیت ہیں۔ گویا قرآن میں مذمت شعراء میں کوئی آیت نہیں آئی۔

سورہ شعراء میں ﴿وَ الشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ ۲۲۴ آگے "**اِلّا الّذین اٰمنو**" کو استثناء کہا ہے تمام مفسرین نے اس استثناء کے بارے میں کسی قسم کی بحث وگفتگو، دیگر احتمالات پر روشنی ڈالنے کی زحمت کئے بغیر لکھا مؤمنین شعراء

اس سے مستثنٰی ہیں۔ مفسرین کی تفسیر قرآن میں تجانب یا تجایز فرقہ گرائی کی واضح ایک نشانی اس آیت پر بحث نہ کرنا ہے، اگر کسی نے اس پر بحث نہیں کی تو دیگران سے بحث ساقط ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ حق وانصاف کا تقاضا تھا وہ یہاں اس استثناء کی اقسام بتاتے اور اس استثناء کے بارے میں مجوزہ احتمال ذکر کرتے، ترجیحات یا مرجوعات ذکر کرنے کے بعد زیادہ وزن کی حامل ہوتیں ان کا ذکر کرتے لیکن انہوں نے اس بارے میں لب کشائی ہی نہیں کی اور نہ نوک قلم کو اس طرف موڑا ہے۔ علمائے فرق کا امتیاز رہا ہے کہ جہاں ان کے مذہب کی اساس کو خطرہ لاحق ہو وہاں یا تو روایات حشیش سے تمسک کرتے ہیں یا وہاں سے فوراً گزر جاتے ہیں اور سائل سے حق سوال کی گنجائش اور موقع چھین لیتے ہیں۔ ہم نے بہت سے بزرگ علماء سے پوچھا آغا صاحب یہ استثناء کس قسم کا ہے تو وہ ٹال مٹول کرکے گزر گئے جس طرح اپنے لئے باعث خطر والی روایات پر متفق علیہ لگا کر گزر جاتے ہیں، بطور مثال علامہ البانی عصر معاصر کی تحقیق اسناد روایات کرنے والے نے بھی ۷۳ فرقوں والی روایت پر متفقہ علیہ کا بورڈ لگایا ہے جبکہ بہت سے علماء نے اس حدیث کی سند ومتن کو مخدوش گردانا ہے۔ لیکن ان کی سیرت بعد میں آنے والوں پر حجت نہیں کہ سب کے کہنے کے بعد اگلے آنے والوں کے لئے اظہار نظر ختم ہو جاتا ہے، یہ مسائل وہاں ہو سکتے ہیں جہاں مسئلہ اجتماعی ہو، مشترکہ فیصلے کے بعد کسی نے آواز اُٹھائی ہو تو وہاں مفرق جماعت کے عنوان سے برا سمجھا جا سکتا لیکن جہاں عقلیات وشرعیات کی بات ہے وہاں شاذ ونادر کو روکنا علم سے خیانت ہوگی ''رُبّ شهـرة لا اصل لـه'' شذورات ونوادرات کو بھی اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دینا چاہیئے۔ ہم یہاں اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بحث استثناء کو اُٹھاتے ہیں استثنٰی مادہ ''ثـنـى'' سے باب استفعال کا مصدر ہے یعنی صرف استثناء کے بعد والے کلمہ کو سابق سے اخراج کریں مثلاً کہتے ہیں قوم آگئی ہے یہاں احتمال رہتا ہے ساری قوم بغیر کسی استثناء کے سب آگئی ہے کوئی باہر نہیں یا نہ

آنے والے کی کوئی حیثیت نہیں ہے لہٰذا ایک شک ہوتا ہے یہاں بات واضح ہونی چاہئے کہ واقعی سب آئے یا کوئی اہمیت والا نہیں آیا ہے، اس کی وضاحت ہونی چاہئے لہٰذا علمائے نحو نے اس پر کتب نحو میں تفصیل سے بحث کی ہے کتاب معجم قواعد عربیہ فی النحو والتصریف تألیف عبد الغنی الدقر دار القلم دمشق ص ۴۷ لکھتے ہیں،

المستثنیٰ تعریفہ: **هو اسم يُذكر بعدَ ((اِلّا)) او احدی اخواتها مخالفا فی الحکم بما قبها نفياً او اثباتاً**، جملہ سابق کے بعد کلمہ الّا کے ذریعے ایک اسم کا ذکر کرے جو پہلے نفی و اثبات میں مختلف ہو یہاں ایک بحث ادوات استثنیٰ ہے، ہم اس میں بحث نہیں کرتے ہماری بحث مستثنیٰ کی قسمیں ہیں۔ علمائے نحو نے مستثنیٰ کی دو قسمیں بتائی ہیں۔

۱۔ مستثنیٰ متصل جہاں مستثنیٰ جز مستثنیٰ منہ ہو یا اس کا حصہ ہو یا اس کی جنس ہو۔

۲۔ دوسرا مستثنیٰ مستثنائے منقطع ہے یعنی مستثنیٰ جو ہے مستثنیٰ منہ سے خارج ہے یہاں کوئی چیز خارج نہیں بلکہ مستثنیٰ منہ کی اہمیت بتانا ہے جیسے ''**جاء الحجاج اِلّا الامتاع**'' حاجی آگئے لیکن سامان نہیں آیا یہ ایک کی اہمیت بتانے کے لئے ہے۔ اس اصول کے تحت ہم یہاں دیکھتے ہیں مستثنیٰ جو ہے مستثنیٰ منہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے اب آتے ہیں الشعراء یتبعھم الغاوٗن ﴿ شعراء مبتداء ہے ''**یتبعهم الغاوٗن**'' خبر ہے غاوٗن کے بعد صفت غاوٗن ہے اب آتے ہیں ''**اِلّا الّذین آمنوا**''، ایمان لانے والے کے لئے دو احتمال ہیں استثنائے متصل ہے جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے ۔اس کی مثال ایسی ہوگی شعرائے غاوین اور مومنین میں کوئی چنداں فرق نہیں شعراء وہی ہیں جو غلط گوئی کرتے ہیں، جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں یعنی شاعر وہ ہے جس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ شعر حقیقت اور غلط گوئی سے مزوج ہوتا ہے یہ ایک مسلم بات ہے لہٰذا شعر کی تعریف میں بڑے بڑے شعراء نے کہا ہے'' **احلی شعر اکذبه**'' بہترین شعر وہ ہے جو زیادہ جھوٹ پر مبنی ہو شعر کی برائی کے لئے یہی کافی ہے۔ مشرکین مکہ نے قرآن اور نبی کریم محمد ﷺ کو مسترد کرنے کے لئے کہا قرآن

شعر ہے، محمدؐ شاعر ہیں، اگر شعر میں کوئی اچھائی ہوتی تو وہ محمدؐ کے بارے میں یہ نہ کہتے محمدؐ شاعر ہیں اور نہ یہ کہتے قرآن شعر ہے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص کہے کل فلاں جگہ پر مومن شرابی آئے تھے چنانچہ شعر میں کوئی خوبی نہیں کہ کوئی مومن بھی ہو اور شاعر بھی اور لوگ کہیں وہ مومن شاعر ہے۔

۳۔ سب جانتے ہیں شعراء کے بہت مراتب وطبقات ہیں ابتداء سے آزاد شاعر سے لیکر، امراء القیس تک مراتب ہیں امراء القیس دوسروں کے اشعار کا ترازو، مقیاس ہے۔ ابھی تک کوئی شاعر ایسا نہیں نکلا ہے اور نہ آئندہ نکلے گا جو بے داغ ہو، دیکھتے ہیں چند شعراء کا نام لیں جو مومن ہوں جنہوں نے شعر کہے ہوں اور وہ بے داغ ہوں، معمولی گناہ بھی نہیں کیا ہو اپنے شعر میں غلط گوئی نہ کی ہو یا برا کردار نہ رکھتے ہوں یا عقائد فاسد نہ رکھتے ہوں۔ اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد حتیٰ شاعر اسلام جو ضرب مثل بنے ہیں ان میں حسان بن ثابت ایک بزدل انسان تھے گالی دینے والے شاعر تھے، فتنہ حصار عثمان ابن عفان، جمل وصفین میں الگ رہے، واقعہ افک کا حصہ رہے۔ اس کے بعد، جریر مسیحی، دعبل خزاعی، سید حمیری کیسانی، احطل، فرزدق، ابونواس، ابوالبختری سے لیکر مرزا غالب، دبیر، میر تقی میر، جوش ملیح آبادی، میر انیس، محسن نقوی، بوا شاہ عباس سب شاعر گمراہ ہیں گرے ہوئے انسان ہیں اگر دنیا میں کوئی با فضیلت اور صاحب شرف انسان ہیں تو وہ صرف اور صرف مؤمنین ہیں۔

حکمران جب اصول مقررہ سے اقتدار پر آتے ہیں تو انہیں تملق اور چاپلوسی کی ضرورت نہیں پڑتی اور جب وہ غیر اصولی یا نالائق ہو تو انہیں ایسے افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب عمرو بن عبدالعزیز اور منصور دوانقی آئے تو انہوں نے شعراء کیلئے دروازے بند کیئے۔ اسی طرح عبداللہ سفاح اقتدار میں آیا تو اس نے بھی شعراء کے راستے بند کیے۔ لیکن منصور دوانقی کی جمع کردہ دولت کا وارث مہدی عباسی بنا تو اس نے کبھی کبھی بے کاری وفراغت میں انہیں بلایا تو ان کے آنے سے

سلطنت داری کم اور عیاشی بڑھ گئی۔ بنی امیہ کے دور کی طرح شعر وشاعری دوبارہ واپس آئی، لیکن اعیاد حجاز میں پہلے سے نہیں تھیں، شام میں اسلام کی وہ روح نہیں آئی تھی جو مکہ اور مدینہ میں آئی تھی کیونکہ شام مستعمر مسیحی تھا اس وقت بھی شام میں مسیحی ہوتے تھے۔ تاریخ میں بنی امیہ کے کسی بھی خلیفہ کی حیات میں نہیں آیا کہ خلیفہ نے عید کی نماز پڑھی ہو خطبہ دیا ہو یا کبھی لوگ اور وزراء تہنیت عید کیلئے آئے ہوں۔ اس حوالے سے بنی امیہ کا دور بہت سی لغویات ولہویات سے پاک دور تھا۔ نبی کریمؐ اور خلفاء راشدین کے دور میں اعیاد کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ لاوارث بدعت عید اور مطلقہ اسلام شعر کے درمیان ازدواج، ازدواج منحوسہ و نامانوسہ و نامالوفہ کو رنگ شریعت دینے اور نسب بنانے کے لئے حدیث سازوں نے حدیث گھڑنا شروع کیں۔ سورہ شعراء کی آیت میں تحریف کی، شعر کے حق میں حدیث گھڑ کر اہل بیت رسول اللہ، عائشہ ام المومنین، فاطمہ زہراء، علی سے نسبت دی، شعر سے روزہ رکھنے والے خلفاء پر شعر گوئی کا الزام لگایا وہاں سے شعر و عید ساتھ ساتھ چلتے رہے شعر کے لئے عید چاہیئے تھی عید کے لئے شعر چاہیئے تھے چنانچہ عید نوروز میں بیہودگیوں کی اجازت صرف اہل فارس کو دی کہ وہ اپنی یاد جاہلیت و مجوسیت تازہ کریں، اس فعل نامشروع کو مسلمانوں کے بیچ انجام دینے اور مسلمانوں کو خاموش کرنے کیلئے ان کو افطار روزہ رمضان کے آخری دن بطور عید منانے کا کہا اور یہ بھی جہاں خلفاء و امیر لشکر مناتے تھے۔

بنی امیہ ممنوع و منفور شعراء کو واپس لائے لیکن اعیاد جاہلیت کو واپس نہیں لائے۔ بڑے اسلامی شہروں مکہ و مدینہ حتیٰ کوفہ و بصرہ میں بھی عید نہیں ہوتی تھی۔ چونکہ عید کے مظاہر میں سرتاپا جاہلیت ہوتی ہے دین و شرافت سے آزاد بلکہ پدر و مادر آزاد لوگ مناتے ہیں اس لئے اسلامی معاشرے میں نہیں منا سکتے تھے۔ بنی امیہ کے خلفاء گرچہ فاسق و فاجر تھے لیکن مظاہر اسلام کو کم چھیڑتے تھے، اسلام مخالف افراد کو فوراً کیفر کردار تک پہنچاتے تھے غرض اس دور میں بھی یہ دو عیدیں

منانے کی خبر کہیں سے بھی نہیں ملتی ہے ان کے کسی بھی حتیٰ فاسق و فاجر خلیفہ نے بھی عید کی نماز پڑھائی ہو، خطبہ دیا ہو یا قصر خلافت میں عید منائی ، نہیں ملتا ہے۔ اگر رسول اکرمؐ کے دور میں ایسا ہوتا تو بنی امیہ اپنا جلال دکھانے کے لئے یا خود کو اسلام سے وابستہ دکھانے کے لئے عید ضرور مناتے اور تاریخ میں اس کا ذکر ہوتا یہاں تک کہ پیغمبرؐ سے لیکر خلفاء تک ۔ نام سے ۔ نشر ہونے والے خطب کو تین جلدوں میں ''جمهرت العرب '' کے نام سے نشر کیا ہے ان میں کہیں بھی عید کے نام سے کوئی خطبہ نہیں ملتا ہے۔ دورِ خلفائے بنی عباس میں عید کا نام اس وقت آیا جب اہل فارس جو اپنے گزشتہ بادشاہان کی تاج پوشی کی یاد میں نوروز و مہرجان کے نام سے دو عیدیں انتہائی شان و شوکت سے مناتے تھے ان کا بنی عباس پر احسان تھا کیونکہ وہی ان کو اقتدار پر لائے تھے انھوں نے خلفا سے اصرار و تکرار اور درخواست کر کے نوروز منانے کی اجازت لی چنانچہ انھوں نے ۔ عرب مسلمانوں کو خاموش کرنے کے لئے عیدین متعارف کروائیں گرچہ سرکاری طور پر وہ نوروز اور مہرجان ہی مناتے تھے یہ ذکر تاریخ اسلام ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن میں آیا ہے اگر پوچھیں عید اسلام میں کب آئی تو حسن ابراہیم کہتے ہیں بنی عباس کے دور میں آئیں اگر اس کو نہیں مانتے تو اس سے پہلے ہونے کا کسی تاریخ سے حوالہ ثابت کریں ،آپ کا دعویٰ آپ کی دلیل دونوں حضرت عائشہ کی روایت ہے۔ ہمیں اصرار نہیں کہ عید بنی عباس کے دور میں شروع ہوئی آپ ثابت کریں راشدین سے لیکر ایک سو بیس ہجری تک کے دور میں کسی بھی موقع پر مسلمین نے عید منائی ہو۔ بنی امیہ کو شرم و حیا مانع ہوئی کہ وہ اعیاد جاہلی کو زندہ کریں چہ جائیکہ اسلام کے نام سے عید منائیں۔ کسی تاریخ سے نہیں ملتا فلاں خلیفہ نے عید کی نماز پڑھی ، خطبہ دیا یا خلیفہ کی جگہ اس وقت کے مشہور و معروف و مقرب دربار عالم دین نے نماز عید کا خطبہ دیا ہو۔

علماء و محققین کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس عید کا شور شرابہ، ہاہو، لہو و لعب اور عیش و نوش والی عید میں اسلام کا کونسا عنصر پایا جاتا ہے۔ آیا اسلام عین خوشی ہے عین لہو و

لعب ہے عین عیش ونوش ہے عین تفریح وسیاحت ہے۔ عین یاد شب زفاف ہے یا عید کا ایک حصہ اسلام ہے یعنی دو رکعات نماز بمعہ اوراد صوفیاء اضافہ ہے، کیا عید کے لوازمات میں سے ایک دوسرے سے ملنا ہے، عید کے بعد مبارک بادی کہنا، گھروں میں جانا، بڑوں کو عید مبارک کہنا عیدی دینا پھر قبرستانوں میں جا کر قبروں پر پھول ڈالنا چادریں چڑھانا اور مردوں کو کہنا ''جائے شما خالی'' بھی عید کا حصہ ہے؟

برادر ناقد وقادح گرامی آپ مراجع عظام کی سنت وسیرت غیر صالحہ پر نہ چلیں جو اپنے گرد و پیش یمین و یسار میں ہونے والے منکرات وسیأت کے بارے میں توریہ کر کے جان بچاتے ہیں، لوگوں کو ٹرخاتے ہیں یہ تقیہ وتوریہ آپ کو قیامت کے دن کام نہیں آئے گا۔ جس طرح آغا برقعی و مصطفیٰ حسینی اور دیگرا کابرو مصلحین نے تقیہ چھوڑ کر ایک حقیقت اور واقعیت وہ نا قابل انکار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کیا مراجع علماء، صلحاء، دیندار ومتدین عید نوروز و تاج پوشی استبداد یان کو نہیں مانتے؟ عید مولود کعبہ نہیں مانتے؟ عید میلاد النبیؐ نہیں مانتے ہیں؟ آپ کہتے ہیں مسلمانوں کی دو ہی عید ہیں؟ آپ وہ بات نہ کریں جو علماء ایران کرتے ہیں ''لباس خوب، غذا خوب خوردن چه اشکال دارد'' ؟ یہ جو اموال انسان مسلمان کے پاس ہیں وہ اللہ کی امانت ہیں حضرت علی نے فرمایا ''**فی حلالها حساب و فی حرامها عقاب و فی شبهات عتاب**'' اس کیلئے ضروری ہے مال کے تصور کو سمجھیں، مال کیا چیز ہے، دنیا میں انسانوں کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ سورہ حدید کے تحت اللہ کی امانت ہے ﴿**آمِنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ أَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ أَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ**﴾ (حدید۔۷) مال کہاں خرچ کرنا ہے کہاں نہیں کرنا ہے یہاں انسان آزاد نہیں کہ مال ضائع کریں۔ پہلے مرحلے میں دیکھیں حکمت مال مقصد مال کیا ہے؟ جس نے اس کو حاصل کیا ہے اس نے اس پر توانائی صرف کی ہے اس کے

فائدے میں استعمال ہونا چاہیئے، قرآن میں ہے بخل نہ کرو اپنے پر خرچ کرو، دوسری طرف ضرورت کے موقع پر زیادہ خرچ کرنا بھی منع ہے اس بارے میں سورۃ اسراء ۲۹، فرقان ۶۷ ملاحظہ کریں۔ یعنی اسراف نہ کرو تبذیر نہ کرو اور نہ ہی روک کے رکھو (توبہ۔۶۷)۔ سورۃ طلاق آیت ۷ میں بھی آیا ہے۔ بچانا اور خرچ کرنا دونوں کے لئے ہدایات ہیں۔

۲۔ مال ایک حوالے سے سب کا ہے جو زحمت کرتا ہے مشقت کرتا ہے مال بناتا ہے مثلاً زمینداری کرتا ہے، شکار کرتا ہے، مال مویشی رکھتا ہے اس سے کماتا ہے لیکن اصل مادہ ہے اللہ نے بنایا ہے، انسان کے مال کے خرچ کا پہلا حصہ اللہ کا ہے، زمین اللہ کی ہے، پانی اللہ کا ہے، سبزیاں اللہ کی ہیں، جانور اس کی مخلوق ہیں لہٰذا اصل سرمایہ اللہ کا ہے۔ تیسری طرف وہ مساکین، یتیم، معذور، محتاج مندو ضرورت مند ہیں، تو صرف کرتے وقت تین اطراف کو ملنا چاہیئے، ایک کا سب کو ملنا چاہیئے دوسرا اللہ کے راستے میں دینا ہے جسے فی سبیل اللہ کہتے ہیں، اللہ کی راہ میں دین کی سربلندی کیلئے دیں، تیسری طرف اللہ کے بندوں کو دیں۔ یہ مال تین طرف کا ہے اگر کہیں اس مال کو آپ نے جلایا یا پھینک دیا تو آپ نے خیانت کی ہے آپ کے پاس جو مال ہے وہ تین اطراف کی امانت ہے۔ اگر بیجا صرف کیا حد سے زیادہ خرچ کیا تو اسراف ہوگا یہ بھی خیانت ہے اور خائن کو اللہ دوست نہیں رکھتا ہے اسراف کرنے والے کو اللہ نے شیطان کہا ہے۔

اعیاد و ماتم کی دلدل:۔

جناب محترم دانشور اشتر حسین صاحب آپ سے معذرت کے ساتھ اپنے قارئین و ناظرین کو ایک حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو امت مسلمہ کو درپیش ہے۔ محسوس ہوتا ہے جس کسی نے بھی ان دو عیدوں کی بنیاد ڈالی وہ کوئی ایسٹ انڈیا کمپنی والوں کا رشتہ دار ہوگا جہاں انہوں نے اپنے لئے دفاتر کھولنے کیلئے کچھ زمین حکومتی اجازت سے اور بعد میں پورے برصغیر پر قبضہ کیا، تین سو سال تک برصغیر

برطانیہ کا مستعمر رہا ابھی معلوم نہیں آزاد ہوا ہے یا نہیں۔ یہی صورت حال مسلمانوں کو اس سے پہلے بھی پیش آئی ہے۔ آپ نے دو ہی عیدوں کی بات کی ہے جبکہ یہاں دو نہیں بلکہ آپ نے خرافات مذخرفات نامی بیکٹیریا کی نسل کی پیوند لگائی۔ ہر عید سے عید نکلتی رہتی ہے۔ جناب ناقد ناصح اشتر سے لیکر ان کے پسندیدہ مرجعین آغائے برقعی، حسینی "ومن فی اقتدا ئهما" میں سے کسی نے بھی باقی عیدوں کی کبھی مذمت نہیں کی، کیا ان دو بزرگوں نے نوروز ومہرجان وغدیر ومیلاد اور مولود کعبہ کے نام سے عید منانے کی مذمت کی ہے؟ اگر یہ کام نابالغ بچے کرتے تو بچوں پر تکلیف نہیں باز پرس نہیں ہوسکتی ہے، بقول آغائے واعظ زادہ ہم دوسروں کے ذمہ دار نہیں اگر بڑوں میں سے کوئی ایک دو افراد کرتے تو پاگل، دماغی توازن نہ ہونے والے قرار دیئے جاتے۔ آپ ایک بڑی جماعت کے طور پر جس میں مرد و عورت چھوٹے بڑے سب مل کر کرتے ہیں جبکہ ان عیدوں کے لئے آپ کے پاس کسی قسم کی عقلی اور شرعی منطق نہیں آپ کا کل دین اعیاد و ماتم بن گئے ہیں۔ اعیاد و ماتم میں اصول دین فروع دین ملکی مصالح و مفاسد کے بارے میں گفتگو کی اجازت نہیں یہاں جاہلوں بے دینوں کا قبضہ ہے، جہاں اعیاد و ماتم اور شعر اور مزاقیات کا قبضہ ماتم مظاہر مشرکین ہے۔ شیعوں نے مردوں پر رونے کی سنت مشرکین سے لی ہے ورنہ بعثت اسلام سے لیکر نبی کریمؐ کی وفات تک آپؐ نے اپنے کسی بھی اعزاء گزشتہ، اولادوں، زوجہ خدیجہ، دو بیٹوں، چچا اور والدین میں سے کسی کے نام مجلس ترحیم نہیں رکھی۔ مرنے والے کے نام مجلس رکھنے یا یادبود رکھنے کا سلسلہ ۳۵۱ھ میں معزالدولہ آل بویہ سے شروع ہوا ہے انھوں نے جس انداز سے شروع کیا تھا گویا دین وشریعت کو دعوت مبارزہ دی تھی یعنی انہوں نے کھلا چیلنج کیا تھا چنانچہ اس فعل شنیع کے مجتہد غالی شیخ قمی کو اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ آل بویہ کی اس بدعت کی تاسیس تنہا شیعوں میں نہیں بلکہ دیگر فرقوں میں دوسرے انداز میں کی جاتی ہے، کیونکہ تمام فرقے اپنی تاسیس میں ضد اسلام ہونے میں وحدت ہدف

رکھنے میں ایک ہیں۔امام حسین کے نام سے شروع کر کے ہر فاسق و فاجر انسان کے نام کو زندہ رکھتے ہیں۔لہٰذا اعیاد و ماتم اپنی بے سندی ، بے منطقی اور مفاسد اسباب تاخر میں ایک ماں کا کردار رکھتے ہیں۔

ہمارے ایک فاضل مرکز علوم اسلامی کے استاد آغا جعفری نے کہا ہے ہم صرف اسلام غدیر کو مانتے ہیں ،ہم ان کی اس بات سے حیران ہوئے ہم انہیں عالم دین سمجھتے تھے بلکہ وہ دین سے کتنے بے بہرہ تھے۔گویا ان تمام اعیاد کو منائیں گے تو دین کہاں اور کب منائیں گے، میرے خیال میں آپ نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں ہوگا ،ہم نے اس میں غور وفکر کرنے سے درک کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے پاس اسوقت دین کے نام سے کوئی چیز نہیں ، بیان توحید، بیان رسالت، بیان قرآن، بیان عدالت ، بیان آخرت، بیان حلال وحرام سب پر اعیاد و ماتم نے ڈاکہ مارا ہے،تمام مظاہر دینی کو نامعلوم جگہ پر قید کیا ہے لہٰذا مسلمان ،اصول ایمان، اصول تاریخ ،خوف قیامت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے اندر سے بے دین اور باہر سے دیندار دکھارہے ہیں اس لئے دین کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑرہا ہے۔اتنے بڑے نقصان کا حساب ہونا چاہیئے یہ کیوں اور کس لئے کرتے ہیں؟ کس کے کہنے پر کرتے ہیں؟ قرآن کریم جو خالص ''**وحی منزل من السماء**'' کتاب ہے، اس میں ان کا ذکر نہیں بلکہ اس کے کثیر آیات سے متصادم ہیں اگر سنت وسیرت محمدؐ سے استناد کرتے ہیں تو سیرت وسنت محمدؐ پر لکھی کتابوں میں کہیں نہیں ملتا کہ آپ نے کوئی عید منائی ہو۔دوسری طرف یہ اعیاد مالی وفکری نقصانات کے علاوہ یہ امت مسلمہ کوٹکڑے ٹکڑے اور تتر بتر کرنے میں بڑا کردار ادا کررہی ہیں نیز علماء و دانشوران اور ارباب عقل وخرد کو سر گریبان میں ڈال کر سوچنا ہوگا کہ اس وقت ملت مسلمین دو نہیں درجنوں عیدوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے بعض کے نزدیک باضافہ عرس غیر محدود سیاسی ،قومی تہواروں میں پس گئے اتنی اعیاد کسی اور قوم کو نہیں ملی ہیں دنیا میں بہت سی اقوام وملل اعیاد کے شرور سے محفوظ ہیں اگر آپ

حقیقت اور واقعیت میں درد دین رکھتے ہیں تو آپ کو اس کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ عیدین سے اور کتنے اعیادی بچے نکلے ہیں پھر اس کے بعد برسیاں نکلی ہیں اب مسلمانوں کا کام ہی عید و سالگرہ و برسی میں مستغرق رہنا ہے۔ کثرت روایات سے نہیں ڈرایا جا سکتا ہے جس طرح کثرت اکاذیب سے نہیں ڈرایا جاتا ہے آپ صرف دو تین روایتیں صحیح کر کے دیں آپ کو کتنی کتابیں چاہیئے ہیں کتنی روایات چاہیئے ہیں بہت ہیں صرف وسائل الشیعہ ،مستدرک وسائل کھولیں ہر قسم کی روایات سے پُر ہیں مرسلات، مقطعات،موضوعات ،مرفوعات ہیں ،ان میں ضعیف روایات بھی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا میں ان پر تحقیق کر سکتا ہوں؟ کہتے ہیں کہ تمھاری کیا حیثیت ہے فلاں فلاں مجتہد نے تحقیق کر کے بتایا ہے ۔عید یعنی ''لباس نو پوشیدن غذا خوب خوش مزه خوردن چه عیب دارد ''جن کے پاس ملت کی امانت ہے قرآن میں ﴿وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ﴾(نجم۔۳۹)دو ہفتہ پوری ملت کو کام سے چھٹی کرنا خیانت ہے''عیب دارد ''۔خزانہ ملت سے ہر ماہ مقدار وافر میں رقوم لینے والوں کو عیدی دینا ''عیب دارد ''،اس عید مجوس یا دمجوس کو عید سعید کہنا ''عیب دارد ''۔دنیا بھر کی حکومتیں چھٹی دیتی ہیں۔اگر انسان اپنی سرگرمیاں عقل و منطق کے تحت کرے تو یہ دلیل نہیں بنتی یہ اندھی تقلید ہے جس کی کوئی منطق نہیں بلکہ اسے فرسودگی اور خرافات کہتے ہیں جہاں بغیر کسی تشخیص کے کسی فرد، اجتماع یا حکومتوں کی تقلید میں کچھ نقصان دہ کام انجام دیں۔لہٰذا یہ ایک بے ہودہ و فرسودہ تصور ہے۔ہم دعویٰ حکیم امت و فیلسوف و دانشمندی و دانشوری نہیں کر رہے بلکہ ہم غلام دلیل ہیں۔یعنی کسی کے پاس کوئی دلیل و منطق ہے تو پیش کرے۔اگر آپ خرافات و فرسودگیات میں فلسفہ تراشی کرنا چاہتے ہیں تو اپنی درس گاہوں میں ایک شعبہ اس نام سے بھی کھولیں کہ فلسفہ خرافات اور افسانہ جات کی ڈگری یہاں سے ملتی ہے۔

یہ عید سعید نہیں بلکہ عید اشقیاء ہے جہاں نادار لوگ یہ جملہ کہیں گے جو دور فرعون میں قارون کی خوشی دیکھ کر کہتے تھے ﴿ لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ﴾ دنیا میں کوئی چیز قابل اعتماد وبھروسہ نہیں جس پر انسان خوشی کریں اللہ سبحانہ نے سورہ مبارکہ حدید کی آیت ۲۳ میں دنیا کی چیزوں پر خوشی کرنے سے منع کیا ہے، عید میں اسلام نامی کوئی چیز نہیں ہے صرف دھوکے کے لئے دو رکعت نماز ہے، آپ بتادیں ان دو عیدوں میں صبح کی دو رکعات کے بعد اور کیا چیز پاتے ہیں۔ دو رکعت نماز کیلئے اربوں روپے خرچ ہورہے ہیں، صرف ایک دو دن کی نہیں تین چار دن کی چھٹیاں ہورہی ہیں۔ اب عید پر عید ہورہی ہے، سالگرہ پر سالگرہ ہورہی ہے، برسی پر برسی ہورہی ہے۔ برادر گرامی قدر آپ اور آپ کے مراجع تقلید کے حافظے کو داد دیتا ہوں، ہمارے ہاں ۵۱ ابواب فقہ ہیں ان میں آپ حضرات کو دو باب ازبر ہیں ایک باب خمس ہے دوسرا باب تدلیس ہے یعنی دین کے نام سے دھوکہ دہی، دین کے نام سے بے دینی کا رواج، دو عیدوں کے نام سے درجنوں اعیاد، لباس نو، اور مرغن غذا کے نام سے اسرافیات ولہویات ولغویات ہیں۔ آپ یہاں تدلیس کررہے ہیں نام عید کا لیتے ہیں کام ابلیسی کرتے ہیں، اصل میں آپ دین سے خارج ہونے کا دن مناتے ہیں، اس کی واضح دلیل یہ ہے اس دن روزہ توڑنے والے زیادہ خوشی کا مظاہر کرتے ہیں۔

یہاں مجھے آپ لوگوں کا پسندیدہ کفریہ شعر یاد آرہا ہے کہ جس میں کہتے ہیں،

اسلام کے دامن میں اب اس کے سوا کیا ہے

ایک عید ہے اور ایک ماتم ہے

بعض کے منہ سے غیر شعوری طور پر نکلتا ہے دوسرے ادیان بھی تو عید کرتے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں گویا امت مسلمہ تابع قرآن و محمدؐ نہیں، اب امت مسلمہ تابع دین یہود و نصاریٰ ہوگئی ہے نعوذ باللہ حکومتوں کی طرح لوگوں کی خواہشات پر اترنے کی بات کرتے ہیں بڑے بڑے اجتماعات، نقصانات و

خسارات اور ضیاع اوقات برائے خوشنودی عوام کرتے ہیں۔ مسلمان دن میں سترہ دفعہ یہود و نصاریٰ سے برأت کا اعلان کرتے ہیں پھر ان کی پیروی میں اعیاد بھی کرتے ہیں اس تضاد کی کیا تفسیر کریں گے۔ نصاریٰ نے ان اعیاد کی منطق بنائی ہے، مسلمانوں کی منطق بچوں کی خواہشات ہیں، مسلمان اس منطق کے تحت یہ اعیاد مناتے ہیں؟

اعیاد کسی بھی دور میں پابند شریعت الٰہی نہیں تھیں بلکہ لہو ولعب، رقص و ناچ گانے اور بیہودہ حرکات کا مظاہر رہی ہیں اور اب بھی ایسا ہی ہے۔ اسلام آنے کے بعد معاشرہ اسلامی بطور کامل پابند اوامر و نواہی الٰہی تھا لہٰذا مراسم و مظاہر جاہلی، مزاج و ساخت اسلام کے منافی تھے، قرآن و سنت عملی محمدؐ کے خلاف تھے۔ نبی کریم محمد ﷺ اور خلفاء راشدین کے دور میں کسی بھی حوالے سے مظاہر اعیاد کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ مسلمانوں کا مدینہ منورہ میں پہلی خوشی کا مظہر فتح بدر کبریٰ تھا مدینہ والوں نے اس موقع پر خوشی کا کوئی مظاہرہ کیا نہ بعد کے مسلمانوں نے اس دن کو عید کے نام سے منایا اس کے بعد احد میں شکست ہوئی بہت سی جانیں گئیں لیکن سوگواری میں پرچم سرنگوں نہیں کیا کیونکہ سرزمین مکہ اور مدینہ بعثت خاتم النبیین نبی کریم محمد ﷺ اور نزول قرآن تھی۔ لہٰذا عصر حضور نبی کریم محمد ﷺ اور آپؐ کی رکاب میں پرچم اسلام کو لہرانے والے بدعات جاہلیت کو پس پشت ڈالنے والوں کے وہم و خیال میں نہیں آتا تھا کہ انھوں نے کسی دن خوشی بھی منانی ہے۔

اعیاد و ماتم مہلک حرث و نسل:۔

محترم ناقد و ناصح اشتر حسین نے میری عید کی مخالفت کو ملحدین کی قربانی اور پانی کے ضیاع پر اعتراضات سے جوڑا ہے۔ محترم آپ اس جوڑ میں منفرد نہیں ہیں عصر معاصر کے پڑھے لکھے دانشمندان و علماء اسلام کے نزدیک بہتر اور کامیاب ترین خدمت دین وہ ہے جس میں عصر حاضر میں اغیار اور دشمنان اسلام سے بھائی چارے، ہم زیستگی اور تفاہم دیانت پیش کی جاتی ہے وہ لوگ تھوڑی دیر کے لئے

خود کو دیندار ثابت کرنے کے لئے جذباتی ہوتے ہیں بعد میں مفاہمتی ہوتے ہیں عصر حاضر میں پسندیدہ دین، دینِ قرآن و دین محمدؐ نہیں، دین مفاہمتی ہے دین سازشی ہے۔ گزشتہ زمان میں جو چیز حرام تھی اس وقت اس کے جائز بلکہ مستحسن ہونے کی بات کرتے ہیں۔ سابق زمانے میں قناعت اور کفایت شعاری کی تعریف ہوتی تھی اس وقت باعزت زندگی گزارنے کی بات کرتے ہیں سابق زمانے میں اسراف وتبذیر سے بچنا پسندیدہ عمل ہوتا تھا اس وقت یہ تنگ نظری کی پہچان ہے لہٰذا آپ کو ہندوؤں کی تنقید بری لگتی ہیں چونکہ اب آپ کے پاس پیسوں کی کمی نہیں ہوگی گویا کفایت وقناعت شعاری نادار لوگوں کو کرنی ہے وہ اگر اسراف کریں تو مذموم ہے لیکن اگر تاجر وسرمایہ دار اسراف کریں یا وزیر و وزیر اعظم یا صدر مملکت اگر کوئی کھلاڑی جیت کے آئے تو ہار کے ساتھ دو کروڑ بھی دیں تو ان کے اس عمل کو اسراف نہیں کہیں گے کیونکہ ان کے پاس جو دولت ہے وہ ان کی اپنی نہیں بلکہ مال مسلمین ہے، اگر آپ دین وشریعت کو قرآن وعمل رسولؐ اللہ سے لیتے تو اعتراض کرنے والوں کو نہ ڈانٹتے، لیکن آپ نے قرآن سے وہ سلوک روا رکھا ہوا ہے جیسے کسی کی بیوی کے ساتھ اس کی ماں بھی آجائے، لہٰذا قرآن کا نام لینا پسند نہیں کرتے ہیں، اشتر بھائی کو لغت دیکھنے سے بھی چڑ ہے، مفردات راغب کے بارے میں کہا ہے اس کو آخر کیوں دیکھتے ہیں، آغا مصطفیٰ حسینی کے رسالے کو دیکھتے تو کافی تھا، آپ اگر لغت دیکھتے تو اسراف وتبذیر کا معنی پتہ چلتا، زیادہ خرچ کرنا نہیں بلکہ بے جا و بے موقع خرچ کرنا ہے بغیر سوال کے دینا یا مقدار وضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف میں آتا ہے، فقہ کی پرانی کتابوں میں آیا ہے ''الوضوء بالمُد والغسل بالصاع، وضوء ''وضو چودہ چھٹا نک سے ہوتا ہے اور غسل کیلئے تین صاع پانی چاہئے، ابھی آپ اپنے غسل پر کم از کم ایک من پانی خرچ کرتے ہیں، آپ کے اس اسراف سے ملک میں کتنے لوگ پانی سے محرومی کا شکار ہیں۔

﴿وَ لا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلى عُنُقِكَ وَ لا تَبْسُطْها كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوماً مَحْسُوراً ﴾(اسراء۔۲۹)۔

اعیاد کا تصور اسراف وتبذیر ہے:

ا۔اعیاد قرآن اور سنت عملی رسول کریمؐ دونوں سے متصادم ہیں۔قرآن کریم میں اسراف وتبذیر سے منع کیا گیا ہے۔

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرينَ كانُوا إِخْوانَ الشَّياطينِ﴾سورہ اسراء۔۲۷

۲۔لہویات ،لعبیات اور لغویات خلاف عقل خلاف قرآن خلاف غرض خلقت امت ہے،

﴿فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَ كُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴾

قرآن کریم کی آیات میں لہو ولعب دونوں سے منع کیا گیا ہے۔''لعب'' مقائس اللغہ ابن فارس (لام،عین، با) ان تین حروف سے مرکب کلمہ لعب کھیل اور اس سے متعلقہ امور کے لئے استعمال ہوتا ہے''رجل تلعابة'' زیادہ کھلنے والا ''ملعب'' کھیلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اس کا دوسرے معنیٰ''ما يسئل من فم الصبى '' بچے کے منہ سے نکلنے والے لعاب کو بھی کہتے ہیں یعنی جو بے اختیاری میں نادانستہ طور پر نکلتا ہے یہیں سے ان سے صادر تمام اعمال کو لعب کہتے ہیں یعنی دین وشریعت سے باہر انجام دینے والے اعمال کو لعب کہتے ہیں بچے پر چونکہ احکام شریعت لاگو نہیں لہٰذا وہ تمام اعمال جو وہ تا حد بلوغ انجام دیتے ہیں، کو لعب کہتے ہیں تاہم بچوں کے ذمہ دار افراد ان کی غیر عاقلانہ حرکات کے بھی ذمہ دار ہیں یہاں سے ہر وہ عمل جو عاقلانہ توجیہہ نہیں رکھتا ہے وہ عمل لعب ہے قرآن کریم کی آیات سورہ انعام آیت ۳۲ سورہ عنکبوت آیت ۶۴ سورہ محمد ۳۶ سورہ حدید ۲۰ سورہ مائدہ آیت ۵۷ سورہ اعراف آیت ۵۱۔

﴿وَ مَا الْحَياةُ الدُّنْيا إِلاَّ لَعِبٌ وَ لَهْوٌ﴾ (الانعام۔۳۲)﴿وَ ذَرِ

الَّذينَ اتَّخَذُوا دينَهُمْ لَعِباً وَ لَهْواً وَ غَرَّتْهُمُ الْحَياةُ الدُّنْيا﴾ (الانعام۔۷۰)﴿الَّذينَ اتَّخَذُوا دينَهُمْ لَهْواً وَ لَعِباً وَ غَرَّتْهُمُ الْحَياةُ الدُّنْيا فَالْيَوْمَ نَنْساهُمْ كَما نَسُوا لِقاءَ يَوْمِهِمْ هذا﴾ (اعراف۔۵۱)﴿لَوْ أَرَدْنا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْواً لاَتَّخَذْناهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فاعِلينَ﴾ (انبیاء۔۱۷)﴿وَ ما هذِهِ الْحَياةُ الدُّنْيا إِلاَّ لَهْوٌ وَ لَعِبٌ وَ إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوانُ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (العنکبوت۔۶۴) ﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَياةُ الدُّنْيا لَعِبٌ وَ لَهْوٌ وَ زينَةٌ وَ تَفاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ تَكاثُرٌ فِي الْأَمْوالِ وَ الْأَوْلادِ﴾ (حدید۔۲۰)﴿وَ إِذا رَأَوْا تِجارَةً أَوْ لَهْواً انْفَضُّوا إِلَيْها وَ تَرَكُوكَ قائِماً قُلْ ما عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجارَةِ وَ اللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقينَ﴾ (جمعہ۔۱۱)

قربانی میں اسراف:۔

مال انسان مسلمان کے پاس امانت ہے،اس امانت کا ضیاع خیانت ہے۔

قربانی کے بارے میں دوزاویے سے بحث کرنے کی ضرورت ہے جو قربانی مکہ میں حاجی کرتے ہیں اس کا گوشت بہت ضائع ہوتا رہا ہے،اب تو کاروان یا حکومتیں یہاں ہی قربانی کی رقم وصول کرتی ہیں۔

۱۔وہ قربانی کرتے ہیں یا نہیں مشکوک ہے۔

۲۔دوسرا کاروان یہاں ہی سے رقم لے لیتے ہیں وہ بھی مشکوک ہے۔علائم وقرائن بتاتے ہیں کہ قربانی نہیں کرتے ، کیونکہ دونوں مال میں حلال وحرام کے تصور کو نہیں مانتے ہیں،خورد برد نیز ان کی عیاشی سے معلوم ہوتا ہے نہیں کرتے ،لہٰذا قربانی کا پیسہ ضائع ہے۔

۳۔بہت سی قربانیوں کا گوشت ضائع ہورہا ہے لہٰذا قربانی مشکوک در مشکوک ہے۔ہمارے ناقد محترم حج میں مسلمان جو قربانی کرتے ہیں،صدر اسلام کے ایک عرصہ گزرنے کے بعد حاجیوں کی تعداد بڑھی تو قربانیوں کی تعداد بھی بڑھ گئی چنانچہ

قربانی کے گوشت کا کوئی مصرف نہیں رہا لہٰذا ادھر سے حاجی قربانی کرتے جاتے اور ادھر سے بلڈوزر اس گوشت کو گڑھے میں پھینکتے جاتے تھے، یا کون لے جاتا تھا پتہ نہیں چلتا تھا۔اس منظر کو دنیائے کفر والحاد اور دشمنان اسلام نے ناقدانہ نظر سے اٹھایا۔مسلمانوں کو ایک طرف سے قربانی کرنا ہے دوسری طرف سے اس قربانی کو اس کے صحیح مصرف تک پہنچانا ہے لیکن وہ اس سے قاصر وعاجز رہے اور لاپروائی یا سستی اپناتے رہے۔انہوں نے نہ اصل قربانی پر توجہ دی کہ یہ صورت حال صحیح ہے یا نہیں اور نہ ہی دشمنان اسلام کے نقد وانتقاد کا جواب دینے کی کوشش کی۔

۱۔ ہر حکومت اپنے حجاج کی قربانیوں کے ضیاع کی ذمہ دار ہے۔

۲۔ فقاء ومجتہدین ذمہ دار ہیں جو اعمال حج کے فتاویٰ دیتے ہیں۔

۳۔ حاجی خود اس ضیاع کا ذمہ دار ہے۔ وہ سمجھتے ہیں چند لاکھ خرچ کر کے ادائے فرض کیا ہے اس سے زیادہ ذمہ داری نہیں ہے۔

عقل وشرع دونوں میں اس کو ضیاع کہتے ہیں۔

اسراف مازاد ضرورت خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں اس سے زیادہ اور بے فائدہ خرچ کو تبذیر کہتے ہیں، دونوں کو عمل شیطان قرار دیا ہے۔اسراف چاہے دنیاوی ہو یا دینی یکساں ہے، جبکہ مکہ سے باہر حتیٰ حجاز کے دیگر شہروں مدینہ، طائف، ریاض میں قربانی کرنا دین میں ایک تحریف ہوگی۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل قرآن اور سنت سے نہیں ملتی ہے، کلمہ وانحر سے استدلال تحریف در قرآن ہے۔ چنانچہ چند سال پہلے کراچی میں لوگوں نے قربانی کرنے میں سرد مہری دکھائی تو باطنیہ پریشان ہوگئے اخباروں میں آیا سعودیہ سے آئے ایک تاجر نے مختلف مقامات پر ملین سے زیاد پیسہ خرچ کر کے قربانی کر کے گیا۔ جو گوسفند دس ہزار میں ملتا ہے عید کے دنوں میں تیس ہزار میں فروخت ہوتا ہے، واضح نظر آتا ہے کوئی نہ کوئی بروکر پیچھے سے کرتا ہے۔ایسی صورت میں شریعت کیا کہتی ہے، قربانی کرنی ہے یا اس کا بدل ہے یا یہ حکم ساقط ہو جاتا ہے، اس کی چار اطراف ہیں۔اس

حوالے سے کہتے ہیں دس بیس ہزار کی کیا حیثیت ہم پانچ لاکھ خرچ کر کے آئے ہیں وہ شریعت شخصی پر عمل کرتے ہیں اکثر کے پاس گنجائش نہیں ہے عزت کی خاطر برداشت کرتے ہیں۔ دوسری بات دین میں استطاعت شخصی مراد نہیں نوعی مراد ہے، قربانی کے بجائے روزے رکھنا فتویٰ اللہ ہے لیکن حافظ بشیر کے مقلدین کو پسند نہیں آیا، اس سلسلے میں سورہ بقرہ آیت ۱۹۶ غور سے پڑھیں۔ برادر اشتر ہم آپ کو کس زبان میں سمجھائیں آپ کو کتاب لغت سے بھی چڑ ہے، آپ لغت میں بھی مراجع کی تقلید کرتے ہیں۔ مزاج شریعت سے بھی چڑ ہے مسلمات قرآن سے بھی چڑ ہے۔

آیا قرآن کریم میں صرف ذبح حیوان ہے یا اس کا متبادل بھی بیان ہوا ہے اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے علماء کا کہنا ہے زمین خون مانگتی ہے اس دلیل کو عاقل و پابند شریعت والے تو چھوڑیں شریعت کے باغی بھی نہیں مانتے ہیں یہ بہ مثل احزاب و منظمات سیاسی باطنیہ کے فلسفہ شہادت کی مانند ہے جس میں کہتے ہیں شہادت بذات خود مطلوب و مقصود مومن ہے، تلف قربانی بھی ایسا ہی ہے چنانچہ کہتے ہیں زمین خون مانگتی ہے۔ یہ کلام انسی ہے نہ جنی نہ الٰہی ہے، یہ کلام بیہودہ و بے معنی ہے بلکہ وہمی و خیالی ہے کیونکہ زمین جمادات میں سے ہے فاقد ارادہ و اختیار ہے لہٰذا اس کے مانگنے کا تصور غلط ہے۔ یہ فکر یا فتویٰ علامہ اقبال ہے کہ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن اور ان سے پہلے یہ فتوی ابی الخطاب اسدی کا تھا۔ قرآن کریم اور سنت عملی رسول اللہؐ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جس سے ثابت ہو کہ ہلاک ہونے کیلئے جان دینا فضیلت رکھتا ہے۔ مجتہدین کے پاس جواب نہ ہونے سے وہ فلسفہ بناتے ہیں۔ غرض قربانی سے معذور ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا حکم ہے۔ اس عید و ماتم کے ذریعے اسلام و مسلمین کی حرث و نسل اور اجتماع و اقتصاد کو بھی تتر بتر کیا گیا ہے یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیئے ہوش میں آنا چاہیئے، قیامت کے دن مال کا حساب ہوگا ﴿وَ إِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ

خَرْدَلٍ أَتَيْنا بِها﴾ (الانبیاء۔۴۷)
اَندلس مِیں ایک وزیرایک عالم دین کے پاس آیاان سے مسئلہ پوچھا حضور میں نے قسم توڑی ہے۔ عالم نے کہا آپ تین دن روزے رکھیں تو وزیر نے کہا آپ اتنے تنگ نظر کیوں ہیں؟ میں سو بکرے ذبح کرسکتا ہوں تو عالم نے کہا اللہ کو بھی گوشت کی ضرورت نہیں، اللہ بندے کواطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دیتا ہے لہٰذا آپ کو پانی کا ضیاع بھی نظر نہیں آتا ہےاور برصغیر میں ہونے والی قربانی کی بھی پرواہ نہیں اورآپ کودین کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔
قرآن کریم میں آیا ہے’’مال کا حساب رکھو، قیامت کے دن خردل برابر مال اگرکسی کے ذمے پر ہوکسی سے لیا ہوتو اللہ اس کا حساب لے گا۔ جو مال ضائع ہو رہا ہے بحیثیت مسلمان آپ کواس کا جواب دینا ہے، بدقسمتی سے دین غائب ہے اس کی جگہ مذہب قابض ہےاس کی کوئی اساس نہیں، شخص عامی سے لیکر مرجع اعلیٰ تک تقلید درتقلید ہے لہٰذا زیادہ چڑ رہتی ہے غصہ آتا ہے، جب مسئول کے پاس سائل کے سوال کا جواب نہیں ہوتا ہے تو وہ طیش میں آتا ہےاور سائل کو برا بھلا کہہ کردھمکی سے بھگا دیتا ہے، تمھاری ایسی کی تیسی، تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی یا تمہیں یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے، چنانچہ وہابیوں کی طرف سے شیعوں کی بہت سی حرکات پہ نقد کی زبان کھولی گئی تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ شرک نہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے یہ شرک جائز ہے، چنانچہ لاجواب ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنے فریق کو خاموش اورساقط کرنے کیلئے زیادہ شرک اپنانا شروع کیا شرکیات میں اضافہ کیا، کہا وہابیوں کوخاموش کرنے کیلئے ٹھنڈا کرنے کیلئے اورزیادہ کرو بعض نے کہا زور سے اپنا سینہ مارو۔ لیکن ایسی کی تیسی اس سے آپ بچ نہیں سکتے، لیکن جوقربانی مکہ میں ہوتی ہے وہ قدرت استطاعت اورقدرت دست یابی سے مشروط ہے مکے کی قربانی میں جو اعتراضات ہیں وہ سب کو پتہ ہیں جوحل نہ ہونے کی وجہ سے بے بس ہیں۔
آپ اور دیگر متجد دین وروشن خیال یہ کہہ سکتے ہیں اب تو یہ ایک ضرورت

اجتماعی بنی ہے۔لیکن کسی ضرورت اجتماعی سے قرآن کے حرام کردہ حلال ہوسکتا ہے چنانچہ بعض نے عمرانیات کو دائرہ شریعت سے خارج کیا ہوا ہے آپ بھی نہ کہیں اس کی تو مجتہدین نے اجازت دی ہے ۔آپ اور ان حضرات سے عرض ہے کیا مجتہدین جعل احکام میں اللہ کے شریک یا وکیل یا بعض کے مطابق آپ کے شارع مجتہدین ہیں جو وقت اور حالات کے مطابق شریعت بدل سکتے ہیں۔

برادر ناقد و ناصح اگر آپ تحقیق کے نام سے دوبارہ تقلید کی ترویج کرنا چاہتے ہیں جبکہ تقلید تقلید ہی ہوتی ہے چاہے مصطفیٰ حسینی کی ہو یا برقعی کی۔تقلید سے چھٹکارا بغیر استناد و دلیل کے ممکن نہیں اسی کا نام تقلید ہے تقلید کا انجام وٹھکانہ جہنم ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں آیا ہے۔﴿وَ بَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعاً فَقالَ الضُّعَفاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنّا لَكُمْ تَبَعاً فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قالُوا لَوْ هَدانَا اللَّهُ لَهَدَيْنا كُمْ سَواءٌ عَلَيْنا أَ جَزِعْنا أَمْ صَبَرْنا ما لَنا مِنْ مَحِيصٍ﴾

کیونکہ فتاویٰ مجتہدین حجت ہونے کی حیثیت برابر دلیل نہیں رکھتے ،اگر آپ ان کی مثال دے کر تحقیق کو اٹھانا چاہیں تو اس تحقیق کا انجام تقلید ہی پر منتہی ہوگا۔ جس کے لئے کوئی مأخذ نہ ہو اس کے لئے ،آغائے حسینی ، برقعی ،خامنہ ای ،سیستانی ، شہرودی، سبزواری وخراسانی اور کلینی ہی حجت ہیں، حجت صرف قرآن اور رسول اللہ ہیں اگر آپ کہیں ہم نے تو دین انہی بزرگوں سے لیا ہے تو یہ جملہ کفریہ عنادیہ فراریہ ہونے کے علاوہ غلط بھی ہے۔آپ نے دین ان مراجع سے نہیں لیا بلکہ ان کے وکلاء سے لیا ہے یا ان کے رسالہ علمیہ سے لیا ہے جس کی کوئی سند نہیں ہے۔ آپ قرآن اور رسول اللہ کے نام سے خوف زدہ کیوں ہیں یقیناً آپ کے پاس کوئی حلقہ مفقود ہے جو آگے سے جڑتا نہیں ہے۔

عیدوں میں چھٹیاں:۔

پاکستان کی تاریخ میں خط درشت سے لکھا ہوا ہے کہ یہاں بسنے والے ۹۸

فیصد مسلمان ہیں۔مسلمانوں کا آئین حیات مسلمانوں کا بنا ہوانہیں بلکہ خالق کائنات کی طرف سے انسانوں کے لئے تحفہ کوثر ہے وہ قرآن کریم ہے جوابھی تک ہرقسم کے تغیر وتبدیل سے اللہ کے حفظ حصان میں ہے۔اس قانون کے نفاذ کے لئے صلاح ومشورہ وآراء پردازی امت مسلمہ کرے گی ۔ جہاں اجمال وابہام ہو وہاں علماء ودانشوران مملکت تفسیر وتوضیح پیش کریں۔اس تمہید کے بعداب ہم اس طرف آتے ہیں کہ ملک میں جاری وساری ہفتہ وار، سالانہ مقررہ اورآئندہ مقرر ہونے والی چھٹیوں کے دن سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے ملازمین جو تنخواہ وصول کرتے ہیں اس کے بارے میں شریعت اسلام کیا فرماتی ہے۔میں کوئی مجتھدو مفتی نہیں ہوں کہ اس کا حکم بیان کروں، میں ایک عمر رسیدہ طفل مدرسۃ الاسلام ہوں مجھے صرف سوال کرنا آتا ہے۔ میں نے سوال کیا ہے یہ حق مجھے قرآن اور سنت اور عقل وعقلاء نے بھی دیا ہے۔سوالات ہی سے علم کھلتاہےسوالات ہی سے درسگاہیں چلتی ہیں۔ میرا سوال مفتیوں سے نہیں بلکہ ان فرقوں سے بھی نہیں جن کے ہاں ایک جواب ملنے کے بعد دوسرے سوال کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

ریاست حکومت کوملک کی ترقی تمدن وحفاظت کے لیے لاتی ہے یا قرضوں کی دلدل میں پھسانے اور ملک کوخسارے میں ڈالنے کیلئے لاتی ہے۔حکومت جو عید کی چھٹیاں دیتی ہے یہ عمل کس عقل ومنطق سے بنتا ہے اس کی وضاحت ہونی چاہیئے۔چھٹی کا معنی کاروبار زندگی روکنا عام محاورے میں پہیہ جام کرنا ہے، انسان عاقل خردمند دانشمند جانتے ہیں انسان کام کے حوالے سے تین صورت حال سے خالی نہیں۔ پہلا کام میں مصروف رہے، دوسرا زحمت تھکاوٹ کی خاطر آرام کرے، تیسری صورت عاطل مہمل رہیں۔تیسری قسم صفت انسانی نہیں صفت حیوان ہے۔ عقل ومنطق اورشرع استراحت اورضرورت سے زیادہ چھٹی کونہیں مانتے بلکہ اسے مہمل زندگی میں شمار کرتے ہیں لہذا جب کوئی پوچھتا ہے کیا مصروفیت رکھتے ہیں اگر جواب دیں کوئی نہیں تو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔چھٹی دینا یعنی چند

دن حیوان بننے کے مترادف ہے۔ پاکستان جیسے بیس کروڑ آبادی کے حامل ملک کا کاروبار بند کریں گے تو اس سے ملک کو کتنا نقصان ہوگا۔حکومت سرکاری چھٹیوں کے دن کے نقصان کا تخمینہ نہیں بتاتے کیونکہ ان کو چھٹی دینا ہے لیکن اگر حزب مخالف چھٹی کرائے گی تو بتائیں گے اتنے ارب کا نقصان ہوا۔جب حزب مخالف کے کہنے پر ہونے والی چھٹی نقصان دہ ہوتی ہے تو سرکار کے کہنے پر کی جانے والی چھٹی بھی نقصان دہ ہوگی۔سیکولر کالم نگار لکھتے ہیں حکومت نے عوام کا حق چھینا یا علامہ اقبال سے انتقام لیا۔۲۵ محرم الحرام کے اخبار میں معروف کالم نگار و تجزیہ نگار جناب ہارون رشید کے کالم پر مجھے حیرت ہوئی انہوں نے ۹ نومبر کی سرکاری چھٹی منسوخ کرنے کو اقبال کو بکرا بنانے سے تعبیر کیا ہے اور اس خسارے کے لئے عمران خان سے متوصل ہوئے ہیں کہ کم سے کم ایک صوبہ تو چھٹی کرے، کیا ایک صوبہ بے کار ہونے سے اقبال کی روح کو فائدہ پہنچے گا چنانچہ عمران خان نے انتخابات سے شکست کھانے اور اپنی سیاسی خاندانی زندگی میں زلزلہ آنے کے بعد صوبہ سرحد میں چھٹی اور ایک ہسپتال کے قیام کا اعلان کیا ہے۔جس سے صوبائی حکومت مثالی بن جائے گی؟ اہل فکرو دانش، عقل سائنسی و برقی رکھنے والوں سے سوال ہے علامہ اقبال کا کونسا حق چھینا ہے کہ ملک کے ادارے اور کارخانے بند کریں، بے روزگاروں کے روزانہ گزراوقات کو بند کرنا کیا علامہ اقبال کے حق میں آتا ہے، آپ تو انہیں معمار کہتے ہیں یہاں لوگوں کا روزگار بند کرنا تو تخریب کاری میں آتا ہے، اگر علامہ کے دن چھٹی منانا ان کا حق بنتا ہے تو محمد بن قاسم جس نے پرچم اسلام لہرایا ہے کیوں اُس دن چھٹی نہیں کرتے۔

کیا انسان اپنی مرضی سے نقصان اٹھاتا ہے اگر اٹھاتا ہے تو کیا اس کو عاقلانہ عمل کہیں گے یا بیوقوفانہ دیوانہ پندی کہیں گے۔اقتدار پر آنے والے اعلیٰ اسناد علم و عقل و تجربے کے حامل ہوتے ہیں آپ کو کام کرنے اور ترک کرنے میں کتنا فرق ہے معلوم ہے آپ کو حساب کرنا چاہیے ملک میں ہفتہ وار سالانہ سرکاری چھٹیاں

صوبائی چھٹیاں فرقوں کی چھٹیاں صوفیوں کی چھٹیاں سب جمع کریں تو کتنی چھٹیاں بنتیں ہیں سب کو ملا کر کتنے کھرب ملک کو نقصان ہوتا ہے۔ یہ جو دنیا سے گئے ہیں ان کو فائدہ ہوتا ہے انسان مرنے کے بعد دنیا کے تمام تعلقات کٹ جاتے ہیں، کسی بزرگ شخصیت کی سالگرہ یا برسی منانے سے ملک کو بہت فائدہ ہوتا ہے، تو ابھی تک جتنے صدر وزیر اعظم گزرے ہیں ان کی بھی سالگرہ اور برسی منائیں تا کہ مزید ملک مقروض ہو جائے اور اس کا بوجھ عوام اٹھائیں، اگر اس سے ملک کو اقتصادی طور پر فائدہ ہو یا عالمی سطح پر نیک نامی ہوتا ہے تو دیگر والے کیوں نہیں کرتے۔ اگر لوگوں کی خواہش ہے تب بھی وہ ایک فارمولا ہے، اگر سرکاری ملازمین کی خواہش ہے تو اٹھارہ کروڑ کیلئے نقصان دہ ہوگا۔ نظام جمہوریت میں یا کیا لوگوں کی خواہش کے مطابق عوام کو نقصان پہنچانا درست ہے؟ اس کا بھی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ یہ چھٹی کون دیتا ہے؟ کس کو یہ حق حاصل ہے؟ آپ ملک کے مفادات کے امین ہیں یہ چھٹیاں ایک قسم کی خیانت ہے آپ نے یہ حق کہاں سے حاصل کیا ہے ثابت کرنا ہوگا۔

حکومت یا قانون ساز اسمبلی بھی یہ حق نہیں دے سکتی اگر دیا ہے تو یہ اپنی حدود سے تجاوز ہوگا، کیونکہ کام چھوڑنا ملک وملت کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اگر عوام نے یہ حق دیا ہے تو انہیں اس کا احساس نہیں ہو رہا کہ انھیں اس عمل سے کس قدر نقصان ہو رہا ہے۔ اگر ملک میں ہفتہ وار دو چھٹیاں، احتجاجی چھٹیوں اور سالانہ منظور شدہ چھٹیوں، صوبائی چھٹیوں، پارٹیوں کے عہدیداران کی سالگرہ و برسی، فرقوں کی دھمکی والی چھٹیاں سب کو ملائیں تو معلوم ہوگا، کام والے دنوں کو چھٹیوں سے استثناء کریں اور لاحق نقصانات کے اعداد وشمار اکٹھے کریں تو اربوں کا خسارہ بنتا ہے۔ یہ خسارہ کس مد میں جائے گا، اس کا ذمہ دار کون ہوگا، کون اسے پورا کرے گا۔

یہاں یہ سوال پیش آتا ہے چھٹی کا حق کس ضمن میں آتا ہے چھٹی لینا اور دینا کس حق میں شمار ہوتا ہے کہ انسان کام چھوڑ کر آرام کرے، خاص کر کسی شخص،

ادارے یا حکومت کے ملازمین چھٹی کریں یہ حق ان کو کہاں سے ملا ہے۔ اگر اسلام نے دیا ہے تو اس کو قرآن وسنت محمدؐ سے ثابت کرنا ہوگا۔

جیسے پہلے تذکرہ کیا دس نومبر کو اخبارات میں آیا تھا علامہ اقبال کے یوم پیدائش کے موقعہ پر حکومت جو عام چھٹی دیتی تھی اسے منسوخ کیا گیا ہے۔ بعض نے اس منسوخیت کے خلاف عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی ہے، کیا اس سے روح علامہ اقبال کو فائدہ ہوگا؟ کیا چھٹی کرنے سے اس ملک کو سوشلسٹ بنانے والے بھٹو، اسلام کو پرانا نظام کہنے والی بے نظیر، توہین رسالت کرنے والے کے حامی وتائید کنندہ کی مغفرت ہو جائے گی؟ اگر جواب یہ ہو کہ کچھ نہیں ہوتا تو عید میلاد نبیؐ کی بھی چھٹی نہ کریں ۹، ۱۰ محرم الحرام کی بھی چھٹی نہ کریں۔ یہاں بھی وہی سوال ہوگا کیا ان گھوڑوں، کجاؤں، جھولوں، جھنڈوں، گانوں غزلوں والی نوحہ خوانی سے شان امام حسین میں اضافہ ہوگا؟ یا ان اونٹوں اور رقاصوں والے ٹرکوں سے عظمت رسولؐ بلند ہوگی؟

ان چھٹیوں کی وجہ سے ہمارے ملک کے خزانے سے ایک بڑی خطیر رقم کس جواز عقلی وشرعی سے نکالی جاتی ہے جس کا خسارہ اس ملک کے ٹیکس دہندگان پر پڑتا ہے۔ ملک کے علماء و دانشوران و ماہرین آئین اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس ملت کو ان چھٹوں کے فارمولے بتائیں کہ یہ کس مد میں آتے ہیں؟ کیونکہ ہم ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے پہلے مرحلے میں آیات محکمات قرآن کے پابند ہیں جن میں بطور صریح منع کیا گیا ہے کہ مسلمان کسی اور کی کمائی کو بغیر جواز عقلی وشرعی مت کھائیں، کسی کا مال کسی کے لئے مندرجہ ذیل حالات کے تحت مباح ہوتا ہے، اس نے آپ کو بخشا ہو، عطیہ کیا ہو یا اس کے مقابل میں آپ نے ان کا کوئی کام انجام دیا ہو یا قانون ارث کے تحت وہ مال آپ کو منتقل ہوا ہو، اگر ان تینوں کے بغیر ہے تو ''**اکل باطل**'' ہے۔ اکل باطل میں چوری، ڈاکہ، جبر، تشدد، رشوت ستائی اور دھوکہ دہی آتا ہے اور ان ذرائع سے حاصل مال کو کھانا اور استعمال کرنا حرام

ہے۔جس طرح سرقت تمام کاموں میں حرام ہے اس طرح رشوت پیش کرنا اور کھانا بھی حرام ہے۔

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر داعی الٰہی کیلئے ایک رہنما اصول سورہ یوسف آیت ۱۰۸ میں بیان فرمایا ہے ﴿قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِي ﴾ میں یہ عمل انتہائی بصیرت وآگاہی کے تحت انجام دے رہا ہوں، میرے محترم گرامی قدر ناقد دلسوز قادح ابھی تک ہم سب کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم کتنے ہی منتشر ہی کیوں نہ ہوں، افتخار سے کہتے ہیں قرآن ہماری کتاب ہے حضرت محمدؐ ہمارے نبی برحق ہیں، جو عید اس وقت مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ ہم مسلمانوں پر ٹھونسی ہوئی ہے، اسلام سے اس کا کوئی رشتہ ہی نہیں ہے فرض کریں حدیث میں موجود ہے۔تو اساس اسلام قرآن ہے سنت شارح قرآن ہے جب تک اس کی بنیاد قرآن سے نہیں ملے گی یہ ٹھونسی ہوئی چیز ہوگی۔آیئے پہلے مرحلے میں دیکھتے ہیں تصور عیدین شریعت اسلامی کے احکام مسلمہ اصول ومبانی سے جڑتا ہے یا متضاد ومتناقض ہے اگر ایسا ہے تو اس الجھن میں پڑ کر اوقات کو ضائع نہ کریں۔

کیا اعیاد مسلمین کے مراسم اعلیٰ وارفع اہداف اسلامی کا مظاہر ہیں یا دین و دیانت کو چھٹی دے کر بچوں اور عورتوں جیسی لہویات لغویات سے لطف اندوزی کرنے کا دن ہے۔انسان مسلمان کو دھوکہ دینے کیلئے اس میں دو رکعت نماز شامل کی ہے باقی تمام مراسم لہویات پر مشتمل ہیں اسے سمجھنے کے لیے خطبہ ۵۰ نہج البلاغہ پڑھیں۔لہویات سے مراد تنہا کھیل کود کرکٹ نہیں بلکہ ہر وہ سرگرمی جو انسان کے غرض خلقت سے موڑتا ہو وہ بھی لغویات میں شامل ہے حتیٰ آیات کی کی سماعت معانی سے منصرف بھی مہویات میں آتی ہے۔

باطنیہ کے وزیر تعلیم نے کھلے عام کہا ہم ایمان کی جگہ علم کو رکھیں گے کیونکہ ایمان سبب جہل تھا، علم آنے کے بعد ایمان کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ان کے

بنیادی افکار ہیں جنہیں فروغ دینے کے لئے وہ پوری کوشش کرنے لگے تاکہ مسلمان گمراہ ہوجائیں۔اس کیلئے بھی ذرائع چاہئیں تاکہ لوگوں کو جمع کیا جاسکے اس حوالے سے لوگوں کو بلانے کیلئے اعیاد ماتم کا انتخاب کیا تاکہ ان کے نام سے تمام لہویات ولغویات انجام دیں، اس کے لیے امت کے پسندیدہ افراد کے پیدائش کے دن کو عید کا نام دیا اوران کے مرنے کا دن منانے کو ماتم کا نام دیا ہے۔ اعیاد و ماتم دونوں مردگان سے تعلق رکھتے ہیں اپنے منظور نظر والوں کے نام اٹھانے کیلئے مسلمانوں کی عظیم میلاد، وفات منانے کی بنیاد ڈالی چنانچہ ساتویں صدی ہجری کے وسط میں عید میلاد کی بنیاد ڈالی تو یہیں سے مسلمانوں کو بتایا کہ جن کی جدو جہد اور کاوشوں سے شجرہ اسلام تنومند ہوا ہے انہوں نے ان کو چھوڑ کر ان سے نیچے سے شروع کیا اور نیچے سے نیچے گراتے چلے گئے۔مثال کے طور پر اسلام پہنچانے کے بانی محمدؐ ہیں اللہ اور بندوں کے درمیان رابطہ محمدؐ ہیں،لیکن انہوں نے کہا محمدؐ کی جگہ علی کو اٹھائیں،علی کی جگہ حسین کو اٹھائیں،حسین کی جگہ علمدار کو اٹھائیں،اور پھر علمدار کی جگہ جھنڈے اور گھوڑے کو اٹھایا۔اگر وہ جھنڈے اور گھوڑے کی جگہ عباس کا نام لیں گے تو انہیں خطرہ رہتا ہے کہ اوپر جاسکتے ہیں۔لہٰذا انہوں نے کہا پیغمبرؐ کی جگہ اصحاب واہل بیت کو اٹھائیں،پھر اصحاب واہل بیت کی جگہ علماء کو اٹھایا،علماء کی جگہ زہاد کو اٹھایا،زہاد کی جگہ ملنگوں کو اٹھایا۔انہوں نے سوچا کہ ان کے بارے میں بولنے کے لئے کیا مواد پیش کریں ان سب کے بارے میں بولنے کے لئے ان کی تاریخ ہے لیکن ان کی تاریخ سامنے نہ لائے کیونکہ اسلام کی تاریخ کا سرا رسولؐ اللہ سے ملتا ہے،ان کی تاریخ کے بارے بولنے کیلئے شعراء کو لائے کیونکہ نثر میں زیادہ جھوٹ بولنے کی گنجائش نہیں ہوتی جبکہ شعر میں یہ سہولت موجود ہے جتنا بھی چاہیں کھلم کھلا سفید جھوٹ بول سکتے ہیں۔اہل بیت کی شان میں آزادی سے جتنا جھوٹ بولنا چاہیں بول سکتے ہیں،اسلام کے خلاف جتنا بولنا چاہیں بولیں، اسلام کو جتنا مسخ کرنا چاہیں کریں اس کیلئے اعیاد و ماتم جعل کئے ہیں۔

سندھ میں بہت سی متضاد متعاند و متحارب جماعات ہیں اوراس صوبے کا بجٹ ان سب کے لئے ہے بھٹو ایک پارٹی کا قائد تھا بے نظیر ایک جماعت کی قائد تھی ان کی سالگرہ کی خوشی میں حکومت سندھ کے بجٹ سے سالگرہ منانے کی کیا منطق بنتی ہے، محمد علی جناح کو دنیا سے گزرے ہوئے ستر سال ہوگئے ان کی یوم پیدائش پر پاکستان کی عوام کی زندگی کا لقمہ ان کے نام سے خرچ کرنے کی کیا منطق ہے۔ دنیا میں جو بھی آتا ہے اس نے بہرحال جانا ہے مرنے کے بعد وہ کہاں ہے کس حالت میں ہے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے سخت مصیبت میں ہو اور آپ ان کے نام سے خوشیاں منا رہے ہوں۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو بتائیں کیا رسول اللہ نے اپنے والد کی یا ماں کی یا حضرت ابراہیم کی سالگرہ منائی ہے یا اپنی غم گسار زوجہ حضرت خدیجہ و ابو طالب کی برسی منائی تھی ۔ یہ سلسلہ مسلمانوں میں کب آیا آپ تنہا عیدین نہیں منا رہے ہیں اس کو بنیاد بنا کر میلا د نبی منا رہے ہیں میلا د نبی کو بنیاد بنا کر میلا د آئمہ منا رہے بلکہ آئمہ کی میلا د کو بنیاد بنا کر صوفیوں کے عرس منا رہے ہیں پھر سیاسی قائدین اور پھر اپنے ماں باپ کی برسیاں اور اپنے بچوں کی سالگرہ منا رہے ہیں۔

جو شخص زندگی کو صرف اس حیات دنیاوی میں دیکھتا ہے اس کی تمام تر توجہ شہوات نفسانی اور خواہشات پر ہوتی ہے طبیعت دنیا میں تغیّر ہے اس میں کوئی چیز یکسو حالت میں نہیں رہتی ہے کبھی غنی ہے تو کبھی فقیر ہوتا ہے، کبھی تندرست و توانا اور کبھی مریض وضعیف و ناتواں ہوتا ہے کبھی فتح و نصرت کبھی شکست و ہزیمت اور کبھی نفع تو کبھی نقصان ہوتا ہے۔ کیا ایک انسان کو خوش کریں اور اس سے وابستہ افراد مصیبت میں مبتلا ہوں ؟ کیا وہ شخص خوشی مناتا ہے کہ جسے چند دن کے بعد گرفتار ہونا ہے یا مرنا ہے؟ اگر کسی کا عزیز جلاّدوں کے ہاتھوں مصیبت میں ہو یا لا پتہ ہو تو کیا اس کا خوشی منانا عقلی ہوگا ؟ ایسی غیر معقول خوشیوں نے انسان مسلمان کو پاگل و احمق و دیوانہ بنایا ہے۔ مصر میں اخوان المسلمین کا تختہ الٹ دیا گیا مرسی

اوران کے تمام وزراء جیل میں گئے وہ سخت عذاب کے شکنجے میں تھے اخوان نے ان کی تصویر لگا کر ان کے نام سے عید پر مٹھائیاں تقسیم کیں۔عراق پر امریکہ بمباری کر کے تہس نہس کر رہا تھا اور عراقی ایک دوسرے کو عید مبارک دے رہے تھے۔

پاکستان دس سال تک دہشت گردی کا شکار رہا اس دوران بھی پاکستانیوں نے اعیاد منائیں بتائیں اعیاد کے مواقع پر کتنے روپے خزانے سے نکلتے ہیں، جو بغیر کسی عوائد وفوائد اسراف میں ضائع ہو جاتے ہیں، جبکہ ملک کتنا مقروض ہے۔ مغرب آئے دن مسلمانوں کو دھمکی دیتا ہے تو بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہیں، پھر بھی عید مناتے ہیں خوشی کرتے ہیں بتائیں کیا اس قسم کی عید منانے کا حکم قرآن میں آیا ہے یا رسول اکرمؐ نے ایسی عید منانے کا حکم دیا ہے؟

اردو لغات میں عید کا معنی خوشی کرتے ہیں جبکہ یہ کلمہ عربی ہے عربی میں اس کا معنی خوشی نہیں ہے جس طرح زواج کا معنی شادی کرتے ہیں حالانکہ اس کا معنی شادی نہیں ہے اس غلط معنی کرنے سے حقائق مسخ ہو گئے ہیں نیز ناقابل تصور خسران وزیاں ملت کو لاحق ہوئے ہیں تاہم ہم اس معنی ساختہ کی روشنی میں بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔خوشی کے دو تصور یا دو مصداق ہیں ایک خوشی طبیعی ہے جبکہ دوسری خوشی مصنوعی وتصنعاتی ہے، طبیعی خوشی کے مقابل حزن ہے، حزن بھی دو قسم کا ہوتا ہے، ایک طبیعی ہے جس کا بیٹا مرا ہو وہ کسی تعزیت دینے والے کا انتظار نہیں کرتا، ایک مصنوعی و تصنعی ہوتا ہے جہاں دکھاوا ہوتا ہے۔ بادشاہان کی تاج پوشی پر خوشی مصنوعی ہے۔اس کی کوئی عقل و منطق نہیں بنتی ہے اسی طرح ایک ملت جو خود کو مسلمان کہتی ہے اپنے مسلمان ہونے پر افتخار کرتی ہے اس کا ڈھائی ہزار سال پہلے مجوس بادشاہ کی روز تاج پوشی کو اپنی خوشی کے دن کے طور پر منانے کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے، اس کو عید سعید کیوں کہیں؟ بتائیں واضح کریں اس دن ہم مسلمان کیوں خوش ہو جائیں؟ اعیاد کسی خاص دن اتفاق واتحاد سے خوشی منانے کو کہتے ہیں جبکہ فطری خوشی لمحہ بہ لمحہ ملتی رہتی ہے۔جس طرح پہلے حمام جاتے ہیں، لباس بدلتے ہیں

باہر آکر خوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں اسی طرح مصیبت میں بھی ایسا ہے، اگر کوئی حمام میں نہار رہا ہو کوئی کہے کہ بچہ چھت سے گر گیا ہے تو مصیبت حمام میں ہی ہوتی ہے یا باہر آنے کے بعد ذاکر کے کہنے کے بعد ہوتی ہے۔ مصیبت بیان کرنے میں ذاکر و خطیب تمہید باندھتے ہیں جھوٹ وافتراء باندھتے ہیں بعض اوقات مصیبت بیان کرنا ناکارہ ہو جاتی ہے تو، جھولا اور گھوڑا بھی لاتے ہیں۔ اسی طرح عید کے دن کہتے ہیں کل آپ مجھے مبارک باد کہنے آجائیں پھر میں آپ کے ہاں آجاؤں گا پھر بہت سے لوازمات وفضول اخراجات کے بعد چند گھنٹوں کے لئے خوشی مناتے ہیں۔ وڈیرے، چوہدری، راجگان، نوابان، افسران اور اسمبلیوں کے ممبران دیر سے آنے والوں کو ڈانٹتے ہیں۔ عوارض وتغیرات جو انسان کے اختیار میں نہیں موافقت میں نہیں، یہ عیدیں ان سے متصادم ومتعارض ہوتی ہیں ایک انسان کے پورے مہینے کے کام سے حاصل آمدنی ایک دن کی خوشی میں ضائع ہوتی ہے، کم درآمد والے انسان خوشی کا دن طبیعی طور پر منانے کے لئے آمادہ وتیار نہیں ہوتے ہیں، لیکن ان کو بیرون خانہ واندرون خانہ سے دباؤ وفشار کی وجہ سے ایسا کرنا پڑتا ہے، وہ بادل ناخواستہ آمادہ ہوتے ہیں، اس کی واضح مثال ہمارے ملک میں اس وقت محکمہ پولیس والوں کی اچھی خاصی تنخواہ ہے اس کے باوجود وہ اپنی تنخواہ سے عید کے لوازمات نہیں خریدتے ہیں لیکن بے چارے رکشہ اور ٹیکسی والے سے عیدی مانگتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس اجتماعی وخودساختہ اور تصنعی خوشی کو پروپیگنڈے سے ٹھونسا ان لوگوں کو اس سال رمضان میں اور بکرہ عید پر کتنا فائدہ ہوا ہے۔ یہ عیدیں ان کے لئے باعث خوشی ہیں جیسے کپڑوں کے کارخانہ جات، زیورات بنانے والے، مٹھائیاں بنانے والے، باہر سے حیوانات لانے والے، پھول بنانے والے۔ خوشامد وچاپلوسی کے خریدار اس عید سے خوش ہوتے ہیں عید مصنوعی کے تمام لوازمات الف سے ی تک خلاف قرآن وسنت عملی رسول اللہ ہیں۔ بعض مقروض ہو کر یہ عیدیں مناتے ہیں بعض عزت نفس کی پامالی یا عزت فروشی سے

مناتے ہیں بعض خودکشی سے مناتے ہیں جبکہ یہ سب کچھ فطرت وطبیعت سے تصادم ہے لہذا یہ کہنا سو فیصد صحیح ہے ان عیدین میں اسلام کی بو بھی نہیں آتی ہے ، اگر مسلمانوں سے پوچھیں آپ کے ہاں کتنی عیدیں ہیں جواب مختلف ہے بعض کے نزدیک دو ہی عیدیں ہیں ،جیسا کہ حسب نقل جناب اشتر صاحب آغا مصطفیٰ حسینی کے نزدیک عیدیں دو ہی ہیں ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت آیت اللہ نے جھوٹ بولا ہے لیکن یہ عرض کر سکتے ہیں حضرت آیت اللہ نے تقیہ یا توریہ کیا ہے کم سے کم چار تو کہہ دیتے عیدیں باضافہ نوروز و مہرجان چار عیدیں ہیں باضافہ میلاد النبی، غدیر چھ ہیں۔اعیاد چاہے دین کے نام سے ہو یا سرکاری بغیر ارتکاب محرمات ،اسراف وتبذیر، لہویات ولغویات خواسر قابل تصور نہیں انسان لاغی لاھی کت دماغ میں یہ چیزیں نہیں آتی۔

طبیعت وفطرت بشر ہمہ وقت خوشی کی متلاشی ہے اگر عقل وخرد کو کام میں لایا جائے تو ۳۶۵ دن میں سے صرف سال میں دو دن کے علاوہ ۳۶۳ دن محزون ہی رہیں آپ کی یہ دو دن کی خوشی ایسی ہی ہے جس طرح عمر بھر جیل میں رہنے والے کو دو دن باہر شہر میں گھومنے کی اجازت دی جائے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اگر آپ ۳۶۵ دن رہتے ہیں تو یہ دن اضافی ہوں گے تو یہ دن خوشی میں اسراف ہوگا ایسی عید کی خوشی پر طنز کرتے ہوئے امیر المؤمنین علی نے فرمایا کلمات قصار ۴۲۸ خوشی ضد حزن ہے انسان ایک منٹ کے لئے حزن برداشت نہیں کرتا اس کی عام حالت دگرگوں ہو جاتی ہے،حوصلہ پست اور فعالیت وسرگرمی ختم ہو جاتی ہے،اور وہ دنیا و مافیھا سے مایوس ہو جاتا ہے لہذا ایک سال میں ایک دو دفعہ خوشی منانے کی بات مطلق بے معنی وبیہودہ بات ہے خوشی انسان کے اندر والے نظام کا نام ہے وہ لذیذ کھانے سے نہیں انسان بھوک و پیاس کی حالت میں بھی خوش رہتا ہے خوشی اگر نئے اور قیمتی لباس اور قسم قسم کی غذا خوری سے ہوتی تو گیلانی اور نواز شریف و زرداری کو کبھی دکھ نہ ہوتا کیونکہ ان کے پاس نئے لباس لذیذ کھانے ہمیشہ ہوتے

ہیں کیونکہ یہ تینوں گھنٹوں میں لباس بدلتے ہیں پانچ دس سو روپے کے سینڈوچ کھاتے ہیں یہ جو خوشی عید کے نام سے مناتے ہیں یہ خوشی طبیعی نہیں ہے یہ خوشی مصنوعی ہے مصنوعی خوشی اس خوشی کو کہتے ہیں کہ جس کے لئے انسان باہر سے ظاہری طور پر ایسی حالت پیدا کرتا ہے کہ دیکھنے والے کہیں کہ وہ بہت خوش ہے جس طرح مصیبت مصنوعی ہوتی ہے ذاکر و خطیب جھوٹ قصہ کہانیاں بنا کے سناتے ہیں پھر بھی جب لوگ نہیں روتے تو پھر انھیں کہتے ہیں رونے والوں کے لئے بہت اجر وثواب ہے اس کو مصیبت مصنوعی کہتے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں مصیبت نفاقی کہتے ہیں۔ یہ ہر انسان کے نہیں بعض افراد کے مفاد میں ہوتی ہے یہ اعیاد استبداد، استعمار گران، مفاد جویان خود پرستان کی گھڑی ہوئی ہیں بعض لوگ قرض لے کر بعض نادانستہ طور پر اور بعض حالت مجبوری میں مناتے ہیں۔ خالق متعال نے نظام کونی کو عود پر قائم کیا ہے عود صرف خیر کے لئے مخصوص نہیں بلکہ خیر ہو یا شر، محرمات ہوں یا مباحات، بدعت ہوں یا مسنونات سب کے لئے ہے۔

مفردات میں آیا ہے ''مقاییس اللغات جلد ۲ ص ۲۶۱ لھو: الام والھا والاحرف المعتل اصلان صحیحان: احدھما یدل علی شغل عن شیء عن شیء بشیء، ولاخر علی نبذ شیء من الید. فالاول اللھو و کل شیء شغلک عن شیء فقد الھک، ولھوت عن الشیء، ولھیت عن الشیء اذا ترکتہ لغیرہ. '' ہر وہ مصروفیت جو انسان کو اس کے اہداف عالیہ سے منصرف و روگرداں کرے۔ علامہ شعراوی نے سورۃ نساء ۱۷ کے ذیل میں لکھا ہے ''معنی للھوھو ان تنصرف الی عمل لا ھدف لہ ولا فائدہ منہ فا اللھو و اللعب حرکتان من حرکات الجوارح و لکنھا حرکات لا مقصد لھا الا الحرکۃ' لہو ولعب دونوں کی جامع تعبیر عابث ہے لہٰذا قرآن کریم میں دونوں ساتھ ساتھ آیا ہے انبیاء ۱۷، محمد ۳۶، نور ۳۷۔

۴۔قرآن فرماتا ہے﴿أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَ لَهْوٌ وَ زِينَةٌ ﴾لعب عمل باطل و مہمل ہے اللہ سبحانہ نے ہمیں لعب کے لئے خلق نہیں کیا ہے۔اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی تخلیق کا کوئی ہدف نہیں ہے امیر المؤمنین نے فرمایا'' **فما خُلِقتُ ليشغلنی اكل الطيّباتِ، كالبهيمة المربوطة همّها علفها او المرسلة شغلها تقمُها**''(کتب ۴۵)

اس کا آغاز کیسے ہوا، کب سے ہوا، کس لفافے میں لپیٹ کر دیا گیا، ہم ذیل میں اس کا پسِ منظر بیان کرتے ہیں عیدین فطر وضحیٰ کے نام سے جعلی احادیث پیغمبر ﷺ سے منسوب کر کے کہا گیا کہ دنیا کی ہر قوم کے لیے ایک عید ہے میری قوم کے لیے بھی عید ہے آیا پیغمبر ﷺ دنیا کی قوموں کے نمائندے تھے آپ نے ان کے متوازی کوئی حکومت بنائی تھی یا آپ اللہ کی حکومت کی بات کرتے تھے اور اللہ کے نمائندے وپیغمبرؐ تھے،عیدین کے بارے میں احادیث بعد میں گھڑی گئی ہیں عیدیں پیغمبر ﷺ نے نہیں منائی ہیں اگر پیغمبر ﷺ نے منائی ہوتیں تو خلفائے راشدین بھی مناتے بنی امیہ کے لوگ بھی مناتے ، یہ کس نے گھڑی ہیں؟ یہ بنی عباس نے گھڑی ہیں بنی عباس نے نوروز اور مہرجان جیسی فاسدانہ، مشرکانہ، جابرانہ اور بادشاہ پرستی پر مبنی دیگر رسومات کو رواج دینے کے لیے مسلمان معاشرے میں ان عیدین کو لفافۂ بدعت بنا کر پیش کیا ہے یہ پہلی بدعت ہے جو بنی عباس نے شروع کی۔

اس میں بڑے بڑے وعدے اور وعید دی گئی ہیں بہت ثواب اور عقاب بیان کیا گیا ہے، جو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے باہر اور مسخرہ کا سبب ہے۔اس سلسلے میں بعض احادیث فی نفسہ باطل ہیں ،بعض ایسے کلام ہیں جو کلام انبیاء بلکہ علماء سے بھی شبہات نہیں رکھتے ہیں، جبکہ بعض کلام عتبہ سے شباہت رکھتے ہیں۔

حدیث کے بارے میں اعتراض: صفحہ ۱۵۸،قواعد التحدیث قاسمی لکھتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے ایک مسلمان خود اپنے دین میں احادیث جعل کرے۔اس کا جواب سادہ ہے، بعض غفلت میں وضع کرتے تھے جس کا انہیں پتہ نہیں چلتا یہ کس قدر

ضرر ونقصان دہ ہے بعض کی عمر کے آخری حصے میں عقل میں خلل آیا جس سے وہ فرسودہ ہو گئے بعض نے پہلے غلط کہا، بغیر تحقیق بات کی اور بعد میں سمجھ میں آیا کہ غلط کہا تھا، لیکن شرم آتی ہے کیسے کہیں وہ بات ہم نے غلط کہی تھی، بعض نے لوگوں کو دین کی طرف رغبت دینے اور گناہ سے ڈرانے کے لیے وضع کی ہیں، بعض نے اپنے مذہب کے بول بالا کے لیے، بعض نے سلاطین وامراء کو خوش کرنے کے لیے اور بعض نے اغنیاء کو خوش کرنے کے لیے احادیث وضع کی ہیں۔ صاحب کتاب لکھتے ہیں میں نے خود مسجد حسینی میں ایک شخص کو دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرزہ تھا اس میں ایک دعا تھی وہ کہتے تھے یہ دعائے حضرت موسیٰ ہے جو شخص اس کو پڑھے گا یا تعویز بنا کر باندھے گا تو اسے واجب نماز کی چھوٹ ہو جائے گی۔ بعض زنادقہ جو مسلمان ہی نہیں کافر وملحد تھے انہوں نے دین میں فساد پھیلانے کے لیے دین سے کھیلنے کے لیے، حق میں باطل کی ملاوٹ کیلئے عمداً احادیث جعل کی ہیں، انہوں نے اذہان کو خراب اور صفحات سیاہ کیے ہیں۔

روایت عید کے راویوں کی شناخت:۔

باب سوئم سنت عیدین لاھل الاسلام

تہذیب جلد۲ میں حجاج کے نام بہت سے ہیں۔

تہذیب جلد۲ صفحہ۱۷۲: یہ حجاج بن ارطاۃ بن ثور بن ہبیرہ بن شراحیل النخفی کوفی قاضی: شعبی سے ایک حدیث نقل کی ہے عطا بن ابی رباح سے جبلہ بن سحیم سے زید ابن جبیر طائی سے عمر ابن شعیب، سماک بن حرب نافع مولی ابن عمرو سے ابی اسحاق سبیعی سے ابی زبیر زہری مکحول سے، صاحب تہذیب لکھتے ہیں ثوری سے نقل کرتے ہیں سفیان ثوری سے، حجاج جانتے تھے کہ کیا بولتا تھا، عجلی نے کہا کہ وہ فقیہ تھے اپنے دور کے مفتی کوفی ہیں اس کو کوئی پریشانی تھی سرگرداں رہتے تھے کہتے ہیں جب شرف نے مجھے ختم کیا بصرہ کے قاضی رہے لیکن حدیث مرسلات ذکر کرتے تھے یحیٰ ابی قصیر سے منقول ہے حالانکہ ان دونوں سے انہوں

نے سنا نہیں تھا لوگ ان کو تدلیس تصور کرتے تھے ان کی حدیث میں اور دوسرے لوگوں کی حدیث میں فرق یہ ہے کہ اضافہ کرتے تھے ابن ابی خثیمہ نے ابن معین سے کہا کہ، سچے ہیں لیکن حدیث میں قوی نہیں، وہ تدلیس کرتے تھے کسی نے کہا کہ ہم نے عمداً حدیث ان سے لینا چھوڑ دیا تھا۔ضعفاء ان سے نقل کرتے ہیں ابن مبارک نے کہا ہے یہ تدلیس کرتے ہیں۔

عید میں تیسرے باب:

تہذیب جلد۳، صفحہ ۲۶۸، زبید بن الحارث بن عبدالکریم بن عمرو بن کعب الیامی، مرۃ بن شراحیل سے وسعد بن عبیدہ وذر بن عبداللہ وسعید بن عبدالرحمٰن ابن ابزی وعبدالرحمٰن بن ابی لیلی وعمارہ بن عمیر وابی وائل ابراہیم نخعی وابراہیم تیمی ومجاہد و جماعت سے نقل کرتے ہیں خود ان سے ان کے بیٹے عبداللہ وعبدالرحمٰن وجریر بن حازم وشعبہ وثوری وزہیر والحسن ابن حی شریک وغیرہ نے نقل کیا ہے قطان ابن معین، ابی حاتم، نسائی لیث، مجاہد نے ان اہل کوفہ کا عجوبہ قرار دیا ہے کہتے ہیں ابن شرمۃ نے کہا ہے وہ پوری رات نماز پڑھتے تھے۔ یہاں راقم کی طرف سے سوال ہے وہ پوری رات کونسی نماز پڑھتے تھے۔ ابو نعیم نے کہا انہوں نے ایک سو بائیس ہجری میں وفات پائی، یعقوب بن سفیان نے کہا ہے ثقہ ہیں نیک ہیں لیکن تشیع کی طرف مائل تھے ابن سعد نے کہا ہے ثقہ ہیں ان کی کچھ احادیث ہیں زیادہ نہیں عجلی نے کہا کہ ثقہ ہے علوی ہے ابن ابی خثیمہ نے شعبہ سے کہا کہ زبید کوفہ میں بہترین شخص تھے علوی تھے۔

البرا: تہذیب جلد اوّل، صفحہ ۳۷۲، "البراء" بن عازب بن حارث بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ الاوسی مدنی، صحابی فرزند صحابی، کوفہ میں قیام کیا مصعب بن زبیر کے دور میں وفات پائی نبی کریم ﷺ، ابوبکر، عمر، علی، ابی ایوب، بلال وغیرہ سے نقل کیا ہے خود ان سے عبداللہ بن زید خطیمی، ابو جحیفہ نے نقل کیا ہے ان کی اولادوں میں عبید، ربیع، یزید، لوط ہیں۔ بدر میں چھوٹے

تھے اور عبداللہ اور ابن عمر دونوں کے ہم عمر تھے ۔۲۷ھ میں وفات پائی پیغمبر ﷺ کی جنگوں میں رہے، رے کو انہوں نے فتح کیا، سب سے پہلے جنگ احد میں شرکت کی۔

صدقہ فطرہ: صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۱۶۱، زکوٰۃ فطرہ واجب ہے محمد ابن جھضم نے اسماعیل ابن جعفر سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے زکوٰۃ فطرہ کو واجب قرار دیا ہے ایک صاع کھجور دے دیں یا کشمش دے دیں، یا جو ایک صاع دے دیں ، چاہے غلام ہو یا آزاد مذکر ہو یا مؤنث، صغیر ہو یا کبیر نماز کو جانے سے پہلے یہ ادا کرنا ہے یہاں اس سلسلہ میں دس احادیث نقل ہوئی ہیں۔

فضیلت قربانی: صحیح ترمذی صفحہ ۱۷۴، حدیث نمبر ۱۴۹۳، ابو عمرو مسلم بن عمرو، عبداللہ بن نافع الصائغ سے انہوں نے ابی مثنیٰ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ام المومنین عائشہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

"وما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم انه لیاتی یوم القیامة بقرونها وا شعاره واظلا فهاوان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبو بها نفسا" قربانی کے دن کوئی انسان کوئی ایسا عمل نہیں کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے مگر خون بہانے سے زیادہ، اس سے کوئی افضل عبادت نہیں۔ قیامت کے دن اس حیوان کو اس کے سینگ کے ساتھ اس کے بالوں کے ذریعے ان کے ناخن کے ذریعے لائیں گے وہ خون، جو اللہ کے حکم سے زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ کی ۳۱۲۶ ہے یہ ضعیف ہے جامع الصغیر میں یہ حدیث نمبر ۵۱۱۲ ہے اس میں بھی ضعیف ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۴ ۔۱۴۹۳: پیغمبر ﷺ نے فرمایا اس حیوان کے صاحب کو ہر بال کے بدلے میں ثواب ہے اور ہر سینگ کے بدلے میں۔

حدیث ۱۴۹۵ میں محمد بن عبید المحاربی الکوفی نے شریک سے انہوں نے ابی الحسناء سے انہوں نے حکم سے انہوں حنش سے انہوں نے علی سے نقل کیا ہے۔ علی دو گوسفند ذبح کرتے تھے ایک پیغمبر ﷺ کی طرف سے ہوتا تھا، علی سے کسی نے کہا تو علی نے جواب دیا کہ مجھے نبیؐ نے حکم دیا ہے میں اس کو چھوڑوں گا نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو صرف شریک سے سنا ہے اور کسی سے نہیں، بعض اہل علم نے اجازت دی ہے کہ مردے کی نیابت میں بھی آپ قربانی کریں بعض اس کو صحیح نہیں سمجھتے، عبداللہ بن مبارک نے کہا مجھے پسند ہے کہ اس کا صدقہ دے دیں قربانی نہ کریں اگر قربانی کر کے ذبح کریں تو کوئی چیز نہ کھائیں سب کا صدقہ دیں گے، محمد نے علی ابن مدنی سے کہا کہ یہ حدیث شریک کے علاوہ کسی اور نے کہی ہے تو اس نے کہا پتہ نہیں ہے۔ مسلم کہتے ہیں اس کا نام حسن ہے۔

☆ ضعیف السنن ابی داؤد تالیف ناصر الدین البانی

کتاب الضحایا: باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی :-

نام راوی	حوالہ تہذیب التہذیب	حوالہ ثقات
ھارون بن عبداللہ	۹/۱۱	۲۴۰/۹
عبداللہ بن یزید	۵۳/۶	۱۶/۵
سعید ابن ایوب	۷/۴	۳۶۲/۶
عیاش بن عباس قتبانی	۱۷۶/۸	۲۹۲/۷
عیسیٰ بن ہلال الصدفی	۲۱۲/۸	۲۱۳/۵
عبداللہ بن عمرو بن عاص	۲۹۴/۵	۲۱۰/۳

باب الاضحیۃ عن المیت :-

نام راوی	حوالہ تہذیب التہذیب	حوالہ ثقات
عثمان ابن ابی شیبہ	۱۳۵/۷	-
شریک	۲۹۳/۴	۴۴۴/۶
عن ابی الحسنہ	۷۹/۱۲	-

حکم	۳۶۴/۲	۱۴۶/۴ ر
حنش	۵۰/۳	۱۸۴/۴
باب ما یستحب من الضحایا:-		
ابراھیم بن موسیٰ الرازی	۱۴۸/۱	۲۰/۳
عیسیٰ	۱۸۴/۸	۲۳۳/۷
محمد ابن اسحاق	۳۳/۹	۸۹/۹
یزید ابن ابی حبیب	۲۷۸/۱۱	۵۴۵/۵
ابی عیاش	۲۱۲/۱۲	۲۹۳/۷
جابر بن عبداللہ	۳۷/۲	۵۱/۳
باب ما یجوز من السن فی الضحایا:		
احمد بن شعیب بن بحر	۴۱/۱	–
زھیر بن معاویہ	۳۰۳/۳	–
ابوالزبیر	–	–
جابر	۳۷/۲	–
باب ما یکرہ من الضحایا		
ابراھیم بن موسیٰ الرازی	۱۴۸/۱	۲۰/۳
علی بن بحر بن بری القطان	۲۵۱/۷	۴۶۸/۸
عیسیٰ	۱۸۴/۸	۲۳۳/۷
معنی	–	–
ثور	۳۰/۲	۱۰۰/۴
ابوحمید الرعینی	۸۵/۱۲	–
یزید ذو مصر	۳۲۹/۱۱	۵۳۸/۵

حدیث نمبر ۶۰۰-۲۸۰۴

عبداللہ بن محمد النفیلی	۴/۶	–
زہیر	۲۹۹/۳	۲۵۶/۸
ابواسحاق	۱۱/۱۲	۵۷۸/۵
شریح بن نعمان	۲۹۰/۴	۳۵۳/۴

باب تکبیر فی العیدین

الربیع بن نافع ابوتوبۃ	۲۱۸/۳	–
سلیمان	۱۴۸/۴	۳۸۴/۶
ابن حیان	–	–
ابی یعلی الطائفی	۲۰۷/۹	–
عمرو بن شعیب	۴۳/۸	۴۸۶/۸
عن ابیہ	–	–

باب یصلی ب الناس العید فی المسجد از کان یوم مطر :-

ہشام بن عمار	۴۶/۱۱	۲۳۳/۹
الولید	۱۲۴/۱۱	۴۹۴/۵
الربیع بن سلیمان	۲۱۲/۳	۲۳۹/۸
عبداللہ بن یوسف	۷۹/۶	۳۴۹/۸
الولید بن مسلم	۱۳۳/۱۱	–
الربیع	۲۰۶/۳	۲۴۶/۸
عیسیٰ بن عبدالاعلی بن عبداللہ بن ابی فروہ	۱۹۵/۸	–
ابا یحییٰ عبیداللہ التیمی	۲۴/۷	۶۶۷/۷
ابی ہریرہ	۷۷/۵	۲۸۴/۳

کتاب صحیح البخاری جلد دوم صفحہ

باب فی العیدین والتجمل فیہ

ابوالیمان	–	–
شعیب		۶/۴۳۹
زہری	–	–
سالم بن عبداللہ	–	۶/۴۳۳
عبداللہ بن عمر	–	۸/۳۵۶
باب الحراب والدرق یوم العید:–		
احمد بن عیسیٰ	–	۸/۱۵
ابن وہب	–	–
عمرو	–	۷/۲۲۸
محمد بن عبدالرحمٰن الاسدی	–	۷/۴۲۳
عروۃ	–	۷/۲۸۸
عائشہ	–	۳/۳۲۳
باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام		
حجاج	–	۶/۲۰۵
شعبہ	–	۶/۴۴۷
زبید	–	۶/۳۴۱
شعبی	–	–
البراء	–	۳/۷۸
باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج		
محمد بن عبدالرحیم	۹/۲۷۷	۹/۱۳۲
سعید بن سلیمان	۴/۳۷	۶/۳۵۰
ہشیم	۴/۲۲۸	۷/۵۸۷
عبیداللہ بن ابی بکر بن انس	۷/۵	۵/۶۴

انس ابن مالک	۲۲۹/۱، ۳۳۱/۱	۵/۳
باب فرض صدقۃ الفطر :-البخاری صفحہ ۱۶۱ جلد دوم		
ابوالعالیہ	۱۶۰/۱۲	-
عطاء	۱۹۵/۷	-
ابن سیرین	۱۹۰/۹	۲۵۵/۷
یحییٰ بن محمد بن السکن	۲۳۹/۱۱	۲۶۹/۹
محمد بن جہضم	۸۷/۹	۶۱/۹
اسماعیل بن جعفر	۲۵۱/۱	۹۲/۸
عمر بن نافع	۴۴۰/۷	۱۵۳/۵
ابیہ	-	-
ابن عمر	-	-
باب صدقۃ الفطر علی العبد وغیرۃ من مسلمین :-		
عبداللہ بن یوسف	۷۹/۶	۳۴۹/۸
مالک	۱۳/۱۰	۳۹۰/۵
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
ابن عمر	-	-
باب صاع من شعیر :-		
قبیصہ بن عقبہ	۳۱۲/۸	۲۱/۹
سفیان	۱۱۰/۴	۳۲۰/۴
زید بن اسلم	۳۴۱/۳	۲۴۶/۴
عیاض بن عبداللہ	۱۸۱/۸	۲۸۳/۷
ابی سعید	-	۶۵۷/۷
باب صدقۃ الفطر صاعاً من طعامٍ :-		

عبداللہ بن یوسف	۷۹/۶	۳۴۹/۸
مالک	۳۲/۱۰	۳۹۰/۵
زید بن اسلم	۳۴۱/۳	۲۴۶/۴
عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری	۱۷۹/۸	۲۸۳/۷
اباسعید الخذری	۴۱۶/۳	۵۶۵/۵

باب صدقۃ الفطر صاعاً من تمر :-

احمد بن یونس	۴۴/۱	۵۱/۸
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
عبداللہ ابن عمر	۲۸۵/۵	۳۵۶/۸

باب صاعٍ من زبیب :-

عبداللہ بن منیر	۴۰/۶	۳۵۵/۸
یزید ابن ابی حکیم	۲۷۹/۱۱	۵۳۹/۵
سفیان	۱۱۰/۴	۳۲۰/
زید بن اسلم	۳۴۱/۳	۲۴۶/۴
عیاض بن عبداللہ بن ابی سرج	۱۷۹/۸	۲۸۳/۷
ابی سعید الخذری	۴۱۶/۳	۵۶۵/۵

باب صدقۃ قبل العید :-

آدم	۱۷۱/۱	۸۰/۶
حفص بن میسرہ	۳۶۰/۲	۲۰۰/۶
موسیٰ بن عقبہ	۳۲۳/۱۰	۴۰۴/۵
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
ابن عمر	-	-

معاذ بن فضالہ	۱۰/۱۷۵	۹/۱۷۷
ابوعمر حفص بن میسرۃ	۲/۳۶۰	۵/۵۶۹
زید بن اسلم	۳/۳۴۱	۴/۲۴۶
عیاض بن عبداللہ بن سعد	۸/۱۷۹	۷/۲۸۳
ابی سعید الخذری	۳/۴۱۶	۵/۵۶۵

باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک:-

زہری	-	-
ابوالنعمان	۱۲/۲۸۳	۷/۶۶۴
حماد بن زید	۳/۹	۶/۲۱۷
ایوب	۱/۳۶۳	۶/۶۰
نافع	۱۰/۳۷۰	۵/۴۷۰
ابن عمر	-	-

باب صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر:-

مسدد	۱۰/۹۸	۹/۲۰۰
یحییٰ	۱۱/۱۵۴	۷/۶۰۷
عبیداللہ	۷/۵۳	۸/۴۰۵
نافع	۱۰/۳۷۰	۵/۴۷۰
ابن عمر	-	-

کتاب ضعیف سنن الترمذی تالیف محمد ناصر الدین البانی صفحہ ۳۱۲

باب ما جاء ان الاسلام بداء **غریباً** وسیعود **غریباً**:-

عبداللہ بن عبدالرحمٰن	۵/۲۵۴	۵/۴۶
اسماعیل ابن ابی اویس	۱/۲۷۱	۸/۹۹

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن	۳۷۷/۸	۳۵۲/۷
زید بن ملحہ		
عن ابیہ	-	-
عن جدہ	-	-

باب ۸۶ / ۶۷ صفحہ ۵۰۰ حدیث نمبر ۳۷۷۷-۳۹۸۷

سفیان بن وکیع	۱۰۹/۴	-
عبیداللہ بن موسیٰ	۴۸/۷	۱۵۲/۷
عیسیٰ ابن عمر	۲۰۱/۸	۲۳۳/۷
السدی	-	-
انس بن مالک	۲۲۹/۱، ۳۳۱/۱	۵/۳

باب ۶۶/ ۴۷ حدیث نمبر ۷۵۹-۳۹۴۸ صفحہ ۴۹۳

ابوکریب	۲۴۱/۳	-
یونس بن بکیر	۳۸۲/۱۱	۶۵۱/۷
انضر ابی عمر	۳۹۴/۱۰	۵۳۵/۷
عکرمہ	۲۳۴/۷	۲۹۴۷
ابن عباس	-	-

باب فی انتظار لافرج وغیر ذلک: حدیث نمبر ۲۰۷-۳۸۲۴ صفحہ ۴۷۱

بشر بن معاذ العقدی البصری	۴۰۱/۱	۱۴۴/۸
حماد بن واقد	۱۸/۳	۲۲۲/۶
اسرائیل	۲۲۹/۱	۷۹/۶
ابی اسحاق	۱۱/۱۲	۵۷۸/۵
ابی الاحوص	۴۴۰/۹	۵۶۴/۵
عبداللہ	۲۷/۶	۶۱/۵

اعیاد چند دنوں کیلئے دین سے چھٹی:

اسلام اصیل اور اسلام لصیق میں تمیز کرنا ہے، اسلام قرآن ہے اس کے مبلغ نبی کریم محمدؐ ہیں۔ قرآن امام ہے محمدؐ ماموم ہیں چنانچہ بار بار فرمایا میں تابع وحی ہوں اس قرآن میں خود قرآن کا تعارف بھی آیا ہے ﴿تِبيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (نحل۔۸۹)، ﴿هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ﴾ (العمران۔۱۳۸) ﴿لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ﴾ (انعام۔۵۹) ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ﴾ (مائدہ۔۳) اس میں کوئی نقص و کمی نہیں۔ قرآن امام محمدؐ ہے، اطیعو اللہ و رسولہ، جو محمدؐ کا حکم نہیں مانتا ہے وہ مسلمان نہیں کہلائے گا۔ اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، محمدؐ حامل قرآن مبلغ قرآن مبین شارح قرآن ہیں۔ جبکہ اسلام لصیق والوں کا کہنا ہے ہم نے اسلام اہل بیت، اصحاب، علماء سلف اور علماء وقت سے لینا ہے، انکی یہ بات اسلام اصیل پر چسپاں کیا ہوا ایک پیوند ہے۔ عوام جاہل و سادہ بالخصوص شاہ پرستان فارس و روم، جن کی نسل بہ نسل شاہ پرستی میں گزری انہیں یہ باور کرایا گیا ہے کہ یہ خاندان نبوت اب محمدؐ کی جگہ پر ہیں ان کی پرستش کریں۔ اللہ نے فرمایا میرے اور بندوں کے درمیان دوری نہیں لیکن انہوں کے کہا بہت دوری ہے ہمیں واسطہ و وسیلہ اپنانا ہوگا۔ عرصے سے مسلمان اصیل کی جگہ اسلام لصیق کو پیش کر رہے ہیں۔ جب تک اسلام اصیل کی طرف برگشت نہیں کریں گے ہدایت نہیں پائیں گے، جادہ ضالین و مغضوب علیہم سے نہیں نکلیں گے۔ دشمنان اسلام نے تو اسلام اُلٹا سر بریدہ و دم بریدہ پیش کیا ہے اسلام کو تہہ و بالا کرنے کیلئے مختلف طریقہ واردات کو اپنایا ہے۔ اس کیلئے پہلے مرحلے میں صف اوّل کے مردان حق کو نشانہ بنایا۔ سب سے پہلے خوارج اٹھے، اس کے بعد بنی امیہ نے اس بدعت کو جاری رکھا اور اُس کے بعد شیعہ اٹھے انہوں نے اٹھتے بیٹھتے سبّ و شتم اور بدزبانی سے مردان باوفاء اسلام، معزز مسلمین کو عند الناس مطعون کیا، دوسرے مرحلے میں ایمان و عمل میں جدائی ڈالی بعض جگہ عمل کو اٹھایا، اس طرح سے اٹھایا کہ عمل کرنا ہی ناممکن ہو جائے، حتیٰ

جہاں رسولؐ اللہ نے ایسا مشقت والا عمل کیا اللہ نے رسولؐ کریم کو روکا ہے لیکن بہت سے اعمال اب امت سے کروار ہے ہیں۔ مستحبات ونفلیات کی بھر مار ہے، اذکار و اوراد کی بوچھاڑ کی ہے، جسکے لئے بطور قہرمان عامل استاد معظم خضر نا معلوم و معدوم کے نام کو پیش کیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے والے کو اعلیٰ وارفع مقام کا حامل گردانا جاتا ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ آپ کے مقدران سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ مغیرہ عجلی، ابی زینب اسدی سے شروع ہوتے ہوئے فضل اللہ حروفی سے گزرتا ہوا انتخاب مراجع بے عمل ونقل خوران تک پہنچا ہے، گلی کوچوں کے محراب ومنبر تک ان کی رسائی آسان بنائی، ان کی زندگی بغیر کاوش وعمل کے مفت خواری پر استوار کی۔ اس کو کہتے ہیں تہہ و بالا۔ اس سلسلے کی ایک کڑی عید کی نماز ہے۔

کلمات اختتامیہ:

نختتم ما کتبنا عن نقدات وقدحات والمعارضات الاخ، المتحفص، المتجسس، المتعطش، المعتطف، لنوادرات الغوابر والحواظر، والقوادم والحوادث ، الاخ الاشتر حسین سلمه الله و عافاه و عصمه من العوارض والاسقام الجسدانیه والروحانیه من خواطراتی حول ما تسمیٰ من اعیاد المسلمین ولیس هو کذالک، انها لا تمت هذه الاعیاد المصطنعة، المنحوطها المعزی با لاسلام الغرا یاقل انتماء انما هی حاکها و صاغها الایاد اللیمة الاثیمه الکریه، الجریه الظلیمه الخبیثه الیهودیه الصلیبیه، الباطنیة الطاغیه، الباغیه الحاقدة المتظاهر بالاسلام العارضة و الصادمه لنصوص آیات محکمات الساطعه الصارمه و ان مزاجه الاسلام وخمیره الایمانیات والاحکامات والاخلاقیات، والاجتماعیات، تنافیها نفیا کاملا تاما.

حمد و ستائش اس ذات کے لئے لائق و سزاوار ہے جس نے اضطراب و پریشانی کی غبار آلودو وحشت انگیز فضاء میں جینے کی زندگی کے دورانیہ میں غیر مترقبہ توفیق بمعہ معاونین کے ساتھ ساتھ حق و ہدایت کے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق وعنایت کی جب کہ شبابات واشکالات واعتراضات کی بھرمار نے فضاء کو غبار ومکدر بنایا ہوا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شجرہ دلائل و براہین کے ثمرات میرے اوپر سایہ فگن کئے نیز میری بچی کھچی تمام حیثیات اس بدعات موسوم دینی، آثار باقیہ جاہلیت اور ملت مسلمین کو جادۂ مستقیم قرآن وسنت وسیرت معطرہ حضرت محمدؐ سے گمراہ واجنبی کرنے کی سرتوڑ کوشش کے دوران ساحت مقدس اسلام سے جھاڑو کرنے کی توفیق پر ذات باری تعالیٰ کا شکر گزار ہوں میں اس نعمت گران کو رحمت عالمین ہادی خلائق کے حضور میں تحفہ ناچیز پیش کرتا ہوں۔

اے میرے مالک ورازق، میرے نہاں وعیاں سے آشنا۔ میرے ماضی، حاضر و مستقبل سے آگاہ، میں بچپنے ہی سے لہویات ولغویات، کھیل کود سے دور رہا ہوں۔ میرے خمیر میں لہویات نہیں تھے۔ کسی ہستی سے ایک بچے نے کہا چلو کھیلنے نہیں جاؤ گے تو جواب میں کہا اللہ نے ہمیں کھیلنے کیلئے خلق نہیں کیا اسی طرح میں بھی نہیں کھیلا، اسی طرح انسانوں سے بھی کوئی کھیل نہیں کھیلا، جس طرح دیگران نے میرے ساتھ کھیلا ہے۔ مجھے جتنا وجود باری تعالیٰ کے لطف وکرم پر ایمان راسخ ہے اتنا ہی حیات مابعد الموت، حساب وکتاب، جنت ونار پر بھی ایمان غیر متزلزل و متردد رکھتا ہوں۔ اس لحاظ سے بھی لہو ولعب مجھ سے صادر ہونا ناممکن رہا ہے۔ دور جاہلیت اولیٰ میں اعمال حسنہ، اعمال شائستہ بامقصد، ذی اثرات نیرہ، ثمرات مطلوبہ ومرغوبہ سے باز رکھنے والے عمل کو لہو کہتے ہیں اس طرح ناسمجھ بچے، احمق، پاگل دیوانوں کے کام کو لہو کہتے تھے، لیکن عصر حاضر لہویات کو دنیائے کفر و شرک اور الحاد نے دین سے روکنے کیلئے ایک سد ناقابل عبور بنایا ہے، علم کے ساتھ

لہویات کو بھی نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔دین پڑھے بغیر عالم دین بننے والوں نے بھی اس کی سرپرستی کرنا شروع کر رکھی ہے۔انہی لہویات میں سے اعیاد و ماتم ہیں ،جسے حکمرانان منویات سوء نے مسلمانوں پر ٹھونسا ہے ، اس بارے میں اختتامیہ میں غزوثقافتی بر علیہ اسلام کے عنوان میں وضاحت کریں گے۔

اعیاد و ماتم اسلام کے خلاف غزوثقافتی:۔

اسلام و مسلمین کے خلاف لڑی جانے والی جنگ مسلحانہ کے بعد دوسری جنگ فکری و ثقافتی ہے، یہ جنگ زیادہ وسیع الابعاد حیرت انگیز بعید الاطراف جنگ ہے۔یہ جنگ سرحد سے باہر نہیں اندرون شہر لڑی جانے والی جنگ ہے اس قسم کی جنگ ذلت آور ہوتی ہے چنانچہ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا”**فو اللہ ما غزی قوم قط فی عقر دارھم الا ذلو**“(خطبہ۔۲۷)بدقسمتی سے اس جنگ کے اخراجات خود مسلمان ادا کر رہا ہے،اس کے اہداف وغایات مسلمانوں اور اسلام کے درمیان موانع پیدا کرنا ہیں ،گویا ہر طرف سے امت کو عادات و رسومات کی دلدل میں پھنسانا مقصود و مطلوب ہے۔لیکن شخص عالم دانشمند کو چاہیئے وہ ان لہویات ولغویات کو اسلامی کہنے کے ظریفانہ نکتہ پر غور کرے،آخر لہویات ولغویات کو اسلام سے کیوں منسوب کیا گیا ہے،اس لئے کیا تا کہ اس کے آثار شوم پر غور نہ کیا جا سکے۔چنانچہ ایک عرصے سے ظلم وزیادتی و ناانصافی اور غلط کاریوں کا ذمہ دار مغرب خاص کر برطانیہ کو گردانا جاتا تھا تا کہ باطنیہ غاشمہ فیلیہ سے نظریں ہٹائی جائیں لیکن سوال ہے کہ یہ منصوبہ مغرب والوں کے ذہن میں کب اور کیسے آیا۔کہتے ہیں بادشاہ فرانس کو سویز کی جنگ میں اسیر کر کے جیل میں ڈالا گیا اور ان کو بھاری فدیہ دینا پڑا۔بادشاہ فرانس نے اپنی یادداشت میں لکھا تھا ہم مسلمانوں سے میدان جنگ میں نہیں جیت سکتے ،اس کیلئے کوئی طریقہ سوچا جائے یہاں سے انہوں نے مسلمانوں کے اندر منافقین کی تلاش شروع کی تو مسلمانوں کے سرسخت دشمن بطور اسلحہ ان کے ہاتھ لگے۔مسلمانوں میں مائ ثر صلیبی اور منافقین سے ملنے

کے بعد انہوں نے جنگ کا محاذ تبدیل کیا، اسلام کے خلاف مسلسل جنگ لڑنے والوں کے تجربات پر عمل شروع کر دیا لیکن وہ کون تھے؟ وہ معز الدولہ آل بویہ غلات مردہ تھے جنہوں نے بیک وقت عید اور ماتم کے نام سے تمام محرمات کی توہین کرتے ہوئے ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر اور دس محرم الحرام کو سر برہنہ خواتین کا ایک جلوس نکالا۔ ان غیر اسلامی مظاہر پر شیخ عباس قمی جیسے غالی مفرط نے کتاب ''کنی و القاب'' میں اس کی مذمت کی، آل بویہ کے بعد فاطمین اور ان کے بعد آل صفوی نے نقش سیاہ معز الدولہ کو جاری رکھا۔ مسلمانوں سے ہزیمت خوردوں اہل فارس نے مسلمانوں سے مقابلہ ومزاحمت انتقامی کو تنہا جاری ہی نہیں رکھا بلکہ بھر پور طریقے سے اس کی سرپرستی بھی کی، عجب العجاب، حیرت احیار، اسف و تأسف کی سرحدیں اس سے ٹوٹ گئیں جب وہاں انقلاب اسلامی آیا۔ لیکن اندر سے احیاء سنت آل بویہ و فاطمی چلتی رہی، لیکن انسان مسلمان کیلئے سکتہ قلبی یا دماغ پھٹنے سے بچنے کا واحد نسخہ یہ آیات کریمہ ہیں جو اللہ نے اپنے نبی محزون ومکروب کی تسلی کیلئے نازل کیں تھیں ﴿لا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَیْتُمْ إِلَی اللَّهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیعاً فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (مائدہ۔۱۰۵) ﴿قُلْ لَسْتُ عَلَیْکُمْ بِوَکِیلٍ﴾ (الانعام۔٦٦)

بدقسمتی سے مسلمانوں میں جاری ثقافت اسلام کے زرین عقائد وافکار و نظریات سے مستقی مجتبیٰ نہیں بلکہ اغیار کے نظریات پر مبنی ہیں۔ ان کی ثقافت سے ہمارا دین فروغ نہیں پائے گا بلکہ ان کے مذہب کی ترویج واشاعت ہوگی، ہماری توانائیاں ایثار و فداکاریاں ہدر ہو رہی ہیں ہمارے ملک کے مفاد پرستان اس ثقافت کو اٹھاتے ہیں بطور مثال یکے از احکام قرآن کریم نماز پنجگانہ کے بعد اہمیت جہاد وقتال اعداء ہے، نبی کریمؐ کی دس سالہ حیات مسلسل دشمنان داخل وخارج سے نبرد آزما رہے، کبھی آیات قرآن، کبھی ارشادات نبی کریمؐ میں اسلام و مسلمین کی بقا وعزت وابرو میں ہمہ وقت دشمنان اسلام سے مقابلہ کے لئے آمادہ چوکنا ومستعد

رہنے کی تلقین کی گئی لیکن تمام غزوات و سرایا سے فاتحانہ واپس آنے کے بعد پرچموں کو کسی خاص جگہ پر نصب کیا یا چوما ہو پرچم کی کیا شکل و رنگ تھا اس بارے کوئی روایت نہیں ملتی ہے۔ حتیٰ فتح فارس وروم میں پرچم سرفرازی کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے لیکن ہمارے ملک میں پرچم فروشی کیلئے ہر چودہ اگست کو کتنا سرمایہ صرف کرتے ہیں معلوم نہیں، دشمن اسلام آئے دن مسلمانوں سے لڑتے ہیں مسلمانوں کی تحقیر استہزاء کرتے ہیں جواب میں ہم صرف اپنے پرچم کو چومتے اور تقدیس کرتے ہیں۔ بہرحال ہمیں لوگوں سے ان کے منطق کے مطابق بات کرنی ہے کہنے کو لوگوں کو سیکھاتے ہیں ہم پرچم کی سربلندی کیلئے جان دیں گے یہ پرچم ہمیشہ بلند رہے گا، جس پرچم کی سربلندی کے لئے خود مرنے کیلئے عہد کرتے ہیں لیکن ملک میں کہیں کوئی بڑا حادثہ ہو جائے یا بیرون ملک ہو جائے تو کیوں اس کو سرنگوں کرتے ہیں؟ پرچم کا سرنگوں یوم سوگ کا اعلان بوڑھی عورتوں، ضعیف و کمزوروں کا شعار ہے، جس پرچم کو اونچا کرنے کیلئے کتنے لاکھ بجٹ بنایا اس پرچم کو گرانے کی تمہید میں ملک کے سربراہان بار بار کہتے رہتے ہیں ہم یہاں ہندو و مسلم فرق کو ختم کر کے دم لیں گے یہاں مسیحی اور ہندوؤں کی آقائی کے انتظار میں ہیں لیکن ان کے بیانات پر کوئی نوٹس نہیں لیتے ہیں۔

اگر کوئی صدق دل سے مسلمان ہو تو اسے سمجھنا چاہیے کہ اسلام کے مصادر قرآن اور محمدؐ ہیں ان پر صدق دل سے ایمان رکھنے والوں کو اعیاد و ماتم کی دلدل سے نکلنا چاہیئے، اسلام اور اعیاد و ماتم جمع ناپذیر ہیں۔ یہ دونوں دین اسلام سے ناسازگار ہیں کیونکہ دین اسلام اللہ کی طرف سے آیا ہے، جبکہ اعیاد دوسری قوموں سے لی گئی ہیں۔ کیسے ممکن ہے یہود وصلیب و مجوس کی اختراع کردہ چیز اللہ کے نازل کردہ دین میں شامل کریں۔ اعیاد و ماتم اور اسلام کو جمع کرنا توحید و شرک کو جمع کرنے کی مانند ہوگا۔ نبی کریمؐ اس دین میں اپنی مرضی کو شامل نہیں کر سکتے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا اگر کوئی چیز اپنی طرف سے شامل کریں گے تو ہم ان کی رگ

گردن کاٹیں گے، ہر وہ شخص جس نے اس عمل کو رسول اللہ سے منسوب کیا ہے اُس نے رسول اللہ پر افترا باندھا ہے۔اعیاد و ماتم غزو ثقافتی بر علیہ اسلام ہے۔فرد مسلمان مرد،عورت، چھوٹے، بڑے،عالم، جاہل اس جنایت کا ارتکاب کریں گے تو وہ درحقیقت میں بھارت کے منصوبے پر عمل کرنے والوں کی مانند ہیں،اعیاد و ماتم اغیار کی غزو ثقافتی ہے۔

''الجمع بین الاعیاد و الماتم و بین الاسلام جمع بین متناقضین''

علی شرف الدین

۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

مصادر اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں

☆ معجم المفہرس آیات القرآن
☆ تفسیر المنیر — وہب الزحیل
☆ تفسیر المراغی — مصطفیٰ مراغی
☆ تفسیر الکاشف — محمد جواد مغنیہ
☆ التفسیر الجامع — فخر الرازی
☆ المعجم المفہرس نہج البلاغہ — محمد دشتی
☆ شرح کلمات قصار امیر المومنین — محمد دشتی
☆ مصباح اللغۃ — دار الارشاد
☆ نور اللغات — مولانا عبد الحفیظ
☆ فیروز الغات — مولوی نور الحسن
☆ لغات کشوری — سید تصدق حسین رضوی
☆ فرہنگ آصفیہ — مولوی سید احمد دہلوی
☆ لسان العرب — ابن منظور
☆ مختار الصحاح — محمد بن ابی بکر
☆ تاریخ العرب فی اسلام — جواد علی
☆ نہج البلاغہ — سید شریف رضی
☆ فی ضلال نہج البلاغہ — جواد مغنیہ
☆ شرح نہج البلاغہ — ابن ابی حدید
☆ ارشاد المومن — سید محمد حسین حسینی جلالی
☆ شرح نہج البلاغہ — سید عباس موسوی
☆ المعجم المفہرس البحار الانوار — کاظم مراد خانی

☆ الاخبار الدول وآثار الاول فی التاریخ — احمد بن یوسف القرمانی
☆ تاریخ الطبری — ابی جعفر محمد بن الجریر الطبری
☆ تاریخ یعقوبی — دار صادر
☆ مروج الذہب — ابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی
☆ تاریخ خلیفہ خیاط — ابی عمرو خلیفہ بن خیاط
☆ تاریخ اسلامی — حسن ابراہیم حسن
☆ الصفۃ الصفوۃ — ابی الفرج ابن جوزی
☆ تاریخ کامل — ابن اثیر
☆ البدایہ والنہایہ — حافظ ابن کثیر
☆ شذرات الذہب فی الاخبار من ذہب — ابی الفلاح عبدالحیّ بن حماد حنبلی
☆ المنتظم — عبدالرحمن بن علی بن محمد بن جوزی
☆ جمہرۃ انساب عرب — ابی محمد علی ابن احمد بن سعید بن حزم الاندلیسی
☆ تاریخ الاسلامی — محمود شاکر
☆ لاطبقات الکبریٰ — احمد بن سعد بن منیع ہاشمی البصری
☆ التاریخ ابن خلدون — عبدالرحمن بن خلدون
☆ تجارب امم — ابوعلی مسکویہ رازی
☆ منتھی الاعمال — شیخ عباس قمی
☆ سلاطین عضوض مسلمین — گروہ مولفین
☆ تاریخ اسلام — حسن ابراہیم حسن
☆ عقائد امامیہ — محمد رضا مظفر
☆ الدین الاسلام — محمد حسین کاشف الغطاء
☆ جنۃ الماویٰ — محمد حسین کاشف الغطاء
☆ ارشاد — شیخ مفید

☆ احتجاج طبرسی	علامہ طبرسی
☆ وسائل شیعہ	حر عاملی
☆ مستدرک الوسائل	محدث نوری
☆ مفاتیح الاثام	محدث قمی
☆ الکنی والالقاب	محدث قمی
☆ العواصم والمواسم	
☆ المواسم والمراسم	جعفر عاملی
☆ فتاویٰ معاصر	یوسف قرضاوی
☆ العلمانیہ	یوسف قرضاوی
☆ العلمانیہ	مہدی شمس الدین
☆ فروع ابدیت	جعفر سبحانی
☆ کشف العمہ	اردبیلی
☆ الشیعہ والتاریخ	محمد جواد مغنیہ
☆ الشیعہ والحاکمون	محمد جواد مغنیہ
☆ الشیعہ والحاکمون	محمد صادق تہرانی
☆ الشیعہ والتشیع	جواد مغنیہ
☆ جمھرۃ الخطیب	احمد ذکی صفوت
☆ جولۃ التاریخیہ فی عصر خلفاء الراشدین	محمد سید الوکیل
☆ التاریخ السلامی خلفاء الراشدون والعھد الاموی	محمود شاکر
☆ تراجم الخلفاء راشدین ابوبکر صدیق	
☆ الخلفاء راشدون	عبد الوھاب النجار
☆ تاریخ خلفاء راشدین	محمد سھیل طقوش
☆ کتاب البداء والتاریخ	مطھر بن ملا یر مقدی

☆ اعیان الشیعہ	محسن الامین
☆ اخطاء یجب ان یحذر فی التاریخ	جمال عبدالہادی
☆ معجم البلدان	یاقوت حمودی
☆ محمد فی المدینہ	شعبان برکات
☆ تاریخ شامل مدینہ المنورہ	عبدالباسط بدر
☆ صدر من الحیاالاجتماعیہ فی المدینہ المنورہ	
☆ شفاالغرام فی بلدالحرام	سید یاسین احمد
☆ امام فی الاسلام	شریف مرتضیٰ محمد
☆ تاریخ ادب العربی	حنافخوری
☆ تاریخ اداب العرب	جرجی زیدان
☆ تاریخ اداب الغرب	مصطفیٰ رفاعی

☆☆☆☆☆☆☆☆

عید کسی بھی چیز کی برگشت کو کہتے ہیں اس میں خیر وشر یکساں ہیں

معلوم نہیں عید کے معنی خوشی کس بنیاد پر کرتے ہیں خوشی کو عربی میں فرح کہتے ہیں

فرح لذت جسمانی غیر متوقع یا زیادہ ملنے پر کرتے ہیں جیسے کسی مادی چیز کے کھو

جانے پر حزن کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا ہے:

”دنیا آنے جانے والی جگہ ہے اس سے خود کو نہ باندھیں“

﴿لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ: سورہ حدید ۲۳﴾

میں کسی چیز کے ملنے پر خوشی کھونے پر غم سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن کی کثیر آیات میں

خوشی کا مظاہرہ کرنے والوں سے کہا ہے

﴿إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتالٍ فَخُورٍ: سورہ لقمان ۱۸﴾

اس عید سے ملک کے سرمایہ دار، عیاش ونواش خوش ہیں جبکہ غریب وہی دور فرعونی میں

رہنے والوں کا جملہ دہراتے ہیں ﴿لَيْتَ لَنا مِثْلَ ما أُوتِيَ﴾ ”کاش ہمیں بھی ایسی دولت ملتی“۔

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان